Scanned with CamScanner

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ

(صحیح بخاری کتاب العلم باب العلم قبل القول والعمل الحدیث اے، صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ جب کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے

امام جوینی قدس اللہ سرہٗ

کی

اصولِ فقہ میں تجدیدی خدمات

اور

اہلِ مغرب کی دلچسپی

مصنف

ڈاکٹر فاروق حسن

گلوبل اسلامک مشن، انک

نیویارک، یو ایس اے

نام کتاب: امام جوینی قدس اللہ سرہ کی اصول فقہ میں تجدیدی خدمات اور اہل مغرب کی دلچسپی

مصنف: ڈاکٹر فاروق حسن

طبع اول: اگست ۲۰۲۱ء

کمپوزنگ: زینب حسن بنت فاروق حسن

تزئین و آرائش: غزالہ احمد (نیویارک، یو ایس اے)

پروف ریڈنگ: محمد مسعود احمد سہروردی اشرفی (نیویارک، یو ایس اے)

ناشر: گلوبل اسلامک مشن (نیویارک، یو ایس اے)

صفحات: ۱۳۶

قیمت:

﴿کتاب ملنے کے پتے﴾

﴿۱﴾-- محمد عبداللہ فاروق 0333-231-5083
dr.fhasssan@gmail.com

﴿۲﴾-- جامعہ غوثیہ اسلامیہ: شاہ فیصل کالونی، کراچی، پاکستان
+92 (0)346-298-5267

﴿۳﴾-- **MA MISSION Learning Centre**
365 Halliwell Rd. (opp. Lloyds Bank) | Bolton, BL1 8DE
UK | 07448 965 871 | info@ma-mission.co.uk

﴿۴﴾-- **SUFFAH FOUNDATION**
P.O. BOX 1625 HUDDERSFIELD, HD1 9QW | UK
www.suffahfoundation.com | info@suffahfoundation.com

﴿۵﴾-- **GLOBAL ISLAMIC MISSION, INC.**
73 HI VIEW DRIVE, WINDALE, NY 12594 | USA
+1-914-319-3839 | mmahmed92@gmail.com

انتساب

میں اِس کاوش کو اپنے پیرومرشد حضرت شیخ شجاع الدین احمد چشتی قادری نیازی اطال اللہ عمرہ وزاد اللہ فیوضہ وبرکاتہ سراوعلانیۃ بن حضرت شیخ جلال الدین احمد قادری، چشتی، نظامی، نیازی، شکوری، جلالی نور اللّٰہ مرقدہ وجعل مثواہ فی جنۃ النعیم (متوفی ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء)، خلیفہء مجاز، سید الموحدین، حضرت شیخ جمال الدین احمد قادری، چشتی، نظامی، نیازی تغمدہ اللّٰہ برحمتہ ورضوانہ (متوفی ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء) کے نام کرتا ہوں جنہوں نے میری سوچوں کو مثبت اور درست سمت عطا کی، میرے باطنی شعور کو بیدار کر کے میری اصلاح اور رہنمائی فرمائی۔

فہرست

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

فہرست عناوین

فصل اوّل

امام جوینی کا تعارف اور ان کا علمی وفکری مقام ۔۔۔ ۳۳

فصل دوم

امام جوینی، اصول فقہ اور مستشرقین ۔۔۔ ۴۵

فصل سوم

امام جوینی کی 'اصولِ فقہ' میں تصانیف اور کتاب 'الورقات' کا تعارف ۔۔۔ ۶۳

فصل چہارم

کتاب التلخیص فی اصول الفقه کا تعارف

فصل پنجم

کتاب البرهان کا تعارف

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بسم الله الرحمن الرحيم

١٤٢٠ م

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریف اللہ ہی کی ہے کہ جس نے اپنی پہچان کے لیے یہ کائنات بنائی، اپنے نور سے اپنی پہلی تخلیق یعنی نور محمدی ﷺ کو بنایا، پھر سب کچھ اُسی نور سے پیدا فرمایا۔ انسان کو اشرف المخلوق بنایا اور پھر ہماری ہدایت کے لیے اپنے حبیب محمد عربی ﷺ کو مبعوث فرمایا اور مزید ہدایت کے لیے قرآن کریم نازل فرمایا۔ قرآن وحدیث سے لاتعداد علوم برآمد ہوئے کہ یہ فضیلت کسی اور مذہب کو حاصل نہ ہوئی۔ انہیں علوم القرآنی کے حصول اور ترسیل کی خاطر سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں اصحاب و افرادِ امت نے اپنی زندگیاں صَرف کر دیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت امام الحرمین امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کی خدمات کے تعلق سے یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ہمارے لیے اتنی ہی سعادت کافی ہے کہ ہم اِس کتاب کو شائع کر رہے ہیں جس میں ایک ایسے امام کی خدمات کا ذکر ہے جن کے بارے میں تصدیق موجود ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔۔۔ وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے میرے دین کی مدد کی ☆۔ اصل محنت تو مصنف کتاب ھذا، ڈاکٹر فاروق حسن صاحب کی ہے جن کے تعلق سے کافی تفصیل آگے آرہی ہے، ہم تو صرف۔۔۔ انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھوانے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کا حبیب ﷺ قبول فرمالے تو ہماری بات بن جائے گی۔ ہمیشہ کی طرح سے کتاب ھذا پر بھی ہمشیرہ غزالہ احمد نے تزئین و آرائش میں محنت کی ہے اور اب سلیم الدین صاحب اخلاص و محبت سے اِس کی طباعت کا فریضہ انجام دیں گے۔

اللہ رب العزت سے دُعا گو ہوں کہ تمام اصحاب واحباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الکریم و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

احقر: **محمد مسعود احمد سہروردی اشرفی**

چیئرمین: گلوبل اسلامک مشن (نیویارک، امریکہ)

۱۱ جولائی/ ۲۰۲۱ء

☆: دیکھیئے کتاب ھذا کا صفحہ ۳۵، اور لطائف اشرفی، امام العارفین سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی، نیویارک، یو ایس اے، گلوبل اسلامک مشن، ۲۰۲۱، ج۱، ص ۱۱۰۔۱۱۱۔

﴿مصنف کا تعارف﴾

ڈاکٹر فاروق حسن متعدد قومی و بین الاقوامی علمی مجالس کے رکن ہیں۔امریکہ، اٹلی، نیدرلینڈز، ترکی، ملائشیا، انڈونیشیا،کمبوڈیا، ایران، اور مصر کی جامعات میں اپنے تحقیقی مقالات پیش کر چکے ہیں۔تاریخِ اصولِ فقہ، تکثیریت، مکالمہ بین المذاہب اور مسلم دُنیا کو دَرپیش علمی وفکری مسائل اور اُن کا حل، آپ کی دلچسپی کے خاص موضوعات ہیں، جن پر آپ کے متعدد علمی و تحقیقی مقالات ملکی اور بین الاقوامی تحقیقی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔فنِ اصولِ فقہ پر جامعہ کراچی سے پی ایچ ڈی کیا۔ بعدازاں ڈاکٹر صاحب نے 'ابراہیمی مذاہب کے مابین امن' کے موضوع پر پروفیسر ڈاکٹر جان۔ایل۔ایسپوزیٹو کی نگرانی میں جارج ٹاؤن یونیورسٹی (واشنگٹن ڈی سی، امریکہ) سے فل برائٹ اسکالرشپ پر پوسٹ ڈاکٹریٹ کیا۔ **جامعہ الازہر الشریف مصر** سے **الدورۃ التدریبیہ للمعلمین وللوعاظ و للدعاۃ** کیا، وہاں کے کبار اساتذہ مثلاً: شیخ الازہر شیخ سید محمد الطنطاوی رحمہ اللہ (م ۲۰۱۰ء) سے تفسیر، دکتور احمد عمر ہاشم سے حدیث اور دکتور محمد حمدی زقزوق رحمہ اللہ (م ۲۰۲۰ء) سے استشراق میں، شیخ فتاح شیخ اور شیخ صالح زیدان سے اصول فقہ میں اکتساب فیض کیا۔ فاضل محقق نے دارالعلوم امجدیہ، کراچی سے حفظ القرآن کیا اور شیخ القراء قاری خیر محمد چشتی الازہری حفظہ اللہ سے تجوید سیکھی اور پھر درس نظامی کی تعلیم کبار مشائخ امجدیہ جیسے شیخ الحدیث مفتی وقار الدین قادری رضوی نوراللہ مرقدہ (م ۱۹۹۳ء) سے دورحدیث کیا جبکہ استاذ العلماء محمد حسن حقانی نوراللہ مرقدہ (م ۲۰۰۹ء) اور شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفی الازہری نوراللہ مرقدہ (م ۱۹۸۹ء) بھی اساتذہ کرام میں شامل ہیں۔اور **الجامعة العليميه الاسلاميه** کراچی سے مفتی سید شجاعت علی قادری نوراللہ مرقدہ (م ۱۹۹۳ء) اور علامہ انواراللہ حفظہ اللہ (فاضل جامعہ مدینۃ المنورہ) وغیرہ سے **تخصص فی التفسیر** کیا۔

ادارہ

گلوبل اسلامک مشن

نیویارک، امریکہ

پیش لفظ

امام الحرمین جوینی شافعی، (۱۸محرم ۴۱۹ھ /۱۷فروری ۱۰۲۸ء) متاخرین میں امام شافعی کے اصحاب میں سے علی الاطلاق سب سے بڑے عالم تھے۔ اصول وفروع کے علوم اور اَدب وغیرہ میں آپ کی تبحر علمی اور خوش بیانی پر اتفاق پایا جاتا تھا۔ ۴۵۰ھ /۱۰۵۸ء میں امام جوینی خراسان میں اشعریوں کے خلاف شورش اور عمید الملک کندی کی تحریک پر رؤسائے شافعیہ کی جلاوطنی کی بنا پر حجاز چلے گئے۔ پھر آپ سلطان الپ ارسلان سلجوقی کی حکومت کے اوائل میں نیشاپور آ گئے۔ سلجوقی وزیراعظم نظام الملک طوسی نے امام جوینی کے حجاز سے واپس آنے پر ان کے اعزاز میں درس گاہ (نظامیہ نیشاپور) قائم کی۔ آپ نے اصول فقہ سمیت متعدد علوم پر کتابیں لکھیں۔ علمائے اسلام نے آپ کی متعدد کتابوں کی شروح، حواشی اور تعلیقات لکھیں۔

پیش نظر کتاب 'امام الحرمین جوینی رحمہ اللہ کی اصولِ فقہ میں تجدیدی خدمات اور اہل مغرب کی دلچسپی' اسی عالمِ بے مثل کی اصولِ فقہ میں تجدیدی خدمات کے بارے میں ہے جن کی علمی خدمات کا اعتراف مستشرقین نے بھی کیا۔ مستشرقین نے امام جوینی کی کتابوں سے استفادہ کیا اور بعض کتابوں کا یورپین زبانوں میں ترجمہ بھی کیا، جس کی تفصیل مذکورہ کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ فاضل مصنف گرامی قدر ڈاکٹر فاروق حسن ایک جیّد عالمِ دین اور ماہر تاریخ اصولِ فقہ ہیں۔ فن اصولِ فقہ کی تاریخ پر جامعہ کراچی سے پی ایچ ڈی کیا اور وہ اس موضوع پر کئی کتابوں اور متعدد تحقیقی مقالوں کے مصنف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ فاضل مصنف اور اس کتاب کے ناشر ہر دو کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے اور سعادتِ دارین سے نوازے۔ آمین

ڈاکٹر محمد سہیل شفیق

صدر نشین، شعبہ اسلامی تاریخ،

جامعہ کراچی۔ کراچی

بسم الله الرحمن الرحیم

١٤٢٠ م

﴿زیرِ نظر کتاب کا سببِ تالیف﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام جوینی کی فقہ واصول، فلسفہ وعلم کلام میں خدمات پر لگ بھگ گذشتہ ایک ہزار سال میں خصوصاً بلادِ عرب وفارس میں بہت کچھ لکھا گیا اور عصر حاضر میں عرب و یورپ کی جامعات میں بھی اُن پر تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ مگر برصغیر کی جامعات کے تحقیقی مجالات ومقالات میں خاص طور سے اردو زبان میں امام جوینی کی اصول فقہ میں کتابوں اور ان کے متکلمانہ اسلوب بیان اور ان کی اصولی آراء وخدمات کو خاطر خواہ توجہ نہیں مل سکی جس کی وہ فی الواقع مستحق تھیں، اور نہ جدید دَور کے جدید ذہن کو قائل ومطمئن کرنے والے متکلمانہ منہج سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جا سکا۔

عصر حاضر کے عیسائی کیتھولک مذہبی مدارس (Seminaries)۔ کے سات [7] سالہ نصاب کے ساتوں سال 'فلسفہ' لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے تاکہ آبائے کلیسا (Early Church Fathers) جیسے، سینٹ آگسٹین (م ۴۳۰ء) اور قرون وسطی کے عیسائی مفسرین جیسے، سینٹ تھامس اکوینس (م ۱۲۷۴ء) کی فلسفیانہ مذہبی تعبیر وتشریح کی بہتر تفہیم ہو سکے اور عیسائی مبلغین دعوت وتبلیغ میں عقلی استدلالات کے ذریعہ اپنی بات کو مؤثر انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت پیدا کر سکیں۔

عربی زبان میں امام جوینی کی سوانح حیات پر متعدد کتابیں ملتی ہیں جیسے، محمد الزحیلی کی کتاب **الامام الجوینی: امام الحرمین**، مطبوعہ دار القلم دمشق ۱۹۹۲ء۔ ۱۴۱۲ھ، اور عبد العظیم الدیب کی کتاب **امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللّٰہ حیاتہ وعصرہ. آثارہ وفکرہ**، مطبوعہ کویت دار القلم ۱۹۸۱ء۔ ۱۴۰۱ھ وغیرہ۔ اِسی طرح طبقات کی کتابوں میں ان کا تذکرہ ملتا ہے جیسے، طبقات الشافعیہ للسبکی (اس کی پانچویں جلد میں تقریبا باون صفحات میں تفصیلی تذکرہ ہے)۔

امام جوینی کی اصول فقہ پر خدمات پر اردو میں کوئی کتاب یا تحقیقی ایم فل / پی ایچ ڈی مقالہ۔۔یا۔۔ اسلامی موتمرات میں پڑھے گئے مقالات میری نظر سے نہیں گذرے۔ ہاں! البتہ ۱۹۱۶ء سے ۲۰۰۵ء (۸۹ سال) کے دوران امام الحرمین کے حالات زندگی پر امام الحرمین عبد الملک جوینی کے عنوان سے شاہ نصر احمد پھلواروی کے تین [3] مضامین (اگست ۱۹۷۸ء، ستمبر ۱۹۷۸ء اور جنوری

۱۹۸۱ء) معارف ہندوستان اعظم گڑھ سے شائع ہوئے جن میں ان کے عمومی حالات زندگی کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ شاید ذہن میں اس کی ایک وجہ یہ آئے کہ امام جوینی عقیدۃً اشعری اور مسلکاً شافعی ہیں اور برصغیر کی اکثریت ماتریدی اور حنفی پیروکار رہے، اِس لیے اُن کی طرف توجہ نہیں رہی۔ مگر اِس بات سے مکمل اتفاق ممکن نہیں کیونکہ امام محمد الغزالی (م ۵۰۵ھ) بھی اشعری وشافعی ہیں، ان کا نام اور بعض کتابیں برصغیر میں بے حد مقبول ہیں۔ قطع نظر فقہی مذاہب سے وابستگی کے اسلاف کی یہ کتب مشترکہ علمی ورثہ ہیں۔

اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ اردو زبان میں امام جوینی کی اصول فقہ پر تصانیف اور اُن کے منہج اصولی اور اُن کے کام میں مسلم مفکرین اور علمائے مستشرقین (علوم شرقیہ خصوصاً اسلامی علوم کے غیر مسلم ماہرین) کی دلچسپی کو اجاگر کروں تا کہ طلبہ و باحثین اس سے فائدہ اٹھائیں اور امام جوینی کے اُن علمی وفکری پہلوؤں کو تلاش کریں جن پر عصر حاضر میں کام کرنے کی ضرورت ہے مگر کسی وجہ سے اَب تک محققین کی نگاہوں سے اوجھل رہے۔۔یا۔۔جس کی ماضی میں انہوں نے ضرورت نہیں سمجھی۔

اِس کتاب کے لکھنے کا مقصد امام جوینی کی 'علم اصول فقہ' سے بالواسطہ۔۔یا۔۔ بلاواسطہ تعلق رکھنے والی کتب ومباحث کا تعارف، اور اُن کے اعلیٰ علمی، فکری وتحقیقی معیار سے متعلق اعلیٰ تعلیمی درسگاہوں، خاص طور پر دینی مدارس اور کلیات وجامعات کے کلیہ معارفِ اسلامی، کے طلبا میں شعور وآگاہی کو فروغ دینا اور اسلام کے ایک اہم شعبہ 'فن اصول فقہ' کے مطالعہ سے متعلق نئی راہیں ہموار کرنا ہے۔ بالخصوص اُن کے لیے جو اسلامی قوانین (اصول فقہ) کی تاریخی نشو ونما کی تفہیم میں دلچسپی رکھتے ہوں۔

اِس کتاب کو تصنیف کرنے کے لیے میں نے امام جوینی کی منهجيات اصوليه سے تعلق رکھنے والے عربی متون، رجال، تراجم وطبقات، اعلام الاصوليين، اسماء المؤلفين، اصول فقہ کی بعض متعلقہ کتابوں کے مقدمة التحقيق، عربی قلمی ومصورہ کتابیں، فہارسِ کتب مطبوعہ ومخطوطہ، پانچویں صدی ہجری کے علماء شافعیہ واشاعرہ وغیرہ کا مطالعہ کیا۔

مجموعی طور پر یہ میری چھٹی اور اصول فقہ کے موضوع پر چوتھی تصنیف ہے۔ زیر نظر کتاب سے قبل اس موضوع پر مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں:

۱۔۔۔فن اصول فقہ کی تاریخ: عہد رسالت مآب ﷺ سے عصر حاضر: اِس کتاب میں ایک ہزار سے زائد اصولیین کی اصول فقہ پر بارہ سو سے زائد کتب کا تعارف اور سو سے زائد اہم کتابوں کے مشتملات، مناہج اور مختلف اَدوار میں اُن سے متعلق کام کی تفصیلات کا ذکر کیا۔ یہ کتاب پہلی بار کراچی دارالاشاعت سے ۹۶۰ صفحات میں ۲۰۰۶ء میں اور پھر ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔

۲۔۔۔برصغیر میں تدوین اصول فقہ: یہ کتاب نیو یارک امریکہ، گلوبل اسلامک مشن سے ۲۰۱۹ء میں شائع ہوئی۔ جس میں برصغیر کے آٹھویں صدی ہجری سے لیکر چودھویں صدی ہجری تک کے ننانوے ۹۹ اصولیین کی ایک سوسینتیس ۱۳۷ کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۳۔۔۔امام محمد الغزالی کی اصول فقہ میں تجدیدی خدمات اور بعض شبہات کا ازالہ: یہ کتاب بھی نیو یارک، امریکہ گلوبل اسلامک مشن سے ۲۰۲۰ء میں شائع ہوئی۔ جس میں امام غزالی کی اصول فقہ میں طریقۃ المتکلمین پر لکھی گئیں تیرہ ۱۳ کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۴۔۔۔زیر نظر کتاب امام جوینی کی اصول فقہ میں تجدیدی خدمات اور اہل مغرب کی دلچسپی: اس سلسلہ کی چوتھی کتاب ہے۔

میں مشکور ہوں علامہ مفتی صابر حسین نورانی، ڈاکٹر علامہ محمد یونس علی اور علامہ شاہزیب شبیر نواب شاہی کا جنھوں نے اِس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے املاء کی غلطیوں کی حتی الامکان نشاندہی فرمائی اور کتاب کے اسلوب کو بہتر بنانے کے لیے مفید مشوروں سے نوازا۔ میں انتہائی شکر گذار ہوں اِس کتاب کے ناشر علامہ محمد مسعود احمد سہروردی اشرفی (گلوبل اسلامک مشن) کا۔ جب انہیں میرے علمی ذوق وشوق کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے خلوص سے میری ہمت بندھائی اور پرخلوص یاد دہانیوں سے اس راہ میں میرے سست رو قدموں کو گرم رفتار بنایا۔ اُن کے اخلاص ومحبت نے میرے دل میں گہرے نقوش چھوڑے۔ حسب سابق کتاب کی تزئین وتحسین کے مراحل غزالہ احمد (نیو یارک، امریکہ) نے بحسن خوبی انجام دیے، جس کے لیے میں ان کا صمیم قلب سے شکریہ اَدا کرتا ہوں۔

میں اللہ تعالی سے اخلاص اور قبولیت کا سوال کرتا ہوں کہ وہ خاتم النبیین، اشرف المرسلین، شفیع المذنبین، سیدنا ونبینا محمد ﷺ کے صدقے وطفیل میری اس سعی کو اپنی بارگاہِ عالی میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ اللہ تعالی اِس کتاب کو شائقین علم کے لیے نفع بخش بنائے۔ میری اور میرے والدین،

اہل وعیال، اساتذۂ کرام، ناشر بمعاونین اور روحانی شیخ کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔

امین والحمد للہ اولا واخرا وصلی اللّٰہ علی نبینا محمد وعلی اله وصحبه وسلم

فاروق حسن غفر له ولوالدیه وللمسلمین

ڈاکٹر فاروق حسن بن حبیب حسن بن نذر الحسن

ایسوشی ایٹ پروفیسر، ہیومینٹیز ڈپارٹمینٹ

این ای ڈی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، کراچی، پاکستان

Contact: 0333-2315083

Email 1: dr.fhasssan@gmail.com

Email 2:mfhassan@neduet.edu.pk

کتاب کی تقسیم

زیرِنظر کتاب ایک مقدمہ اور پانچ فصول پر مشتمل ہے۔ اِس کتاب کی فصل اوّل امام جوینی کے حالاتِ زندگی اور ان کی علمی وفکری جدوجہد سے متعلق ہے۔ فصل دوم امام جوینی، اصول فقہ اور مستشرقین سے متعلق ہے جس میں مستشرقین کی اصول فقہ میں مثبت و منفی خدمات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ امام جوینی کی آراء وافکار میں فقیہانہ وسعت، فلسفیانہ ومتکلمانہ تعمق اور تحقیق کا اعلیٰ معیار علمائے مستشرقین کے لیے بھی کشش کا باعث بنا۔ فقہاء واصولیین کی مصطلحات کے درست مفاہیم، علمائے متقدمین کی آراء اور خاص طور سے آرائے شاذہ سے آگاہی، اصول فقہ کے مشکل متون میں ذہنی ریاضت، علوم فقہیہ ولغویہ سے متعلق ابحاث، فلسفہ اور منطقی استدلالات، سخت ذہنی ریاضت کا تقاضا کرتی ہیں، اِس کے باوجود کئی مستشرقین نے اصول فقہ کا مطالعہ کیا اور اسے موضوعِ سخن بنایا جیسے، گولڈ زیہر، شاخت اور حلاق وغیرہ۔ یہ سب ایک دوسرے سے کچھ مختلف اندازِ فکر ضرور رکھتے ہیں مگر اسلامی قانونی مواد کو تنقید کا نشانہ بنانے میں مشترک نظر آتے ہیں۔ مسلم علماء نے امام جوینی کی کتابوں کی شروح لکھیں، اُن پر حواشی وتعلیقات لکھے۔ مستشرقین نے بھی اُن کی کتابوں کے قلمی اور تصویری نسخوں کو اپنے مکتبوں میں محفوظ کیا، اُن سے استفادہ کیا اور بعض کتابوں کو جرمنی، فرانسیسی، انگریزی اور دوسری زبانوں میں منتقل کیا۔

تیسری فصل میں کتاب 'الورقات فی اصول الفقہ' کا تعارف واہمیت اور اِس پر لکھی گئیں شروح (شرح الشروح)، منظومات، تعلیقات اور تقییدات وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔

چوتھی فصل امام جوینی کی اصول فقہ میں 'کتاب التلخیص' کے تعارف میں ہے۔

اور پانچویں فصل 'کتاب البرہان فی اصول الفقہ' کے تعارف اہمیت اور کتب اصول فقہ میں اِس کا مقام، امتیازی خصوصیات اور اِس سے متعلق شروح وتحقیقی مقالات وغیرہ کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

☆۔۔۔اس کتاب میں اختصار کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

☆۔۔۔موضوع کی مناسبت سے مفید ترین باتوں کو ایک جگہ بیان کر دیا ہے۔

☆۔۔۔ضروری معلومات کے ساتھ حوالے دیے گئے ہیں تا کہ شائقین اصول فقہ تفصیلی مطالعہ اور تحقیق کے لیے اُن کی طرف رجوع کر سکیں۔

☆۔۔۔اس کتاب میں قرآن کریم کے تمام ترجمے اردو ترجمہ قرآن بنام 'معارف القرآن' اَز محدث اعظم ہند کچھوچھوی، مطبوعہ گلوبل اسلامک مشن (نیویارک، یوایس اے) سے ماخوذ ہیں۔

مقدمہ الکتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ألحمد للّٰہ رب العلمین، والصلٰوۃ والسلام علٰی امام المرسلین ، وقدوۃ الموء منین ، والمبعوث رحمۃ للعٰلمین ، وعلی آلہ وصحابتہ الکرام البررۃ ، وعلی العلماء العاملین ، ومن سار علی نھجھم اجمعین۔

امام الحرمین جوینی شافعی پانچویں صدی ہجری کے بڑے ذی علم علماء میں سے تھے۔وہ شیخ الاشعریہ، امام المتکلمین ،علمِ کلام و منطق ،فقہ واصول میں متخصص اوران فنون کے مسلمہ امام تھے۔ ان کی وسعتِ علمی کا مشرق ومغرب میں اعتراف کیا گیا۔مدرسہء متکلمین کے منہج پر اصول فقہ کی ترویج میں ان کی تحریروں کا بڑا حصہ ہے۔انہوں نے اصول فقہ میں کم ازکم چار[۴] شاہکار کتابوں ۔۔**الورقات،البرھان، التلخیص ،التحفہ۔۔**۔سمیت مختلف علوم پر تقریباً اڑتالیس[۴۸] سے زیادہ گرانقدر کتابیں لکھیں۔کتاب'**الورقات**'اور'**البرھان**'، نے تاریخ علم اصول فقہ کی نشو وارتقاء میں اہم کردار ادا کیا اورانہیں شہرت دوام نصیب ہوئی۔انہوں نے فقہ واصول فقہ میں ردالشبہات کے لیے'منطق وعلم کلام' کا استعمال کیا۔

اصول فقہ کیا ہے؟

علم اصول فقہ، وحی متلو(قرآن)اوروحی غیر متلو(سنت مطہرہ) کے فہم کا آلہ(ذریعہ) ہےاورعلوم نقلیہ وعقلیہ دونوں کو جامع ہے۔اصول فقہ، اسلام کے اشرف اوراجل العلوم میں سے ہے ،اس کا حاصل کرنا فرض کفایہ مگر ہر مجتہد ومفتی اور ہراُس طالب علم کے لیے لازمی ہے جوقضاء وافتاء کا طالب ہواورتقلید سے مرتبہء اجتہاد پرفائز ہونا چاہتا ہو۔محدث ومفسر،فقیہ ومتفقہ کوشارع کے مقاصد سمجھنے میں اِس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ علم شعوروآ گاہی دیتا ہے کہ احکام کہاں سے اورکس طریقہ سے مستنبط کئے گئے؟۔ایک عالم صرف ائمہ سے احکام کی سماعت پراکتفاءنہیں کرتا بلکہ وہ اِس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ اصل منابع ومصادر تک رسائی حاصل کرےاور جانے کہ کن ماخذ سے، کن اصول کی بنیاد پر، کن حالات میں اورکن علتوں کوسامنے رکھ کراستنباط کیا گیا۔

کیا اُدلہ۔۔یا۔۔احکام کا حفظ'اصول فقہ' ہے؟

اُدلہ(متون فقھیہ) یا احکام کو حفظ کر لینا ایک تہائی علم اور باعث برکت ہے۔دلیل اور احکام کے درمیان واسطہ کی معرفت اصول فقہ میں سب سے اہم ہے۔کوئی بھی حکمِ شرعی جو ادلہ سے مستنبط ہوتا ہے اس کے لیے کوئی واسطہ(یعنی قاعدہ اصولیہ) ہوتا ہے۔جیسے سوال کیا جائے وجوبِ صلاۃ کی کیا دلیل ہے؟ اگر آپ جواب میں کہیں ۔۔۔اقیموا الصلوٰۃ ۔۔۔تو یہ حکم نہیں ہے بلکہ اس حکم کی دلیل ہے۔اور وہ واسطہ جن کے ذریعہ یہ حکم نکلا وہ 'اصول فقہ' ہے،یعنی الامر المتجرد عن القرینة یفید الوجوب(وہ امر جو قرینہ سے خالی ہو وجوب کا فائدہ دیتا ہے)، یہ اصول ہے۔

اصول فقہ سیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟

یہ علم الوصول الیٰ حکم شرعی ،یعنی حکم شرعی تک پہنچنا سکھا تا ہے۔اگر سوال کیا جائے کہ حکم شرعی براہ راست فقہ کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے،ہمیں اِس کی کیا ضرورت ہے کہ فقہاء اُس حکمِ شرعی تک کیسے پہنچے۔تو اِس کا جواب یہ ہوگا کہ حکم شرعی تک وصول کے طریقے کی معرفت ، نفس حکم کی معرفت سے زیادہ اہم ہے۔اصول فقہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ فقہاء کیسے اِس مسئلہ میں اُس شرعی حکم تک پہنچے۔ایک عام شخص کے لیے مثال یہ ہے کہ کوئی مچھلی پکا کر آپ کے دستر خوان پر سجا دے اور آپ کھا لیں، یہ تو آپ نے فقہ پر عمل کیا۔اصول فقہ اُس شخص کو یہ سکھا تا ہے کہ مچھلی کا شکار کیسے کیا گیا اور اسے کس طرح تیار کیا گیا۔کتب فقہ میں بار بار آتا ہے۔۔۔قال امام ابو حنیفه فی مسئلة کذا وقال امام مالک فی مسئلة کذا ۔(یعنی امام ابوحنیفہ نے اس مسئلہ میں یہ فرمایا اور امام مالک نے اسی مسئلہ میں یہ موقف اختیار فرمایا)۔انہوں نے کس دلیل کو بنیاد بنا کر ایسا فرمایا اور کس موقع پر،کس وجہ سے،کس دلیل ورائے کو ترجیح دی، یہ 'اصول فقہ' ہے۔

علم اصول فقہ سیکھنے کا کیا فائدہ ہے؟

اِس کا ایک تاریخی فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ متقدمین فقہاء و مجتہدین سے مستنبط و مستخرج احکام شرعیہ کے اصول، ان کی کیفیت اور ان کے دقائق معلوم ہوتے ہیں جس کی بدولت یہ امت اپنے شاندار ماضی سے مسلسل رابطہ میں رہتی ہے اور وہ حال کے لیے اپنے اسلاف کے اصول کی روشنی میں مسائل کا حل اور نتائج حاصل کر لیتے ہیں اور مستقبل کے لیے حکمت عملی اور نئے قاعدے وضع

کر لیتے ہیں۔اس علم کے علمی وفکری، عملی واجتہادی اور تقابلی فائدے بھی ہیں۔

امام جوینی اصول فقہ میں کس طریقے کو اختیار کرتے ہیں؟

اہل علم نے اصول فقہ کی تدوین میں تین ۳ قابل ذکر طریقے متعارف کروائے ہیں: ایک طریقہ علمائے متکلمین کا ہے جس میں نظری مباحث کو غلبہ ہوتا ہے۔ دوسرا علمائے حنفیہ کا جو فروع سے متاثر تھا، علمائے احناف نے اسے اپنے مذہب کے دفاع اور ضبط فروع کے لیے اختیار کیا اور اس کی روشنی میں اپنے مذہب کے لیے جامع اصولوں کا استنباط کیا۔اور تیسرا متاخرین اہل علم کا ہے جس میں پہلے اور دوسرے طریقے کو یکجا کر دیا گیا۔امام جوینی اصول فقہ کی اپنی تمام کتابوں میں متکلمین کے اسلوب کی نمائندگی کرتے ہیں۔

متکلمین کون ہیں؟ علم کلام مشروع ہے۔۔یا۔۔ممنوع؟

علم کلام ☆ کی دینی نقطہ نظر سے کیا قدر و قیمت ہے؟ اشعری علم کلام کو باقاعدہ فن کی حیثیت سے امام ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری (م ۳۲۰ھ، ۳۲۴ھ۔۔یا۔۔۳۳۰ھ) نے دی، جبکہ ماتریدی علم کلام کو امام ابومنصور ماتریدی سمرقندی (م ۳۳۳ھ۔۔یا۔۔۳۳۶ھ) نے متعارف کرایا۔اہلسنت کے دونوں اکابرین (باوجود کئی مسائل جیسے حسن و قبح عقلی ہیں۔۔یا۔۔شرعی میں ایک دوسرے سے اصولی اختلاف کے) قران وسنت کے تابع رہ کر استدلالات کرنے میں مشترک ہیں۔ واضح رہے کہ متقدمین کا علم کلام (قدیم)، فلسفہ سے پاک دلائل قطعیہ پر مبنی قران وسنت سے موید تھا، اُن کا زیادہ تر اختلاف معتزلہ ☆☆ وغیرہ سے تھا۔پھر بعد کے زمانے میں جب یونانی فلسفہ کے عربی ترجمہ کے ساتھ علم کلام کے مباحث ومسائل میں فلسفہ بھی شامل ہونے لگا تو علمائے متکلمین کی اس میں دلچسپی بڑھی کیوں کہ اُن کے لیے فلسفہ کی بہتر تفہیم کے ذریعہ ہی فساد کا سبب بننے والی افکار کا رَد کرنا ممکن تھا۔

کیا اشاعرہ اور ماتریدیہ نے معتزلہ سے اخذ کر کے علم کلام (سنی/نقلی) کی بنیاد رکھی؟

علم کلام کی بنیادی کتابوں میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ (م ۱۵۰ھ) کی 'الفقہ الاکبر' شامل ہے،

☆: علم کلام کے کئی نام ہیں: الفقہ الاکبر، علم النظر والاستدلال، علم التوحید والصفات، علم اصول الدین، علم العقیدہ/علم العقائد

☆☆: واصل بن عطا، ۸۰۔۱۳۱ھ نے اس زمانے میں مسلمانوں کے ثقافتی مرکز بصرہ میں معتزلہ مدرسہ کی بنیاد رکھی خلیفہ مامون (۸۱۳۔۸۳۳ء) کے زمانے میں اسے سرکاری سرپرستی اور ترقی ملی

تو یہ بات درست نہیں ہے کہ 'علم کلام' کا آغاز معتزلہ سے ہوا۔۔یا۔۔وہی اولین متکلمین ہیں۔ 'علم کلام' دو[۲] ہیں: ایک قدیم جس میں معقولات شامل نہیں تھے اور دوسرا جدید۔ جدید علم کلام کی ضرورت اُس وقت پیش آئی جب عباسی خلیفہ مامون کے زمانے میں مسلمان عقلی علوم کے یونانی خزانوں سے رابطہ میں آئے، اُن سے معتزلہ نے بھرپور استفادہ کیا اور علوم عقلیہ کے ذریعہ اسلامی عقائد اور اصولوں میں تبدیلیاں شروع کیں، یعنی قرآن وسنت کے خلاف معقولات کی روشنی میں مؤقف اپنایا۔ اُن کی اِس نئی تعبیر وتشریح نے مسلمانوں کے مابین سوالات واختلافات جنم دیے تو علمائے اہل سنت نے علمائے عقلیہ کے دلائل سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی روشنی میں اصول وضوابط وضع کیے اور منقولات ومعقولات دونوں طریقوں سے جوابات دیے۔

علمائے معتزلیین کی کتابوں سے آج تک استفادہ کیوں جاری ہے؟

معتزلہ کی تمام عبارات وکتابیں خالصتاً عقلی رجحان کی علم بردار نہیں ہیں اور نہ ہی سب غلط ہیں، اس لئے اُن سے استفادہ بھی کیا جاتا ہے۔ مگر جہاں اُن کے عقلی طرز تفسیر وتحریر وتاویل میں چوک نظر آئی اور ضرورت محسوس کی گئی ان کی غلط باتوں کا رد وابطال کیا گیا۔ اس لیے یہ کہنا درست نہیں ہو گا کہ ابوالحسین معتزلی کی 'المعتمد فی اصول الفقه' نہ ہوتی تو آج اصول فقہ سے کوئی اچھی طرح واقف نہ ہوتا اور محمود بن عالم عمر الزمخشری معتزلی (م ۵۳۸ھ) کی 'تفسیر کشاف' نہ ہوتی تو امت مسلمہ قرآن کے بلاغی محاسن سے ناآشنا رہ جاتی۔ اگر سوال کیا جائے کہ سنی علماء نے اِس انداز پر کتابیں کیوں نہیں لکھیں؟ اس کا جواب یہ ہے، کیوں کہ معتزلی علماء نے 'المعتمد' اور 'کشاف' لکھ کر خلا پر اور ضرورت پوری کر دی تو علمائے اہل سنت نے ان موضوعات پر اپنی تصانیف وتالیفات میں دوسرے انداز اپنائے تاکہ تحصیل حاصل سے بچ سکیں۔

علمِ کلام کی مخالفت کیوں کی گئی؟

دینی علوم میں فقہ (فروع) کا تعلق عمل (عبادات ومعاملات وغیرہ) سے ہے جبکہ علم کلام کا تعلق ایمان وعقیدہ (اللہ کی ذات وصفات وحی رسالت تقدیر وغیرہ) سے ہے۔ بعض اہل علم نے اِس فن کو زیادہ قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور مخالفت کی۔ شاید یہ ممانعت نااہل کے لیے ہو، کیوں کہ ایمانیات واعتقادیات کے بارے میں علم کلام کے استعمال میں بے احتیاطی دین وایمان کو

نقصان پہچانے۔۔یا۔۔ضائع کرنے کا سبب بن سکتی ہے۔

اشاعرہ کون ہیں؟

اشعری مدرسہ کی بنیاد امام ابوالحسن اشعری نے رکھی۔متقدمین اکابرائمہ اشاعرہ جیسے، امام جوینی شافعی، امام غزالی شافعی (م ۵۰۵ھ)، امام ابوبکر الباقلانی مالکی (م ۴۰۳ھ)، ابوبکر محمد بن الحسن ابن فورک (م ۴۰۶ھ)، ابواسحاق الاسفرائینی (م ۴۱۸ھ)، اور ابواسحاق شیرازی (م ۴۷۶ھ) وغیرہ نے دبستان اشعری کو منظّم اور مستحکم کیا۔

کیا قرون وسطی کا علم کلام عصری ضرورت کو پورا کرسکتا ہے؟

غور وفکر کرنے کی اسلامی روایت صدیوں پرانی ہے۔قرآن (۱۲:۲) میں ہے۔۔۔اِنَّا اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ۔(ترجمہ: بے شک ہم نے نازل فرمایا اِس کو عربی قرآن کہ تم عقل سے کام لو)۔۔۔ علمائے متکلمین (اشعریہ و ماتریدیہ) نے صدیوں تک اسلامی اصولوں کے دائرے میں رہ کر احیائے شریعت اور بقائے سنن نبویہ ﷺ کے لیے احسن طریقے پر عقلی استدلال کی عقلی روایت کو منظّم و مستحکم کیا۔کیا یہ روایت تسلسل سے مسلم دُنیا میں کہیں نظر آتی ہے؟ شاید اس کا جواب نہیں ہے۔

کیا اس روایت کے تسلسل کی ضرورت ہے؟

آج مسلم دُنیا پر سب سے بڑی یلغار بغداد پر منگول حملہ آوروں کی طرح نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اسلام کی فکری اساس کو چیلنج نہیں کیا تھا۔اِس وقت ڈرون اور ائی ایم ایف سے بھی بڑا خطرہ مغربی دُنیا کے اسلام پر کیے جانے والے وہ اعتراضات ہیں جو سمندر کے ساحل پر ٹکرانے والی موجوں کی مانند ہیں، جو ایک کے بعد ایک ساحل سمندر سے ٹکرا کر واپس چلی جاتی ہیں۔موجودہ مسلم دُنیا میں علمی انحطاط کے باوجود بہت اچھے ڈاکٹرز، انجینیرز اور واعظین کی بہتات خوشی کی بات ہے لیکن دوسری طرف دین کی اعلیٰ سمجھ بوجھ کے ساتھ عصری حقائق کی تفہیم اور ان کا عقلی انداز سے تجزیہ کر کے اسے احسن انداز سے پیش کرنے کی صلاحیت رکھنے والے مسلم فلاسفہ کا قحط الرجال ہے۔یہ بات درست ہے کہ انفرادی طور پر مضبوط ایمان و اعتقاد کے ہوتے ہوئے فلسفہ و منطق کی ضرورت نہیں رہتی مگر چیزوں کو اسلامی تہذیب کے طور پر درست طریقے سے دیکھ کر اُن

کا تجزیہ اور فکری دفاع اس تہذیب کی باعزت بقاء کے لیے اہم ہوتا ہے۔

علم کلام کے مسائل ومباحث بعینہ آپ ﷺ کے زمانے میں نہیں تھے، تو کیا اِسے بدعت قرار دینا چاہیے؟

عہد رسالت مآب ﷺ وصحابہ رضی اللہ عنہم میں اللہ تعالی سے متعلق عقیدہ اتنا مضبوط تھا کہ 'علمِ کلام' کو (دوسرے علوم کی طرح) مدون کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اِس کی ضرورت اُس وقت پیش آئی جب اسلام میں معتزلہ نے عقائد کے بارے میں سنت رسول ﷺ اور صحابہ کے موقف وعمل کے خلاف عقل کو نص پر ترجیح دی۔

نسال الله العلى القدير ان يوفقنالما يحبه ويرضاه ، وان يسدد خطانا، وان يلهمنا رشدنا، وان يعلمنا ما ينفعنا ، وان ينفعنا بما يعلمنا ، وان يجعل اعمالناخالصة لوجهه، انه سميع مجيب.

فصل اوّل

امام جوینی کا تعارف اور ان کا علمی و فکری مقام

ولادت و تعلیم:

ضیاء الدین، امام الحرمین، ابو المعالی، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف بن محمد ابن حیویہ الجوینی الشافعی اشعری خراسانی (۴۱۹ھ/ ۱۰۲۸ء) نیشاپور کے گاؤں جوین کے ایک علمی و دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جب ہوش سنبھالا تو نیشاپور و بغداد کی جامعات کے علاوہ خود اپنا گھر ایک مرکز علم نظر آیا۔ امام جوینی عالم ابن عالم ابن عالم تھے، یعنی ان کے والد اور دادا اپنے زمانے کے ممتاز شافعی علماء میں سے تھے۔

امام جوینی فقیہ، اصولی، متکلم اور کئی علوم میں دسترس رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے والد ابو محمد عبد اللہ الجوینی (م ۴۳۸ھ۔ ۱۰۸۵ء) وغیرہ سے نیشاپور میں تعلیم حاصل کی۔ [1] اگرچہ آپ کے والد کو تفسیر و حدیث اور فقہ و کلام میں بلند مرتبہ حاصل تھا اس کے باوجود آپ علوم نقلیہ و عقلیہ اور تحقیق و تدقیق میں اپنے والد اور اساتذہ سے آگے بڑھ گئے۔ والد کی شہرت کے ساتھ ساتھ ان کی علمی و فکری صلاحیت کا بھی تذکرہ ہونے لگا۔ امام جوینی کے والد نے کئی کتب تصنیف کیں جیسے 'الوسائل فی فروق المسائل' اور 'الجمع والفرق' جو شافعی فقہ کے مسائل پر مشتمل ہیں۔ [2] اس کے علاوہ انہوں نے امام محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰ھ۔ ۲۰۴ھ) کی 'کتاب الرسالہ فی اصول الفقہ' کی شرح بھی لکھی، جس کا شمار 'الرسالہ' کی ابتدائی پانچ شروح میں ہوتا ہے [3]۔ امام جوینی کے چچا شیخ الحجاز، ابو الحسن علی بن یوسف الجوینی (م ۴۶۳ھ) اعلیٰ مرتبہ کے عالم اور صوفی تھے۔ انہوں نے تصوف میں 'کتاب الصلوۃ' تالیف کی [4]۔ امام جوینی نے اصول فقہ کی تعلیم اپنے زمانے کے متبحر عالم امام ابو القاسم عبد الجبار الاسکاف الاسفرائینی سے حاصل کی۔

سلوک و تصوف:

امام جوینی ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ احسان و عرفان میں بلند مقام رکھتے تھے۔ امام جوینی کے والد نے اُن کی ولادت سے قبل خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کی۔ جب اُن کی طرف

قدم بوسی کے لیے جھکے تو انہوں نے منع کیا جس پر وہ ان کی پشت کی جانب پھر گئے اور ایڑی کا بوسہ دیا۔انہوں نے اس خواب کی تعبیر امام جوینی کی ولادت سے کی، یعنی قدم بوسی کی برکت سے اللہ تعالی نے لائق فرزند عطا فرمایا(۵)۔

اُس وقت کے مشاہیر صوفیا سے امام جوینی کے والد کا قلبی تعلق تھا،انہوں نے شیخ ابو طالب مکی اور ابوعبدالرحمٰن اور سلطان ابوسعید ابوالخیر سے فیض پایا۔اور پھر امام الحرمین جوینی بھی سلطان ابوسعید ابوالخیر کی مجالس سے مستفیض ہوئے۔

امام جوینی کے گھرانے میں رزق حلال کا حد درجہ اہتمام کیا جاتا۔وہ فرماتے ہیں:

" ان اباه اکتسب من عمل یده مالا خالصا من الشبهة اتصل به الی والدته ، فلما ولدته له حرص علی ان لا یطعمه ما فیه شبهة فلم یمازح باطنه الا الحلال الخالص(۶) "

(ان کے والد نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے شبہ سے پاک مال کمایا اور پھر ان کی والدہ کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کیا جب امام جوینی کی ولادت ہوگئی تو ان کے والد نے اس بات کا بہت اہتمام کیا کہ ان کو شبہ سے پاک غذا کھلائیں اور ان کے پیٹ میں حلال خالص کے سوا کچھ نہ جائے)

امام جوینی کے والد کو کسی طور پر یہ بات برداشت نہیں تھی کہ پاک وطیب رزق کے علاوہ کوئی چیز اُن کا جزو بدن بنے امام جوینی اپنی شیر خوارگی میں رزق حلال میں انتہائی درجہ احتیاط سے متعلق ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں:

" ان امی اشتغلت فی طعام تطبخه لابی، وانا رضیع، فبکیت وکانت عندنا جاریة مرضعة لجیراننا ، فارضعتنی مصة او مصتین، ودخل والدی،فانکر ذلک،وقال:هذه الجاریة لیست ملکا لنا، ولیس لها ان تتصرف فی لبنها ،واصحابها لم یاذنوا فی ذلک،وقلبنی وفوعیی حتی لم یدع فی باطنی شیئا الا اخرجه(۷)"

(میں دودھ پیتا بچہ تھا، میری والدہ میرے والد کے لیے کھانا پکانے میں مصروف تھیں۔ اُس وقت گھر میں پڑوس سے آئی ہوئی باندی موجود تھی اس نے مجھے بھوک سے روتا دیکھ کر اپنا دودھ پلانا شروع کر دیا۔ ابھی میں نے ایک۔۔یا۔۔دو چسکیاں ہی پی تھیں کہ میرے والد آ پہنچے اور اس باندی کو دودھ پلانے سے روک دیا۔ اور مجھے اُلٹا کر کے اُس وقت تک قے کرائی جب تک وہ سارا دودھ معدہ سے نکل نہیں گیا۔ اور فرمایا۔۔۔ یہ باندی ہماری ملکیت نہیں ہے اس لیے اس کے دودھ پر اسے تصرف کا حق حاصل نہیں اور نہ ہی اُس کے مالک نے ہمیں اس بات کی اجازت دے رکھی ہے۔)

مولانا پھلواروی فرماتے ہیں: امام (الحرمین) کی پوری زندگی 'علم کلام' سے وابستہ رہی، اِس علم کو اُن کی ذات سے بڑا فروغ ہوا۔ اُن کی کلامی تصنیفات بڑی اہمیت رکھتی ہیں لیکن آخری عمر میں وہ تصوف کی طرف مائل ہو گئے تھے اور عقلی دلائل و براہین کے بجائے اب وہ کیفیات و مشاہدات کی منزل میں تھے، اُن کا باطنی منبع علم جاری ہو گیا تھا(۸)۔ 'لطائف اشرفی' میں مذکور ہے کہ مولانا جمال الدین چلپی نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی اور عرض کی، آپ امام الحرمین جوینی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔۔۔ وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے میرے دین کی مدد کی(۹)۔

والد کی جانشینی:

نیشا پور میں کئی اہم مدارس تھے۔ امام جوینی نے اپنے والد کی ۴۳۸ھ میں وفات کے بعد اُن کی مسند تدریس سنبھالی۔ یہ کوئی موروثی جانشینی نہیں تھی۔ وہ کم سنی کے باوجود اعلیٰ اندازِ گفتگو، موثر قوتِ استدلال اور اپنے ذاتی علمی کمال کی وجہ سے درس و افتاء میں اُن کے جانشین قرار پائے۔ اگر چہ اُس خلا کو پُر کرنے کے لیے اُس عہد کے جلیل القدر محدث، فقیہ و اصولی ابوالقاسم عبدالرحمٰن فورانی (م ۴۶۱ھ)، صاحب الابانہ اور العمدہ وغیرہ اکابرین موجود تھے۔ وہ تقریباً بیس ۲۰ سال کی عمر میں 'علم کلام' کے اُس دبستان سے منسلک ہو گئے جسے چوتھی صدی ہجری/ دسویں عیسوی کے آغاز میں،

اہل السنۃ کے جلیل القدر عالم امام ابوالحسن الاشعری رحمہ اللہ☆ (۲۶۰ھ-۳۲۴ھ) نے قائم کیا تھا۔

نیشاپور سے بغداد کی طرف ہجرت:

طغرل بیگ سلجوق کے وزیر عمید الملک ابونصر الکندری☆☆ نے جب اشاعرہ کی کھلم کھلا مخالفت کی، اشاعرہ کے صحیح عقائد کو ایوان شاہی میں غلط انداز میں پیش کر کے طغرل کو اشاعرہ سے بدظن کیا اور اشاعرہ کو نہ صرف مساجد و منابر سے روک دیا گیا بلکہ ان کی منبروں سے مذمت کروائی۔ تو امام الحرمین نیشاپور سے ہجرت کر کے بغداد پہنچ گئے۔ جہاں دولت عباسیہ قائم تھی اور قائم بامر اللہ مسند خلافت پر متمکن تھا۔

بغداد میں امام جوینی کے مشاغل:

امام جوینی ۳۶ سال کی عمر میں بغداد آئے تھے۔ اُس وقت کا بغداد بہت سے مذاہب و اَدیان اور افکار و نظریات کا مرکز تھا اور وہاں بکثرت تعلیم گاہیں تھیں۔ مختلف مسائل پر علمی مناظروں کا انعقاد عام سی بات تھی۔ امام جوینی کو بغداد میں مختلف مذاہب سے بہتر واقفیت اور اہل مذاہب سے تبادلہء خیالات اور بحث و گفتگو کا موقع ملا۔ بغداد کے علمی و مناظرانہ ماحول نے امام الحرمین کی علمی جامعیت اور وسعت نظر، عقلی موشگافی میں کمال مہارت، علمی نکتہ میں گہرائی کو مزید جلا بخشی۔

سفر حجاز:

امام جوینی بغداد سے ۴۵۰ھ-۱۰۵۸ء میں حجاز مقدس پہنچے۔ مکہ معظّمہ اور مدینۃ المنوّرہ میں چار[۴] سال تک تدریس و افتاء کی خدمات انجام دیں اور امام الحرمین کے لقب سے نوازے گئے[(۱۰)]۔

☆ یہ محمد بن عبدالوھاب بن سلام الجبائی معتزلی (م۳۰۳ھ) کے شاگرد تھے۔ امام ابوالحسن الاشعری اور الجبائی معتزلی کے کئی دلچسپ مناظروں کے احوال کتابوں میں محفوظ ہیں۔ امام اشعری نے ایک مناظرے میں الجبائی کو لاجواب کرنے کے بعد ایک علیحدہ مسلک اختیار کر لیا تھا۔

☆☆: سلاجقہ امام اعظم ابوحنیفہ کے پیروکار اور علم و فن کے قدردان تھے وہ اپنے افکار و عقائد میں زندقہ اعتزال اور رفض سے بچتے۔ الکندری امن و اعتدال سے بھٹکا ہوا تھا مگر کچھ ذاتی خوبیوں، عربی و فارسی میں کامل دسترس، اور دوسری صلاحیتوں کے باعث طغرل بیگ کے دربار سے وابستہ ہو گیا، امورِ سلطنت پر گرفت مضبوط ہوتے ہی اپنے گمراہ کن عقائد و افکار کا پرچار کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو مجبور کرنے لگا۔ اہل حق اُس کے ہاتھ مصائب کا شکار ہوئے۔ الکندری کے عہد وزارت میں نیشاپور میں فسادِ اعتقاد کا بڑا فتنہ رونما ہوا۔ دیکھئے امام الحرمین عبدالملک جوینی: شاہ نصر احمد پھلواری معارف اگست ۱۹۷۸ء ص ۱۳۱-۱۳۰)

نیشا پور کے سیاسی انقلابات اور امام الحرمین کی وطن واپسی:

امام جوینی دوسرے اور تیسرے سلجوقی سلطنت کے وزیر نظام الملک کے دَور میں دوبارہ نیشا پور آئے۔ کیونکہ نظام الملک ایک عالم و فاضل، حافظ قرآن اور حدیث کا عالم تھا اور علمائے حق کا قدر دان تھا۔ وہ امام جوینی کے ذہن کی تیزی، فکر کی بلندی، نظر کی وسعت اور اصابتِ رائے کا بے حد معترف تھا۔ امام جوینی نے قائم بامراللہ (م ۴۶۷ھ) اور مقتدی بامراللہ (م ۴۸۷ھ) کے زمانوں میں نشونما پائی اور سلطنت عباسیہ کو رو بہ زوال ہوتے دیکھا۔ اُس زمانے میں دولتِ فاطمیہ بلادِ مغرب و مصر میں اور دولتِ اموی قرطبہ میں اور بنو بویہ فارس (ایران) میں قائم تھی۔

حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت اور رہنمائی:

امام جوینی شافعی اشعری نے تمام مذاہب کا مطالعہ کیا اور اہل مذاہب سے تبادلہء خیال کے ذریعہ اُن کو گہرائی میں سمجھنے کی کوشش کی۔ مطالعہ کی وسعت کے ساتھ ساتھ تقلیدی جمود کمزور پڑ گیا اور وہ اپنی تحقیق کی روشنی میں امام اشعری کے خیالات سے کلی اتفاق نہ کر پاتے اور اشعری مذہب کو صرف اس حد تک قبول کرتے جہاں ان کے نظریات اس کے مطابق ہوتے۔ تحقیق و تلاش کی یہ کیفیت بغداد و حجاز کے زمانہ قیام میں تھی۔ حجاز میں اشعری مذہب کے بارے میں ابھی امام کو پوری طرح شرح صدر نہیں ہوا تھا کہ ایک شب خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ارشاد ہوا۔۔۔ علیک باعتقاد ابن الصابون ۔ (یعنی ابن صابونی کے مسلک کو اختیار کرو)۔ شیخ الاسلام ابو عثمان صابونی (م ۴۴۹ھ) شافعی اشعری بلند پایہ کے عالم و زاہد تھے۔ اُس خواب میں شرح صدر ہونے پر اُسی مسلک کو مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ اپنی کلامی کتب میں اشاعرہ کی بھرپور تائید کی اور فقہ میں کتاب 'مغیث الخلق فی اختیار الحق' تصنیف کی جس میں شافعی مذہب کو دیگر مذاہب پر ترجیح دی ☆ (۱۱)۔

نیشا پور کا علمی مقام:

علامہ شبلی نعمانی نیشا پور کے اعلیٰ علمی معیار کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:

☆: دولت عثمانیہ (ترکی) کے عالم شیخ محمد زاہد بن الحسن الکوثری (م ۱۹۵۲ء) نے اپنی کتاب 'احقاق الحق بابطال الباطل فی مغیث الخلق'، مطبوعہ کراچی، ایچ ایم سعید ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء میں مذہب حنفی اور امام اعظم ابوحنیفہ سے متعلق امام جوینی کی غیر مناسب باتوں کو مغیث الحق سے نقل کیا اور پھر 'اقول' کا لفظ استعمال کر کے بھرپور انداز میں مدلل رَد کیا۔

''اس زمانے میں اگرچہ تمام ممالک اسلامیہ میں علوم وفن کے دریا بہہ رہے تھے، ایک ایک شہر بلکہ ایک ایک قصبہ مدرسوں سے معمور تھا۔ بڑے شہروں میں سینکڑوں علماء موجود تھے اور ہر عالم کی درسگاہ بجائے خود ایک مدرسہ تھا۔لیکن ان سب میں دو شہر علم وفن کے مرکز تھے، نیشاپور، بغداد کیونکہ خراسان، فارس اور عراق کے تمام ممالک میں دو بزرگ استاد الکل تسلیم کیے جاتے تھے یعنی امام الحرمین اور علامہ ابواسحٰق شیرازی ☆ اور یہ دونوں بزرگ انہیں دونوں شہروں میں درس دیتے تھے (۱۲)"

مدرسہ نظامیہ کا علمی وفکری تفوق:

علامہ شبلی کی تحقیق کے مطابق نظامیہ نیشاپور کو دوسرے تمام مدارس پر فوقیت حاصل تھی۔ اِس بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

''اسلام میں سب سے پہلا مدرسہ جو تعمیر ہوا یہیں ہوا جس کا نام مدرسہ بیہقیہ تھا۔ امام الحرمین (امام غزالی کے استاد) نے اُسی مدرسہ میں تعلیم پائی تھی۔ عام شہرت ہے کہ دُنیائے اسلام میں سب سے پہلا مدرسہ بغداد کا نظامیہ تھا، چنانچہ ابن خلکان نے بھی یہی دعویٰ کیا ہے۔لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ فخر بغداد کے بجائے نیشاپور کو حاصل ہے۔ بغداد کا نظامیہ ابھی وجود میں نہیں آیا تھا کہ نیشاپور میں متعدد بڑے بڑے دارالعلوم قائم ہو چکے تھے۔ ایک وہی بیہقیہ جس کا ذکر ابھی گذر چکا ہے، دوسرا اسعدیہ، تیسرا انصریہ، جس کو سلطان محمود کے بھائی نصر سبکتگین نے قائم کیا تھا۔ ان کے سوا اور بھی

☆: جمال الدین، ابواسحٰق ابراھیم بن علی بن یوسف بن عبداللہ شیرازی (م ۴۷۶ھ) فقہ، اصول وحدیث کے امام اور طبقات الفقھاء اور کتاب اللمع سمیت متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ تقریباً سب ہی سوانح نگاروں مثلاً حاجی خلیفہ (م ۱۰۶۷ھ)، اسماعیل باشا (م ۱۳۳۹ھ)، علامہ بدرالدین عینی (م ۸۵۵ھ)، علامہ عبدالرحیم الاسنوی (م ۷۷۲ھ) وغیرہ نے اُن کا تذکرہ کیا ہے۔ دیکھئے کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مصطفی بن عبد اللّٰہ القسطنطنی الرومی الحنفی، ملا کاتب الجلبی، حاجی خلیفہ بیروت، دارالفکر ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء ج ۱، ص ۲۳۹ اور ج ۲، ص ۵۱۶۲۔ ھدیۃ العارفین فی اسماء المولفین و اثار المصنفین، اسماعیل باشا بغدادی بیروت، دارالفکر ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء، ج ۵، ص ۸۔ کشف القناع المرنی، بدر الدین عینی جدہ جامعہ الملک عبد العزیز ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴ء ص ۴۹۴۔ طبقات الشافعیہ، جمال الدین، عبدالرحیم الاسنوی شافعی بیروت دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۷ھ۔۱۹۷۸ء ج ۲ ص ۷۔۸ (۶۷۲)

مدرسے تھے جن کا سرتاج نظامیہ نیشاپور تھا، امام الحرمین اسی مدرسے کے مدرس تھے،،(۱۳)۔

انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کے مطابق سب سے اہم مدرسہ بغداد کا نظامیہ تھا جو ۱۰۶۷ء میں قائم کیا گیا (۱۴)۔ جس نے توقعات سے بڑھ کر شاندار نتائج دیے (۱۵)۔ کیونکہ اس مدرسہ میں اس زمانے (یعنی پانچویں صدی ہجری) کے مسلم دُنیا سے تعلق رکھنے والے گہری بصیرت کے حامل محققین اور اعلیٰ ترین دماغ رکھنے والے اساتذہ پوری سنجیدگی اور خلوص سے تحقیق و تدریس میں مصروف تھے۔

مدرسہ نظامیہ میں امام جوینی کا حلقہ درس:

خواجہ نظام الملک نے امام جوینی کے حجاز سے واپس آنے پر اُن کے اعزاز میں یہ درسگاہ قائم کی۔ امام صاحب کے حلقہءدرس میں روزانہ کم وبیش تین سو طلبا اور علماء کا مجمع رہا کرتا تھا(۱۶)۔ امام جوینی اپنے دروس اور تحریروں میں مسائل کا بہترین انداز میں تجزیہ کرتے ہیں، دوسروں کی آراء کو کھلے دِل کے ساتھ بیان کر کے جس کو بہتر سمجھتے ہیں اختیار کرتے ہیں اور کبھی اپنی رائے کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کی وجہ بھی بیان کرتے ہیں۔ امام جوینی کی حیثیت صرف ناصرین مذہب اشعری اور آراء کے ناقل کی نہیں ہے بلکہ وہ ایک مستقل شخصیت کے طور پر بہت سے اجتہادات کرتے ہیں۔ معاصر و علمائے متقدمین کی آراء کا تجزیہ کر کے نقد اور رَد بھی کرتے ہیں۔ جس رائے کو حق اور درست سمجھتے ہیں اُسے قبول کرتے ہیں۔ نصوص نقلیہ اور دلائل عقلیہ کو جمع کرتے ہیں اور نصوص قرآنیہ کے فہم میں عقل سے مدد لیتے ہیں۔ وہ امام شافعی (موءسس مذہب شافعی)، ابوالحسن اشعری، اور قاضی ابوبکر باقلانی وغیرہ سے بھی اختلاف کرتے ہیں (۱۷)۔

ممتاز تلامذہ:

امام جوینی نے تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ بلند پایہ محققین تلامذہ کی ایک بے مثال جماعت تیار کی، مثلاً: امام غزالی اور الکیاالہراسی۔

امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ۔۴۵۰ھ):

امام جوینی کے درس میں سینکڑوں طلاب اور مشاہیر علماء کی ایک کثیر تعداد شریک رہتی (۱۸) مگران

میں سب سے زیادہ شہرت حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد بن محمد بن احمد الغزالی رحمہ اللہ شافعی طوسی خراسانی کو ملی۔ امام غزالی تقریباً بیس سال کی عمر میں امام جوینی کے حلقہ درس سے منسلک ہوئے اور اُن کی وفات تک اُن سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ امام غزالی کی ابتدائی زمانے کی تحریروں جیسے، 'المنخول من تعلیقات الاصول' کے تصنیفی اسلوب سے واضح نظر آتا ہے کہ وہ امام جوینی سے بیحد متاثر تھے[19] اور دوسری طرف امام جوینی نے امام غزالی کو بحر مغدق (بحر زخار) کے خطاب سے نوازا۔ امام غزالی کی مختلف علوم وفنون میں ۵۰۰ کتابوں (مطبوعہ، غیر مطبوعہ اور مفقودہ) کا ذکر ملتا ہے[20] امام جوینی کے شاگرد امام غزالی نے 'اصول فقہ' میں کم از کم تیرہ کتابیں لکھیں[21]۔

الکیاالہراسی ☆ (۴۵۰ھ۔۵۰۵ھ):

ابوالحسن، عمادالدین، علی بن محمد بن علی الطبری الکیاالہراسی (کاف کے کسرہ اور ہاء کے فتحہ اور راء مشددہ کے ساتھ)۔ وہ شافعی فقیہ، اصولی و مفسر اور امام غزالی کے بعد امام جوینی کے سب سے جلیل القدر شاگرد تھے[22]۔ امام الحرمین نے انہیں اسد مخرق (شیر درندہ) کے لقب سے نوازا[23]۔ مدرسہ نظامیہ میں مدرس اور دولت سلجوقیہ میں مجد الملک بن ملک سلجوق کے عہد میں قاضی رہے۔ 'التعلیق فی اصول الفقه' سمیت کئی کتابیں لکھیں امام محمد بن علی الشوکانی (م ۱۲۵۰ھ) نے 'ارشاد الفحول الٰی تحقیق علم الاصول' میں متعدد مقامات میں اُن سے نقل کیا ہے[24]۔

امام جوینی کی وفات پر اہل نیشاپور کے جذبات:

امام الحرمین تقریباً تیس سال تک نیشاپور کے مدرسہ نظامیہ میں درس وتدریس میں مصروف رہنے[25] کے بعد ۴۷۸ھ/ ۱۰۸۵ء میں (قمری حساب سے) تقریباً انسٹھ ۵۹ سال کی عمر میں سترہ ۱۷ روز تک بیمار رہنے کے بعد یرقان سے انتقال فرما گئے۔ نماز جنازہ اُن کے صاحبزادہ ابوالقاسم مظفر (م ۴۹۳ھ ۔۔یا۔۔ ۴۹۴ھ) نے پڑھائی[26]۔ اس خبر کے پھیلتے ہی نیشاپور میں کہرام مچ گیا، کئی روز تک شہر کی فضا سوگوار رہی۔ شدت غم سے ڈوبے ہوئے چاہنے والوں نے جامعہ المنیعی کا منبر توڑ ڈالا جس پر امام جوینی بیٹھتے تھے اُن کے تقریبا چارسو ۴۰۰ تلامذہ اِس غم میں قلم ودوات توڑ کر

☆: الکیاالہراسی طبرستان سے نیشاپور آئے تھے۔ 'کیا' فارسی لفظ ہے، اس کے معنی بزرگ کے ہیں اور 'ہریسہ' ایک خاص قسم کا کھانا ہوتا ہے اُس کو بنانے اور بیچنے والے کو 'ہرآس' کہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ابوالحسن یہ کام کرتے ہوں اس لیے 'ہراسی' کی نسبت سے مشہور ہوئے۔ (دیکھئے شاہ نصر احمد پھلواروی امام الحرمین عبدالملک جوینی معارف جنوری ۱۹۸۱ء ص ۴۸۔۴۹)

پورے ایک سال تک علمی خدمات چھوڑ بیٹھے (۲۷)۔

امام جوینی کی مؤلفات:

امام جوینی اعلام فقہاء و متکلمین اور کبار مسلم فلاسفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے تعلیم تدریس وتصنیف میں اشعری طریقہ اپنایا۔ امام جوینی نے اصول فقہ میں علم کلام کے مسائل اور مباحث کو نمایاں حیثیت دی۔ اور اُن کی وہ کتابیں جو خالصتاً علم کلام پر ہیں اُن کو یورپ کی جامعات میں خاص پذیرائی حاصل ہے۔

امام جوینی نے کتنی کتابیں لکھیں؟:

عبد العظیم الدیب (م ۲۰۱۰ء) کی تحقیق کے مطابق اُن کی مؤلفات کی تعداد کم ازکم اڑتالیس ۴۸ ہے جن کی تفصیلات ان کی کتاب ''امام الحرمین'' میں دیکھی جاسکتی ہیں (۲۸)۔

امام جوینی کی دوسرے علوم کی کتابوں میں اصول فقہ کے مسائل:

امام جوینی کی بعض کتابیں براہِ راست اصول فقہ سے متعلق نہیں ہیں مگر اُن میں بھی اصول فقہ کے مباحث ومسائل منتشرہ نظر آتے ہیں۔ مثلاً: امام جوینی کی فقیہانہ آراء کے پس منظر میں اصول فقہ کے جو اصول کارفرما ہے اور فقہ کی کتابوں میں جن اصولی آراء کو مدنظر رکھ کر مسائل کا استخراج و استنباط کیا اُس پر مختلف زاویوں سے باحثین نے تحقیقی مقالات لکھے۔

جامعہ ام القری کی طالبہ نجاۃ راجح رجاء العصلانی نے 'آراء امام الحرمین الجوینی فی المطلق والمقید وتطبیقاتها فی کتابه نهایة المطلب فی درایة المذهب' کے عنوان سے ماجستیر کا مقالہ لکھا۔ اِس مقالہ میں باحثہ فقہی مسائل بیان کرکے 'التخریج الاصولی' کا عنوان قائم کرتی ہیں، پھر مطلق ومقید کے بارے میں امام جوینی کی آراء پر بحث کرکے اس فقہی مسئلہ میں تطبیق کرتی ہیں۔

یہ مقالہ جامعہ ام القری کی فہرست میں ۴۲۸۸۰۲۳۳ نمبر پر موجود ہے۔ کیونکہ 'کتاب نهایة المطلب' فقہ کے موضوع پر ہے اس لیے ہم نے اس سے متعلق مزید تفصیلات کو اس کتاب میں شامل نہیں کیا۔

حرفِ آخر:

امام جوینی نے تین[۳] عباسی خلفاء یعنی احمد القادر باللہ (۳۸۱-۴۲۲ھ)، عبداللہ القئم بامر اللہ (۴۲۲-۴۶۷ھ) اور عبداللہ المقتدر باللہ (۴۶۷-۴۸۷ھ) کا زمانہ پایا۔ اسلامی ثقافت کے مرکز سے وابستہ رہ کر مختلف مذاہب اور تہذیبوں کا قریب سے مشاہدہ کیا اور اُس وقت کی ایک دینی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اسلامی فلسفہ اور اصول فقہ کی ترقی میں کلیدی کردار اَدا کیا۔ انہوں نے فلسفیانہ مسائل میں عقل کو حیران کرنے والے اندازِ فکر کو اپنایا۔ اسلامی تعلیمات کی سچائی جانچنے کا ایک پیچیدہ مگر تعمیری اسلوب مہیا کیا تا کہ تعبیر و تشریح کے درست طریقے کو اختیار کیا جا سکے۔ عصر حاضر میں بھی دینی مدارس نیشا پور کے علمی و تحقیقی معیار اور معاشرہ کی ضروریات پورا کرنے والے نصاب و نظام، ذہن و فکر کو وسعت دینے والی سرگرمیوں کی تقلید کریں اور یہ دیکھیں کہ مدارس سے وابستہ امام جوینی نے کس طرح معقولات (Rational Sciences) و منقولات (Transmitted Sciences) میں توازن رکھا. چوتھی پانچویں صدی ہجری اسلامی تاریخ میں سیاسی غلبہ اور فلسفہ و کلام، طب و حکمت اور دوسرے علوم و فنون میں حیرت انگیز ترقی کا عہد ہے، اُس عہد میں اربابِ فضل و کمال کی کثرت نظر آتی ہے۔ اس عہد کے علماء میں امام الحرمین علمی فضائل و کمالات غیر معمولی جلالت و مرتبت اور کثرت تصانیف کے اعتبار سے عدیم النظیر ہیں۔ امام جوینی نے اشعری فکر کی بھرپور ترجمانی کرتے ہوئے اسلام کی نظریاتی سرحدوں کا بہترین دفاع کیا اور اسلامی عقائد و تعلیمات کی متکلمانہ و فلسفیانہ، مؤثر، فصیح و بلیغ انداز میں تعبیر و تشریح کے احسن منہج کو اپنایا۔

﴾حواشی﴿

۱۔۔۔دائرہ معارف اسلامیہ ،لاہور: دانش گاہ پنجاب ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء، ج ۵،ص ۵۴۱۔

۲۔۔۔حوالہ سابق ص ۵۴۲۔

۳۔۔۔'علم اصول الفقه حقيقته. ومكانته. وتاريخه. ومادته '،عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الربیعہ، ریاض، مطبعہ ند ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء ص ۱۶۱۔۱۶۰۔ابومحمد الجوینی (والد امام الحرمین) سے قبل بھی امام شافعی کی 'الرسالہ' پر چار شروح لکھی گئیں۔ پہلی ابوبکر محمد بن عبداللہ الصیر فی شافعی بغدادی (م: ۳۳۰ھ) نے اور دوسری ابوالولید حسان بن محمد القرشی الاموی النیسا پوری (م: ۳۴۹ھ) نے، اور تیسری محمد بن علی بن اسماعیل القفال الکبیر الشاشی (م: ۳۶۵ھ) نے، اور چوتھی الحافظ ابوبکر الجوزقی محمد بن عبداللہ بن محمد النیسا پوری الشیبانی (م: ۳۸۸ھ) نے تالیف کی۔ اِن سب شروح کا کتابوں میں تذکرہ تو ملتا ہے مگر ان کی موجودگی کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہوسکا۔

۴۔۔۔دیکھئے 'البرهان فی اصول الفقه لامام الحرمین الجوینی' پر عبدالعظیم محمود الدیب کا تحقیقی مقدمہ، المنصورہ: دار الوفاء، مکتبہ امام الحرمین، ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲ء، ج ۱،ص ۲۵۔

۵۔۔۔'الامام الجوینی امام الحرمین' ، محمد الزحیلی ، دمشق: دار القلم، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء ص ۵۵۔

۶۔۔۔طبقات الشافعيه الكبرى، تاج الدین ابی نصر عبدالوہاب بن عبدالکافی السبکی ، تحقیق محمود محمد الطناحی۔ عبدالفتاح محمد الحلو ،قاہرہ : دار الاحياء الكتب العربيه، سنہ ص ۱۶۸ ج ۵

۷۔۔۔حوالہ سابق ص ۱۶۹۔۱۶۸ (۴۷۵)، ج ۵۔

۸۔۔۔امام الحرمین عبدالملک جوینی، شاہ نصر احمد پھلواروی، معارف ہندوستان اعظم گڑھ، جنوری ۱۹۸۱ء ص ۳۴۔

۹۔۔۔لطائف اشرفی ، امام العارفین سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی ، نیویارک، یو ایس اے: گلوبل اسلامک مشن، ۲۰۲۱ء، ج ۱ ص ۱۱۰۔۱۱۱۔

۱۰۔۔۔دائرہ معارف اسلامیہ ج ۵، ص ۵۴۱۔

موسوعہ فقہیہ، اردو، کویت: وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ، ۱۹۹۳ء، ج ۳ ص ۴۶۸۔

۱۱۔امام الحرمین عبدالملک جوینی، شاہ نصر احمد پھلواروی، معارف، ہندوستان اعظم گڑھ، جنوری ۱۹۸۱ء ص ۳۱۔۳۲۔

۱۲۔۔۔الغزالی، شبلی نعمانی، کراچی: دار الاشاعت، ۱۴۱۲ھ۔ص ۱۱۔

۱۳۔۔۔حوالہ سابق۔

۱۴۔۔۔Encyclopaedia Britanica,Macropaedia.Chicago, Helen Hemingway Benton 1973-74 Vol.22.P.120

۱۵۔۔۔حوالہ سابق۔

۱۶۔۔۔وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان، ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابوبکر بن خلکان،قم: منشورات الرضی، ۱۳۶۴ھ ج۱، ص۳۶۱۔

۱۷۔۔۔ الامام الجوینی: امام الحرمین،محمد الزحیلی ،دمشق: دار القلم ،۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء ص۱۱۳۔۱۱۵۔

۱۸۔۔۔حوالہ سابق ص۸۲۔۸۳ ۔

۱۹۔۔۔امام محمد الغزالی کی اصول فقہ میں تجدیدی خدمات اور بعض شبہات کا ازالہ، فاروق حسن، یو ایس اے: گلوبل اسلامک مشن، ۲۰۲۰ء ص۶۱۔

المنخول من تعلیقات الاصول ،ابوحامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی الشافعی الطّوسی ،دیکھے محمد حسن ھیتو کا تحقیقی مقدمہ، دمشق: دار الفکر ،۱۴۰۰ھ،ص۲۴۔

۲۰۔۔۔امام محمد الغزالی کی اصول فقہ میں تجدیدی خدمات اور بعض شبہات کا ازالہ ص ۳۲۔

۲۱۔۔۔حوالہ سابق۔

۲۲۔۔۔موسوعہ فقہیہ ،ج ۱۳ص ۳۴۵

۲۳۔۔۔ الامام الجوینی: امام الحرمین،محمد الزحیلی ص۸۳۔

۲۴۔۔۔ھدیة العارفین فی اسماء المو لفین و اثار المصنفین،اسماعیل باشا بغدادی، بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء ج ۵ ص۶۹۴۔

کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مصطفیٰ بن عبداللہ القسطنطنی الرومی الحنفی ،ملا کاتب الجلبی ،حاجی خلیفہ، بیروت: دار الفکر،۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

الفتح المبین فی طبقات الاصولیین، عبداللہ بن مصطفیٰ المراغی، بیروت: محمد امین دمج سنہ ند ج۲،ص۷۔۸

۲۵۔۔۔ Al-Ghazal, The Mystic pp.16-17 ۔

۲۶۔۔۔الامام الجوینی :امام الحرمین محمد الزحیلی دمشق: دار القلم،۱۹۹۲ء/۱۴۱۲ھ ص۱۴۹ اور ۲۲۱۔

۲۷۔۔۔حوالہ سابق، ص۲۲۱۔

۲۸۔۔۔امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللّٰہ الجوینی :حیاتہ۔وعصرہ. آثارہ وفکرہ،عبد العظیم الدیب،کویت: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء ص۴۹۔۷۰

فصل دوم

امام جوینی، اصول فقہ اور مستشرقین

اصول فقہ میں مستشرقین کی مثبت ومنفی خدمات:

علم اصول فقہ تین ۳ بنیادی علوم یعنی علم کلام، علم لغت عربیہ اور احکام شرعیہ سے مستمدہ ہے۔[۱] متون اصول فقہ کی تفہیم کے لیے علوم فقہیہ، لغویہ وعقلیہ وغیرہ میں بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے باوجود علمائے اسلام کے ساتھ ساتھ علمائے مستشرقین نے بھی اس کے مطالعہ میں دلچسپی لی۔ انہوں نے عربی زبان اور اسلامی قوانین کے مصادر، تاریخ وارتقاء اور ماضی اور عصر حاضر کے مسلم معاشروں پر اس کے اثرات کا گہرا مطالعہ کیا۔ اور بے شمار مضامین، مقالے اور کتابیں لکھیں، اگرچہ ان میں پیش کردہ اُن کے تمام خیالات سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔

کیا اسلامی قوانین تلمود (Talmud)۔۔یا۔۔دوسری تہذیبوں سے ماخوذ ہیں؟:

مستشرقین کی اکثریت کا خیال ہے کہ بہت سے اسلامی قوانین دوسرے مذاہب کی کتابوں، جیسے تلمود (یہودیت کے مجموعہ قوانین)۔۔یا۔۔دوسری تہذیبوں جیسے، رومن قوانین سے ماخوذ ہیں۔ جوزف (یوسف) شاخت کے خیال کے مطابق اسلام میں کتوں کی نجاست کا تصور یہودیت سے لیا گیا ہے، وہ لکھتے ہیں: "The idea of ritual uncleanliness of dogs was taken over from Judaism"[۲]

شاخت نے اصول فقہ میں بیان کئے گئے شریعت کے ایک متفق علیہ ماخذ، اجماع (علماء کی اکثریت کے اتفاق رائے کا ایک انتہائی منظّم منہج) کو رومی قانون کے قول عقلی (opinion prudentium) کے متوازی قرار دیا اور کہا کہ گولڈ زیہر نے اس معاملہ میں اسلامی قانون پر رومی قانون کے اثرات کا امکان ظاہر کیا ہے اور پھر اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ تصور شاید روم کے تقریر وخطابت کے علمی دبستانوں کے ذریعے عربوں کو منتقل ہوا ہوگا[۳]۔

وہ پہلا شخص جس نے ۱۸۶۵ء میں یہ دعوی کیا کہ اسلامی قانون مادی حد تک رومی قانون سے ماخوذ ہے ڈومینیکو گاتیسکی Domenico Gatheschi تھا[۴]۔ قطع نظر اس سے کہ جسٹی نین کے

قانون روما اور اسلامی قانون میں مشابہتیں پائی جاتی ہیں۔۔یا۔۔نہیں، اُس کا گمان تھا کہ رومی قواعد واحکام کو حضرت محمد (ﷺ) کی طرف منسوب جعلی حدیثوں کی شکل میں مسلمانوں نے اپنے ہاں با آسانی داخل کرلیا ہوگا۔ڈاکٹر حمید اللہ (م۲۰۰۲ء) نے تجزیہ کرنے کے بعد اِس بات کی نشاندہی کی کہ اِس قسم کی قیاس آرائیوں کا شکار مغربی محققین، کن تین ۳ بنیادی نکتوں کو نظر انداز کرنے کے سبب لغزش کھا گئے، جس کی تفصیل اُن کے مضمون میں دیکھی جاسکتی ہے (۵)۔

کچھ نے نہ صرف اسلامی قانون کو رومی قانون کا تابع قرار دیا، بلکہ یہ مفروضہ قائم کیا کہ قانون روما کا عربی میں اور کتاب پانڈ یکٹ Pandects کا فارسی ترجمہ ہو چکا ہوگا جن کا مسلمان فقہاء نے مطالعہ کر کے اُن سے اپنے قواعد اور اپنے نظامہائے قانون اخذ کیے ہوں گے (۶)۔

اِس بارے میں مستشرقین کے دلائل غیر تسلی بخش اور قطعاً ناکافی ہیں۔کیا مشابہت اِس بات کی حتمی دلیل ہے کہ وہ ایک دوسرے سے ماخوذ ہیں؟ کیا مشابہت بغیر اخذ ونقل ممکن نہیں؟۔

دوسری زبانوں جیسے، انگریزی جرمنی فرانسیسی وغیرہ میں اصول فقہ پر جو ابتداءً لکھا گیا اُس کی سعادتِ نگارش غیر مسلموں کے حصہ میں آئی۔علمائے مستشرقین اور مغربی محققین کی فقہ واصول فقہ کے باب میں مثبت ومنفی (ایجابی وسلبی) خدمات ہیں۔انہوں نے جو کچھ لکھا وہ صرف تاریخی اعتبار سے اُن کے ذہن کی رسائی تک تھا۔جذبہء ایمانی کو اُس میں دخل نہیں تھا۔اِس کے باوجود جنہوں نے راست بازی اور حقیقت نگاری کو اپنا شعار بنایا وہ ستائش کے مستحق قرار پائے۔مسلمانوں نے اُن کی مثبت علمی خدمات کو نہ صرف سراہا بلکہ متفقہ مسائل ومباحث میں اُن کی حجتوں اور دلیلوں سے علمی فائدہ اُٹھایا۔حقائق کے منافی اور اسلامی روح سے متصادم صورت میں اُن کے اقوال و افکار کو کوئی وقعت وتوجہ نہ دی۔

اصول فقہ میں شہرت کے حامل چند مستشرقین:

اگناز گولڈزیہر☆ (Ignaz Goldziher) (۱۸۵۰ء۔۱۹۲۱ء):

☆: گولڈزیہر ہنگری کے یہودی مستشرق ہیں۔وہ فارسی وترکی زبانوں سے بھی واقف تھے اور سامی زبانوں (عربی وعبرانی) کے اَدب کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے۔ترکی کے معروف عالم زاہد کوثری کے مطابق زیہر الفاظ سے اپنی مرضی کا معنی نکالنے میں ماہر ومشاق شخص ہیں اور وہ اپنے مقصد کی تکمیل میں معاون عبارتوں کو ڈھونڈ نکالتے ہیں اور اُن سے ایسا مفہوم کشید کرتے ہیں جو حقیقت پر مبنی نہیں ہوتا اور وہ اس سلسلے میں یہ لحاظ بھی نہیں رکھ پاتے کہ کس کتاب۔۔یا۔۔معلوماتی مصدر کی کیا تاریخی حیثیت ہے، اور اس پر اہل علم نے کس قدر بھروسہ و اعتماد کیا ہے۔دیکھئے من عبر التاریخ فی الکید للاسلام محمد بن زاہد الکوثری قاہرہ: المکتبہ الازھریہ للتراث ۲۰۰۵ء ص ۳۰۔۳۱)

گولڈزیہر نے کتاب (The Zahiris: Their Doctrine and their History) الظاہریہ لکھی، جوفقہ (فرقہ) ظاہریہ کی آراء وافکار اور اُن کی تاریخ پر ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں وہ لکھتے ہیں کہ ان کی اس کتاب 'الظاہریہ' کا ایک بڑا حصہ 'اصول فقہ' سے متعلق ہے (۷)۔ اور یہ کہ انہوں نے اپنی کتاب 'الظاہریہ' میں امام جوینی کی اصولی آراء اُن کی کتاب 'الورقات فی اصول الفقہ' سے نقل کی ہیں جس کے لیے انہوں نے جرمنی کے شہر ارفٹ (Erfurt) میں واقع تاریخی قلمی نسخوں اور مخطوطات کے حوالے سے زرخیز لائبریری ہرزوگ لی شے ببلیوتھیک گوتھا Bibliothek Gotha MS Herzogliche میں رقم ۹۲۲ پر موجود مخطوطہ پر اعتماد کیا ہے (۸)۔ اسلامی قوانین پر اُن کی کتاب Introduction to Islamic Theology and Law کا، اندراس (Andras) اور رتھ ہموری (Ruth Hamori) نے انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جو امریکہ کی پرنسٹن یونیورسٹی سے ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا۔

جوزف شاخت☆ (Joseph Schacht) (۱۹۰۲ء۔۱۹۶۹ء):

شاخت نے گولڈزیہر کی تحقیقات وخیالات کی تائید وتوثیق اور اُن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مزید اضافہ کیا۔ اسلامی فقہ واصول (شریعہ) پر تاریخی منہج اختیار کرتے ہوئے متعدد کتابیں اور مقالات لکھے۔ جن میں بڑی جامعیت کے ساتھ اسلامی قانون پر ایسی فلسفیانہ ومحققانہ بحثیں کیں جس نے خاص کر مغربی ذہن کو متاثر کیا۔

شاخت کی اصول فقہ میں تصانیف:

۱۔۔۔کتاب The Origins of Muhammadan Jurisprudence (محمدی قانون۔۔یا۔۔قانون اسلامی کے منابع) یہ کتاب مسلمانوں کے اصول قانون (فقہ) سے متعلق ہے، پہلی مرتبہ برطانیہ آکسفورڈ پریس سے ۱۹۵۰ء میں طبع ہوئی۔

۲۔۔۔اور کتاب An Introduction to Islamic Law بھی آکسفورڈ پریس سے ۱۹۶۴ء میں

☆: جوزف (یوسف) شاخت کا تعلق جرمنی سے تھا۔ وہ مذہباً کیتھولک عیسائی تھے۔ وہ اصول فقہ، فقہ حنفی، علم کلام اور عربی مخطوطات میں گہری دلچسپی رکھنے والے، وسیع المطالعہ مستشرق تھے۔ شاخت آکسفورڈ یونیورسٹی میں ۱۹۴۱ء میں علوم اسلامیہ کے ریڈر مقرر ہوئے۔ اس کے علاوہ الجزائر اور کولمبیا یونیورسٹیز میں استاد رہے۔ وہ مجلّہ علوم اسلامیہ کے مدیر اور مجمع العلمی العربی الدمشق سمیت بہت سی علمی واَدبی تنظیموں کے رکن رہے۔ ان کے مضامین معارف اسلامیہ، دائرہ معارف علوم اجتماعیہ اور اُس وقت کی دُنیا کے تقریبا تمام معروف علمی رسائل ومجلّات میں اسلامی ومغربی دُنیا میں طبع ہوئے۔

طبع ہوئی۔
دونوں کتابیں مسلم و غیر مسلم شائقین میں بہت مقبول ہوئیں۔ اِن کو مختلف زبانوں میں منتقل کیا گیا۔ قانون اسلامی کے منابع کا ریحان عمر نے اردو زبان میں ترجمہ کیا جو کراچی، قرطاس سے ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب چار[۴] حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ قانونی نظریہ کا ارتقاء دس ابواب پر، اور دوسرا حصہ قانونی روایات کا ارتقاء چھ ابواب پر، اور تیسرا حصہ قانونی مذاہب کی پیدائش نو ابواب پر، جبکہ چوتھا حصہ قانون کے تکنیکی افکار کا ارتقاء چھ ابواب پر، مشتمل ہے۔
شاخت نے اس کے علاوہ متعدد کتابیں لکھیں۔

شاخت کا علمی محاسبہ:

اسلامی فقہ و اصول کی ابتداء، نشو و نما، اثر پذیری اور اثر اندازی پر کام اُن کی وجہ شہرت بنا۔ شاخت کو اپنے خیالات کو مؤثر انداز میں پیش کرنے کا ملکہ حاصل تھا۔ اُن کے اسلوب بیان نے قانون اسلامی کے مغربی تعلیم یافتہ اذہان کو بے حد متاثر کیا۔ مسلم علماء نے شاخت کی فکری اغلاط کی نشاندہی کی۔ شاخت نے اسلامی فقہ و اصول کو مغربی دُنیا میں متعارف کروایا اور مسلم دُنیا مستشرقین کے افکار اور تاویلات باطلہ سے واقف ہوئی۔ شاخت نے اسلامی قانون کے منتشرہ سرمایہ کو یکجا کیا مگر جگہ جگہ اُس کے مسلمات کو پامال کیا۔ شاخت نے فقہ و اصول کے چار[۴] بنیادی مصادر (قرآن، سنت، اجماع و قیاس) پر شکوک و شبہات پیدا کیے کہ اسلامی قانون براہ راست قرآن سے نہیں بلکہ بنی امیہ کی انتظامی روایات سے ماخوذ ہے۔ اور یہ کہ دوسری صدی ہجری کے وسط تک سنت مدونہ صورت میں موجود نہیں تھی۔ تدوین حدیث کے وقت معاشرہ کی عادات شامل ہونے کی وجہ سے ان کی اصلی شکل تبدیل ہو چکی تھی۔ شاخت کے مطابق آپ ﷺ کا مطمع نظر ہرگز کسی تشریعی نظام کا قیام نہ تھا۔ یعنی آپ اللہ کے پیغمبر نہ تھے مقصد فقط اخلاقی اصلاح تھا وغیرہ[۹]۔

شاخت کی غلط فہمی:

شاخت کا مفروضہ من گھڑت اور مغالطہ پر مبنی ہے کہ بنو امیہ کے تعامل کو درست ثابت کرنے کے لیے حدیث کو اُس کے مطابق کر دیا ہو۔ جھوٹی حدیث گڑھ کے مستقل ٹھکانہ جہنم میں بنانے کی جرأت و جسارت کا کوئی مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا، کیونکہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'من **كذب على متعمدا**

فلیتبوا مقعدہ من النار"[10] (جس شخص نے مجھ پر ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کہی، تو وہ اپنا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ میں بنالے)

جب اسلامی ریاست کی حدود پھیلنا شروع ہوئیں تو کچھ افراد نے اپنی باطنی خرابی کسی دُنیاوی لالچ ۔۔یا۔۔کسی بھی منفی جذبہ کے تحت اپنی طرف سے کچھ باتیں گڑھ کر آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنی شروع کیں، تو علم حدیث کے ماہرین نے تمام تر احتیاط کے ساتھ ساتھ جرح وتعدیل☆ کے ایسے قواعد وضوابط مقرر ومرتب کیے کہ حدیث کے صحیح (مستند) یا غلط (غیر مستند) ہونے کے بارے میں فیصلہ کرنے میں انہیں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ شاخت کے مطابق اسلامی قانون کی ابتداء اموی دور میں ہوئی اور آہستہ آہستہ تکمیل کو پہنچی تو کیا اموی دَور سے قبل اسلامی ریاستیں بغیر کسی قانون کے چلتی رہیں؟۔

اسلامی اصول واسانید پر شاخت کے شبہات:

ابراہیم خورشید، عبدالحمید یونس اور حسن نے شاخت کی 'اصول الفقه' پر کتاب کا عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ جو بیروت، دار الکتاب اللبنانی سے ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا۔ اِس کے مقدمہ میں شاخت اور ان کی کتاب کا تعارف ان الفاظ میں پیش کیا گیا:

> "الا وھو اصول الفقه کتبه علم من اعلام المستشرقین ھو الاستاذ یوسف شاخت واثار مقاله یومھا ضجة کبیرة لما ساق فیه من شبھات داب المستشرقون غیر المنصفین علی تردیدھا حول الاسلام واصوله وا سانیده[11] "
>
> (یہ کتاب اصول الفقه مستشرقین کی ایک نمایاں شخصیت استاذ یوسف شاخت کی تصنیف ہے۔ شاخت کے اس مقالہ نے اس دن ایک فتنہ کھڑا کر دیا تھا جس دن انہوں نے سابقہ غیر منصف مستشرقین کی طرح اسلام اور اس کے اصول واسانید کے بارے میں شبہات پیدا کیے) یعنی وہ بار بار اسلام کے اصول واسانید کے بارے میں جو شبہات پیدا کرنے والی تحقیق پیش کرتے ہیں وہ حقائق کے برخلاف ہوتی ہیں۔

☆:علم جرح وتعدیل وہ فن ہے جس میں مرکزی موضوع راویان حدیث کی استنادی حیثیت پر بحث اور اُن کی جانچ پڑتال ہے۔

شاخت کی کلیۃ الادب، جامعۃ المصریۃ (موجودہ جامعہ القاہرہ) میں ۱۹۳۴ء میں تدریس کے دوران اسلامی قوانین سے متعلق بہت سے شبہات پیدا ہوئے، تو اُن کے ایک ہمعصر استاذ امین الخولی نے شاخت کی علمی گرفت کی، مغالطّوں اور شبہات کا ازالہ کیا اور اُن باتوں کا بھرپور مدلل رَد کیا جو تاریخی حقائق اور اسلامی روح کے منافی تھیں[۱۲]۔

وائل بی حلاق (Wael B. Hallaq):

عصر حاضر میں کولمبیا یونیورسٹی (نیویارک، امریکہ) کے عرب عیسائی پروفیسر حلاق مطالعہ اصول فقہ کے حوالے سے مغربی دُنیا میں خاصی شہرت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اصول فقہ کی تعلیم روایتی انداز سے حاصل کی۔

حلاق کی تصانیف:

۱۔۔۔کتاب (الشریعہ) Transformation Sharia:Theory, Practice مطبوعہ کیمبرج ۲۰۰۹ء سے شائع ہوئی، یہ کتاب فقہ واصول فقہ، مذاہب اربعہ اور اجتہاد وغیرہ سے متعلق ہے۔

۲۔۔۔کتاب (ناممکن ریاست) The Impossible State: Islam,Politics, and Modernity's moral Predicament کولمبیا یونیورسٹی پریس ۲۰۱۳ء سے طبع ہوئی (اِس کتاب کو کولمبیا یونیورسٹی پریس ۲۰۱۵ء۔۲۰۱۳ء کی طرف سے بہترین کتاب کا ایوارڈ دیا گیا)۔ اِس کتاب کا عربی، عبرانی، فارسی، جاپانی، اطالوی وغیرہ میں ترجمہ ہوا۔ صابر علی نے اِس کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جو لاہور سے شائع ہوا جبکہ 'الدولۃ المستحیلہ' کے نام سے عربی زبان میں ترجمہ ہوا۔ اِس کتاب پر رَد و نقد لکھا گیا۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد پاکستان کے طالب علم عبدالستار عطاری نے بعنوان:

A Critical Study of Wael B. Hallaq's understanding of Islamic Law

۔۔۔۲۰۲۰ء میں پی ایچ ڈی کیا۔

۳۔۔۔اور کتاب (اسلامی قانون کا آغاز وارتقاء):

The Origins and Evolution of Islamic Law، مطبوعہ کیمبرج ۲۰۰۵ء سے طبع ہوئی۔ اس میں وہ ساتویں صدی عیسوی کے عرب سے اُس کے ارتقاء کا آغاز کرتے ہوئے، سلطنت عثمانیہ، ہندوستان، افریقہ اور ساؤتھ ایسٹ ایشیا اور عصر حاضر تک کا احاطہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے متعدد کتابیں لکھیں۔ اُن کی کئی کتابوں کے عربی زبان میں ترجمے ہوئے۔ ۲۰۱۴ء میں ایک مطالعتی سفر کے دوران حلاق کے ایک پاکستانی نژاد امریکی مسلم شاگرد محمد منصور بن محمد مسعود احمد نے مجھے (مصنف کتاب) بتایا کہ مسلمان طلبہ کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کے طلبہ بھی اسلامی قانون (اصول فقہ) کے دروس میں دلچسپی سے شرکت کرتے ہیں۔

امام جوینی کی اصول فقہ کی کتابوں میں مغربی فضلا کا شغف:

ڈیوڈ وشاناف (David Vishanoff) کا 'الورقات' پر پروجیکٹ:

امریکہ کی اوکلاہوما یونیورسٹی (University of Oklahoma) کے پروفیسر ڈیوڈ وشاناف نے امام جوینی کی 'كتاب الورقات في اصول الفقه' کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا اور اس کے ساتھ A Critical Introduction to Islamic Legal Theory : Based on Imam al-Haramayn al-Juwayni's Kitab al-waraqat کے عنوان سے ویب سائٹ https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/ پر ایک پروجیکٹ شروع کیا۔ اِس میں دُنیا بھر کے محققین کو دعوت دی کہ وہ امام جوینی کی الورقات کے حوالے سے اِس میں اپنا حصہ ڈالیں۔ اِس پر University of Gottingen کے جرمن مستشرق ٹیلمن نیگل (Tilman Nagel) اور ترکی یونیورسٹی، Faculty of Divinity کے پروفیسر نیکمٹن کزیکایا (Necmettin Kizikaya) سمیت متعدد ماہرین اصول فقہ نے ان کی کتاب 'الورقات'، اور امام جوینی کے اصولی منہج سے متعلق علمی معاونت کی جس کا تذکرہ اور شکریہ انہوں نے مذکورہ ویب سائٹ پر کیا۔

ڈیوڈ وشاناف کی نظر میں الورقات للجوینی کی اہمیت:

ڈیوڈ وشاناف اپنی اس ویب سائٹ پر انگریزی بولنے والے اُن طلبہ کو جو اسلامی قانون کے پیچھے کارفرما اصولوں کو سمجھنے کی خواہش رکھتے ہیں نصیحتاً کہا ہے کہ وہ سب پہلے اسلامی قانون کے اصول

کا بنیادی متن 'کتاب الورقات للجوینی' کا مطالعہ کریں جس کا انہوں نے انگریزی ترجمہ کر دیا ہے کیونکہ یہ اصول فقہ کا وہ متن ہے جسے خاص طور سے عرب دُنیا کے مسلمان طلبہ پڑھتے ہیں اور اسے زبانی یاد کر لیتے ہیں۔ اور پھر وہ وجوہات بیان کیں جس کی بناپر 'الورقات' ہی ایسے طلبہ کے لیے بہترین انتخاب ہے۔

علوم شرقیہ کی حفاظت میں مستشرقین کا مثبت کردار:

عہد حاضر میں لائیڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) عربی زبان کی تعلیم تدریس وتحقیق کا مرکز ہے جو علوم مشرقیہ کی سینکڑوں نادر کتابیں عربی زبان سمیت دوسری زبانوں میں طبع کروا چکا ہے۔ مستشرقین پر شدید تنقید اور اُن کے پہلے سے قائم کیے ہوئے اسلام مخالف نظریات ومفروضات کے مطابق اسلامی اصولوں کی تعبیرات وتشریحات سے اتفاق نہ کرنے کے باوجود مسلم مفکرین وعلماء نے فکری دیانت پر عمل کرتے ہوئے اُن کی اسلامی تراث (عقلیہ ونقلیہ) کے احیاء میں اُن کی خدمات یعنی دُور دراز کتب خانوں میں مدفون نادر ونایاب کتب پر مشتمل علمی خزائن کا سراغ لگانا، قدیم عربی مخطوطات کی حفاظت وتحقیق، اُن کی اہتمام کے ساتھ اشاعت، اُن پر شرح وتحشیہ، اور اسلامی تراث کو یورپی زبانوں میں منتقل کرنا، جمع شدہ مخطوطات کی فہرست تیار کر کے مصنف اور کتاب سے متعلق ضروری معلومات فراہم کرنے میں فیاضی برتنا، وغیرہ کو سراہا ہے۔ کیونکہ متعدد مسلمان ممالک کی لائبریریوں میں یہ سہولیات میسر نہیں ہیں اور بے توجہی کا شکار نایاب قلمی ومصورہ نسخے کسی قدر دان محقق کے منتظر ہیں۔ مستشرقین جب اسلامی عقائد فقہ واصول سے ہٹ کر دوسرے ثقافتی پہلو پر جیسے، فن تعمیر، شعر وشاعری، خطاطی، علم تاریخ، ریاضی وفلکیات، وغیرہ پر بات کرتے ہیں تو اکثر اُن کے منہج میں مذہبی تعصب نظر نہیں آتا۔ علامہ شبلی نعمانی (م۱۳۳۲ھ) نے یورپ کی علم دوستی کا اِن الفاظ کے ساتھ اعتراف کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

> ''انصاف کرو! مسلمان دُنیا کے ہر حصے میں پھیلے ہوئے ہیں، اُن کی بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہیں، اپنے علوم وفنون کی قدر دانی کا جس قدر ان کو دعوی ہے شاید کسی قوم کو نہ ہوگا، لیکن کیا یورپ نے عربی زبان کی جو خدمت کی ہے اُس کا ہزارواں حصہ بھی آج اسلام کی وسیع دُنیا کر سکتی ہے۔ یورپ نے جس قسم کی

نادر اور نایاب عربی کتابیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر پیش کیں، کیا ایک بھی اِس قسم کی کتاب مسلمانوں نے شائع کی؟ معجم البلدان بلاذری، طبری، یعقوبی، ابن بدیع همدانی، تاریخ الحکماء قفطی، طبقات ابن سعد، انساب الاشراف، معارف (اور اِس قسم کی سینکڑوں کتابوں) کو کس نے دُنیا میں روشناس کروایا؟ سچ تو یہ ہے کہ اب بھی کتنے مسلمان ان کتابوں سے واقف ہیں۔۔۔ یورپ کی علمی فیاضی کی داستان نہایت طویل ہے"[۱۳]۔

علم کلام اور اصول فقہ کے مخطوطات کی یورپ میں موجودگی/حفاظت:

اہل سنت کے امام ابومنصور ماتریدی (م ۳۳۶ھ۔۔یا۔۔۳۳۳ھ) کی 'کتاب التوحید' (علم کلام کی قدیم ترین اور بنیادی ماخذ کتاب) اور امام اعظم ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) کی 'الفقه الاکبر' (علم کلام کی اولین کتاب) بھی مستشرقین نے شائع کروائیں۔اصول فقہ کی کتابوں کے متعدد مخطوطات اور مصورہ نسخے یورپ کے مکتبوں میں محفوظ ہیں۔

۱۔۔۔محمد سلیمان الاشقر نے 'مقدمة المستصفى للغزالی' میں بتایا کہ انہوں نے دوران تحقیق، قاہرہ کے مطبوعہ نسخے کے علاوہ مکتبہ جستری، آئرلینڈ میں محفوظ مخطوطے سے مدد لی[۱۴]۔

۲۔۔۔'شفاء الغليل للغزالی' کے محقق احمد الکبیسی نے مقدمۃ الکتاب میں ذکر کیا کہ انہوں نے بھی مکتبہ جستری، آئرلینڈ میں محفوظ مصورہ نسخے سے مدد لی[۱۵]۔

۳۔۔۔ابن رشد الحفید مالکی (م ۵۹۵ھ) نے 'المستصفى للغزالی' کا مختصر لکھا جس کا مراکش کے محقق علوی کی کوشش سے صدیوں بعد ۱۹۸۶ء میں اسپین کے مکتبہ The Royal Library of the Escorial میں موجودگی کا علم ہوا اور پھر یہ مختصر ۱۹۹۴ء میں پہلی بار شائع ہوا[۱۶]۔

امام جوینی اور متعلقہ مخطوطات/مصورہ نسخوں کی یورپ میں موجودگی:

امام جوینی کی کتابوں اور اُن کی شروح وحواشی وغیرہ کے متعدد مخطوطات اور مصورہ نسخے یورپ میں محفوظ ہیں:

۱۔۔۔امام جوینی کی 'کتاب البرهان فی اصول الفقه' پر ابویحییٰ بن زکریا نے 'كفاية طالب البيان'

کے نام سے شرح لکھی۔اس شرح کا ایک نسخہ مکتبہ بریل ھوتسیما، ہالینڈ میں رقم ۸۰۷ پر موجود ہے [۱۷]۔
۲۔۔۔امام جوینی کی 'علم الخلاف والجدل' میں 'کتاب الدرة المضية فيما وقع خلاف بين الشافعيه والحنفيه ' کا نسخہ، برطانیہ کی میوزیم لائبریری میں القسم الشرقی کے تحت رقم ۷۵۲۴ پر محفوظ ہے [۱۸]۔
۳۔۔۔امام جوینی کی الورقات فی اصول الفقه پر جلال الدین محلی (م۸۶۴ھ) نے شرح لکھی اس پر احمد القلیوبی (م ۱۰۶۹ھ) نے حاشیہ لکھا۔اُس حاشیہ کا ایک نسخہ جرمنی مکتبہ الملکیہ برلن رقم ۴۳۶۷ پر موجود ہے [۱۹]۔
۴۔۔۔ابن الفرکاح شافعی (م۶۹۰ھ) نے 'الدرکات' کے نام سے 'الورقات فی اصول الفقه للجوینی ' کی شرح لکھی۔اِس کا نسخہ مخطوطہ 'مکتبه الاوقاف العامه بغداذ میں موجود ہے۔اس کے علاوہ اس کے نسخے پیرس، برلن اور برٹش میوزیم میں بھی محفوظ ہیں۔

طباعت و تحقیق:

یہ کتاب بیروت دار البشائر الاسلامیه سے ۲۰۰۱ء میں سارہ شافعی الہاجری کی تحقیق سے اور بیروت دار الکتب العلمیه سے ۲۰۰۸ء میں شرح المحلی کے ساتھ محمد حسن محمد حسن اسماعیل کی تحقیق سے شائع ہوئی۔ان محققین نے مقدمہ میں اس کے مختلف ممالک میں موجودگی کی نشاندہی کی۔
۵۔۔۔'الورقات فی اصول الفقه للجوینی ' کے خطی نسخے ،مصر، الجزائر کے علاوہ جرمنی، فرانس اور اسپین میں محفوظ ہیں [۲۰]۔
۶۔۔۔اور امام ابن الکاملیہ (م۸۰۸ھ) کی 'شرح الورقات' کے نسخے پیرس اور برلن میں موجود ہیں۔
۷۔۔۔مستشرق گولڈزیہر نے کتاب 'الظاہریہ' میں متعدد مقامات پر 'الورقات' سے نقل کیا اور بتایا کہ انھوں نے جرمنی کے شہر ارفٹ (Erfurt) میں واقع لائبریری، ہرزوگلی شے ببلیوتھیک گورتھا MS Herzogliche Bibliothek Gotha میں رقم ۹۲۲ پر موجود مخطوطہ کو مدنظر رکھا۔

امام جوینی کی کتابوں کے یورپی زبانوں میں ترجمے:

☆۔۔۔الورقات فی اصول الفقه کا فرانسیسی ترجمہ:

Leon Bercher نے فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا جو Les fondements du fiqh: Traite

fiqh:Sur Les fondements du droit musulman کے عنوان سے پیرس سے ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔

☆۔۔۔کتاب الورقات کے انگریزی زبان میں ترجمے:

اسٹیون (موسی) فربر نے الورقات کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جو اسلاموسائنک سے ۲۰۱۵ء میں شائع ہوا۔

پروفیسر ڈیوڈ وشاناف (David Vishanoff) نے امام جوینی کی کتاب الورقات فی اصول الفقہ کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔

☆۔۔۔کتاب العقیدۃ النظامیہ کا جرمنی ترجمہ:

Helmut Klopfer نے امام الجوینی کی کتاب 'العقیدۃ النظامیہ' کا ۱۹۵۸ء میں جرمنی زبان میں ترجمہ کیا، جو اُن کے مقالے کا حصہ تھا۔

☆۔۔۔کتاب الارشاد کا فرانسیسی میں ترجمہ:

کتاب الارشاد کا El-Irshad نے J-Dominique Luciani فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا، جو پیرس E.Leroux سے ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔اور یہ ترجمہ مستشرقین میں بہت مقبول ہے۔

☆۔۔۔یونیورسٹی آف شکاگو کے فکری تاریخ دان، Dr.Paul E.walker نے اس کتاب کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔اگرچہ یہ کتاب علم کلام سے متعلق ہے مگر اصول فقہ کے کلامی مباحث اور اسلامی فلسفہ کے فہم ودرک پیدا کرنے کے لیے اس کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔ ۲۰۰۱ء میں انگریزی میں Garnet Publishing, UK سے شائع ہوئی تو پبلشر نے اس کتاب کے تعارف میں بتایا کہ عصر حاضر تک جو بھی اسلامی فلسفہ میں ترقی ہوئی اِس کتاب نے اُس میں اہم کردار اَدا کیا۔

امام جوینی کی عظیم خدمات کو مستشرقین نے بھی سراہا ہے۔اور جب بھی کسی سوانح نگار۔۔یا۔۔ تاریخ دان نے مدرسہ نظامیہ نیشاپور کا تذکرہ لکھا۔۔یا۔۔اشاعرہ۔۔یا۔۔سلجوق مملکت کے بارے میں کچھ تحریر کیا۔۔یا۔۔امام غزالی کے حالات زندگی اور ان کی خدمات کو بیان کیا تو امام جوینی کا تذکرہ ضرور کیا۔مثلاً: دی آکسفورڈ انسائیکلوپیڈیا آف دی ماڈرن اسلامک ورلڈ کی مقالہ نگار Lynda Clarke نے امام غزالی کے اساتذہ میں سے بطور خاص امام جوینی کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

"Al-Ghazali studied mysticism, theology, and Law with a number of teachers, including the famous Ash'ari theologian Abu al-Ma'ali al-Juwayni"[۲۱]

(امام غزالی نے تصوف، علم الکلام اور فقہ کی تعلیم بہت سے اساتذہ سے حاصل کی جن میں علم کلام میں خاص شہرت کے حامل ابو المعالی جوینی اشعری بھی شامل ہیں)

انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک سویلائیزیشن اینڈ ریلجن کے مقالہ نگار Hugh Goddard، امام جوینی کی علمی وفکری خدمات اور خاص طور پر اُن کی **کتاب الارشاد** کے فلسفہ کے میدان میں اہمیت واثرات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"His works especially Kitab -al- Irshad (The Book of Guidance) demonstrate a some what greater openness to philosophy than was evident in the work of earlier Ash'ari theologians such as al- Baqillani....."[۲۲]

(ان کی خدمات خاص طور سے **کتاب الارشاد** سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے سے پہلے کے اشاعرہ جیسے الباقلانی وغیرہ کے مقابلے میں فلسفہ کو زیادہ اہمیت، وسعت اور قبولیت دیتے تھے)

ولیم منٹگمری واٹ، W. Montgomery Watt (۱۹۰۹ـ۲۰۰۶ء):

عربی اور اسلامیات کے پروفیسر اسکاٹ لینڈ کے مستشرق ولیم منٹگمری واٹ نے نیشاپور کے اشعری علماء کے تذکرہ میں تقریباً دو ۲ صفحات میں امام جوینی کی فکری خدمات کو سراہا اور خاص طور پر اُن کی اِن دو کتابوں یعنی 'الارشاد' اور 'الشامل' کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا[۲۳]۔ کیونکہ امام جوینی کے 'علم کلام' میں مقام ومرتبہ کو اُن کی اِن کتابوں کے مطالعہ کے ذریعے بہتر طور پر سمجھا جا

سکتا ہے۔

الارشاد کا انگریزی ترجمہ:

اوراس کتاب کا یونیورسٹی آف شکاگو میں فکری تاریخ دان،Dr. Paul E. walker نے انگریزی زبان میں ترجمہ کیا اوراس پرڈاکٹر محمد ایس عیسیٰ نے نظرثانی کی۔ یہ کتاب "A Guide to Conclusive Proofs for the Principles of Belife" کے نام سے Garnet Publishing, UK سے 2001ء میں 372 صفحات میں چھپ چکی ہے۔

۔۔۔پبلشر نے ان کلمات کے ساتھ تعارف پیش کیا:

"This work, commonly known simply as al-Irshad (The Guide), is a major classic of Islamic theology. Its author, Imam al Haramayn al Juwayni (d. 478/1085), was the leading Ash'arite (Sunni) theologian of his time but he was more famous for his many important treatises on the principles of law and for having been the teacher of the great al Ghazali. Nevertheless, his writings in the field of theology, especially the present book, represent the high point of its development in the Islamic world until then. Here the master sets out systematically what he considered the sure proofs for the principles on any discoures

about God and His attributes, about what must be said concerning Him, and how the human being should understand what is possible in respect to God"

(کتاب الارشاد علم کلام میں ایک بنیادی شاہکار ہے جس کے مصنف امام الحرمین الجوینی (م ۱۰۸۵ء/ ۴۷۸ھ) ہیں. وہ اپنے وقت کے اشعری (سنی) متکلم امام تھے۔انہوں نے فن اصول فقہ پر کام اور امام غزالی کے استاد ہونے کی وجہ سے زیادہ شہرت پائی۔الجوینی کی تمام کتابوں، خاص طور سے 'کتاب الارشاد' نے عصر حاضر تک جو بھی اسلامی فلسفہ میں ترقی ہوئی اُس میں بہت اہم کردار اَدا کیا۔'کتاب الارشاد 'اِس بات کو بیان کرتی ہے کہ کوئی بھی مباحثہ جو اللہ تعالی کی ذات وصفات کے بارے میں ہو اُس کے قطعی ویقینی ثبوت کو کس طرح کن اصولوں کے مطابق منظّم طریقے سے پیش کیا جائے اور یہ کہ کیا چیز اللہ کے لیے ممکن ہے (اور کیا محال)۔انسان کو ذات وصفات خداوندی کے متعلق کیا جاننا چاہیے اور کیا کہنا چاہیے)

علمائے مستشرقین امام جوینی کی کتابوں کی تحقیق وتبصرہ پر اکتفاء کرتے ہیں جبکہ مسلم علمائے متقدمین نے اُن کے اہم متون کو حفظ کرلیا جیسے، امام فخر الدین رازی شافعی (م ۶۰۶ھ) کے بارے میں صفدی نے لکھا۔۔۔یقال انه حفظ الشامل فی اصول الدین لامام الحرمین ۔(یعنی کہا جاتا ہے کہ انہوں (امام رازی) نے امام الحرمین کی کتاب 'الشامل فی اصول الدین' کو زبانی یاد کرلیا تھا[۲۴])

حرف آخر:

امام جوینی کی تصانیف، فقہ، اصول فقہ اور علم کلام میں ہیں جن کا علمی، فکری وتحقیقی معیار اتنا بلند تھا کہ عرب وعجم، مشرق ومغرب کے مسلم اور غیر مسلم اہلِ علم آج تک اُن سے اخذ واستفادہ میں مصروف ہیں۔مشرق ومغرب میں شائع ہونے والے موسوعات میں اُن کے کام کے مختلف پہلوؤں پر لاتعداد مضامین وتحقیقی مقالات مختلف زبانوں میں لکھے گئے جن میں اُن کی علمی اور قلمی

خدمات کوخراج تحسین پیش کیا گیا۔اُن کی کتابوں کے مخطوطات رمصورہ نسخے اور مطبوعہ کتابیں دُنیا بھر میں ایک خوبصورت اور وقیع اضافہ ثابت ہوئیں۔ باحثین نے اُن کی کتب میں سے بعض پر پی ایچ ڈی رایم فل رایم اے کے مقالے لکھے۔اوران کی کتابوں کومختلف زبانوں میں منتقل کیا۔ طلبہ وعلماء نے اُن کی اہم کتابوں کے متون حفظ کیئے۔

بسم الله الرحمن الرحیم

١٤٢٠ م

حواشی

۱۔۔۔مناهج الاصوليين فى التاليف، محمد احمد معبر القحطانی جدہ: دارالوفاء للنشر والتوزیع ۱۹۸۶ء ص ۱۰۔۱۱

۲۔۔۔ The Origins of Muhammadan Jurisprudence, Joseph Schacht Oxford: Clarendom Press 1950 P.261,

۳۔۔۔حوالہ سابق ص ۸۳

۴۔۔۔محمد حمید اللہ، رومی قانون اور اسلامی قانون کے تعلقات پر چند ملاحظات، معارف، ہندوستان: اعظم گڑھ اپریل ۱۹۸۳ء ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ ص ۳۵۔۳۶

۵۔۔۔حوالہ سابق ص ۴۳

۶۔۔۔حوالہ سابق ص ۴۵، وفاقی شرعی عدالت پاکستان کے سابق جج مفتی سید شجاعت علی قادری نے اپنی کتاب 'عدالت اسلامیہ' مطبوعہ لاہور: قانونی کتب خانہ (سنہ ند) میں رومن لاء اور اسلامی قانون کے تحت ص ۹۔۱۶ پر مستشرقین کے اعتراضات کے مدلل جوابات دیے ہیں۔

۷۔۔۔ الظاہریہ، اگناز گولڈزیہر، لاہور: عکس پبلیکیشنز ۲۰۱۸ء ص ۴۸۔۴۹ مترجم ریحان عمر۔ اِس کتاب کا Wolfgang Behn نے انگریزی زبان میں ترجمہ کیا تھا جو برل لائیڈن بوسٹن سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا۔ ہم نے اِس کتاب میں ریحان عمر کے اردو ترجمہ پر انحصار کیا ہے

۸۔۔۔ حوالہ سابق ص ۴۹

۹۔۔۔ اسلام اور مستشرقین مرتبہ سید صباح الدین عبدالرحمٰن میں محمد طفیل کا مضمون بعنوان جوزف شاخت اور اصول فقہ، ہند: دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ ۲۰۰۴ء ج ۲ ص ۱۳۸۔۱۴۹ اور دیکھئے مقالات جوزف شاخت اور اصول فقہ، محمد طفیل، معارف ہندوستان اعظم گڑھ اپریل ۱۹۸۳ء جمادی الثانی ص ۲۵۴۔۲۴۵

۱۰۔۔۔سنن الترمذی، محمد بن عیسی ابواب العلم باب ما جاء فی تعظیم الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم

۱۱۔۔۔ اصول الفقہ، جوزف شاخت بیروت: دار الكتاب اللبنانی ۱۹۸۱ء ص ۱۰۔۹

۱۲۔۔۔حوالہ سابق

۱۳۔۔۔شبلی نعمانی، مقالات شبلی مرتبہ سید سلیمان ندوی اعظم گڑھ دارالمصنفین ۱۹۳۶ء ج ۴ ص ۲۲۔۲۳

۱۴۔۔۔امام محمد الغزالی کی اصول فقہ میں تجدیدی خدمات اور بعض شبہات کا ازالہ، فاروق حسن، نیو یارک یو ایس اے: گلوبل اسلامک مشن ۲۰۲۰ء ص ۱۶ اور ۶۹

۱۵۔۔۔ حوالہ سابق

۱۶۔۔۔حوالہ سابق

۱۷۔۔۔**الانجم الزاهرات** پر عبدالکریم ابن علی بن محمد النملہ کا **مقدمه التحقيق** ص ۸۲۰

۱۸۔۔۔حوالہ سابق

۱۹۔۔۔فن اصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن، کراچی: دارالاشاعت ۲۰۰۶ء ص ۵۷۹

۲۰۔۔۔**الانجم الزاهرات على حل الفاظ الورقات للماردينی** پر عبدالکریم ابن علی بن محمد النملہ کا **مقدمه التحقيق، رياض: مكتبه الرشد للنشر والتوزيع** ۱۴۱۶ھ۔۱۹۹۶ء ص ۲۴

۲۱۔۔۔ The Oxford Encyclopedia of the Modern Islamic World Editor John L. Esposito New York: Oxford University Press (1995) Vol. 2. P.61

۲۲۔۔۔ Encyclopedia of Islmic Civilisation and Religion, Edited by Lan Richard Netton. New York & London, Routle Dge (2008) Pp. 335-336

۲۳۔۔۔ Islamic Philosophy and Theology , W. Mnotgomery Watt, Edinburgh: University Press 1985 Pp.82-83

۲۴۔۔۔**الوافى بالوفيات**، صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی، تحقیق احمد الارناووط اور ترکی مصطفیٰ **بیروت: دار الاحياء التراث العربی** ۱۴۲۰ھ۔۲۰۰۰ء ج ۴ ص ۱۷۶ (۱۷۸۷)

فصل سوم

امام جوینی کی اصولِ فقہ میں تصانیف اور کتاب ’الورقات‘ کا تعارف

تاریخ علم اصول فقہ کی نشو وارتقاء میں اہل سنت کے مختلف فقہی مدارس کی جن کتابوں نے اہم کردار اَدا کیا اور انہیں شہرتِ دوام نصیب ہوئی اُن میں امام الجوینی کی ’کتاب الورقات‘ اور ’کتاب البرهان‘ سرفہرست ہیں۔ امام جوینی نے اصول فقہ میں منطق کی ابحاث کو شامل کیا جن کا تعلق بظاہر اصول فقہ سے کم تھا، جیسے عالَم اور اس کی اقسام وحقیقت اور اس کا حادث ہونا وغیرہ۔

امام جوینی کے مادحین وناقدین:

ایک طرف تو امام جوینی کی کتابوں وافکار کو بہت پذیرائی ملی مگر دوسری طرف اُن کی مخالفت بھی ہوئی۔ ’اصول فقہ‘ میں کلامی مباحث شامل کرنے کی وجہ سے امام جوینی پر تنقید کی گئی۔ ابوالولید محمد بن رشد الحفید مالکی اندلسی (۵۲۰ھ۔۵۹۵ھ) نے طریقۃ الجوینی کی بہت سی منطقیانہ آراء اور استدلالات کا رَد کیا اور اصول فقہ کے مباحث میں متکلمانہ مسائل شامل کرنے کے طریقے کی مخالفت کی۔ بعض حنابلہ جیسے، حافظ علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے لکھا کہ وہ خالص فلسفی و منطقی تھے عقل کو نقل پر ترجیح دیتے تھے اور علم کلام کے ساتھ شغف نے ان کو سلف کی روش سے دُور کر دیا[1]۔ امام محمد الغزالی نے اواخر زندگی میں اپنی وفات سے ایک۔۔یا۔۔دو[۲] سال قبل کتاب ’المستصفی‘ تالیف کی جو اصول فقہ پر اُن کی آخری اور شاید زندگی کی بھی آخری کتاب ہو۔ اُس کا مقدمۃ الکتاب منطقی انداز پر لکھا اور فرمایا۔۔۔ومن لا یحیط بها فلا ثقة له بعلومه اصلا۔ (یعنی جو ان مقدمات منطقیہ کا احاطہ نہیں کرے گا اس کے علوم کا حقیقت میں کوئی اعتبار نہیں ہوگا)[2]۔ اسی لیے بعد میں امام محمد الغزالی کو بھی اُن کے استاد امام جوینی کی طرح اس بارے میں شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔

اسلام میں فلسفیوں کے دو بڑے گروہ تھے: معتزلہ جو فلسفہء یونان کو اساس مان کر آیات ونصوص کی تاویل کرتے اور عقل ونص میں تعارض کی صورت میں عقل کو نص پر ترجیح دینے کی وجہ سے گمراہ

ہوئے۔ جبکہ متکلمین الہام ونصوص کو ہی سب کچھ سمجھتے اور کسی صورت اس دائرہ سے باہر نہیں نکلتے۔ 'علم کلام' کے ذریعہ سے اصولی واضح العبارت، مدلل ومؤثر کلام لانے پر قادر ہونے کے ساتھ ساتھ رد الشبہات احسن انداز میں کرتا ہے۔ اورامام جوینی فن استدلال میں اور منطق کے ذریعہ سامع کو قائل کرنے کا ملکہ رکھتے تھے۔

کیا اصول فقہ کا دوسرے علوم سے تعلق ہے؟

جس طرح کلامی مباحث کو اصول فقہ میں شامل کرنے پر بعض متکلمین نے تنقید کی، اگر یہی معیار ہو تو لغت ونحو کے چاہنے والوں کو لغت ونحو کے مباحث اصول فقہ میں داخل کرنے پر تنقید کرنی چاہیے اور فقہاء کو فقہ کے مسائل اصول فقہ میں بحث کرنے پر تنقید کرنی چاہیے، حالانکہ ان سب کا کسی حد تک اصول فقہ سے تعلق ہے۔ اس لیے وہ معاون علوم کے طور پر زیر بحث آتے ہیں۔ اصول فقہ کی کتابوں کے بطون میں لغوی، فقہی اور کلامی مسائل صدیوں سے شامل رہے ہیں، کیونکہ عربی زبان میں اعراب کی تبدیلی سے مفہوم وحکم بدل جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس لیے اصولی کے لیے لغوی مباحث کا علم ضروری ہے۔

اصول، فروع سے ماخوذ ہیں۔۔یا۔۔فروع، اصول سے؟

یعنی فقہ مقدم ہے۔۔یا۔۔اصول؟ اگر فقہ پہلے تھی اور اس سے اصول اخذ کیے گئے تو اصولی کے لیے فقہ کی معرفت ضروری ہوگی۔ اور اگر اصول پہلے تھے تو اُن سے فقہ کی کون سی صورتیں نکلیں گی اور کس کو ترجیح ہوگی، اس کا علم اصولی کے لیے ضروری ہوگا۔

امام جوینی کی اصول فقہ میں مولفات کی تعداد:

امام جوینی نے اصول فقہ میں کم از کم مندرجہ ذیل چھ ۶ کتابیں تصنیف کیں مگر اُن کی دوسرے علوم کی تصنیفات میں بھی اصولی استدلالات وآراء نظر آتی ہیں۔

۱۔۔۔کتاب الورقات فی اصول فقه (مطبوعہ)

۲۔۔۔کتاب التلخیص فی اصول فقه (مطبوعہ): عبدالعظیم الدیب نے لکھا کہ ابن خلکان نے اس کتاب کا نام 'تلخیص التقریب' اور امام سبکی نے 'تلخیص الارشاد' اور

حاجی خلیفہ نے 'تلخیص الارشاد للباقلانی' ذکر کیا ہے۔اوران تینوں سے مراد ایک ہی کتاب ہے۔دراصل امام باقلانی کی اصول فقہ میں کتاب کا نام 'الارشاد و التقریب' ہے، امام جوینی نے اس کا مختصر لکھا۔ اِسی طرح الجامعہ العربیہ، رقم ۲۱۱ توحید میں موجود نسخے میں اس طرح مذکور ہے: 'مختصرالارشادلا امام الحرمین'، اِس سے بھی یہی کتاب مراد ہے[۴]۔

۳۔۔۔کتاب البرھان فی اصول فقه(مطبوعہ):

۴۔۔۔کتاب التحفه فی اصول فقه (غیرمطبوعہ/مفقودہ): عبدالعظیم الدیب لکھتے ہیں کہ ہدیۃ العارفین، کشف الظنون اورطبقات السبکی میں اس کتاب کا ذکر ہے مگر مکتبات کی فہارس میں کہیں اس کی موجودگی کا پتہ نہیں چلتا[۵]۔

۵۔۔۔رسالة فی التقلید والاجتهاد: اِس کتاب کے بارے میں بعض لوگوں کو وہم ہوا کہ اس کا تعلق فقہ سے ہے، جبکہ درست بات یہ ہے کہ یہ اصول فقہ کے ایک خاص موضوع پر ہے۔ اِس کتاب کے دو خطی نسخے ملتے ہیں ایک مکتبہ الآصفیہ حیدرآباددکن میں، مجموعہ رسائل کے تحت رقم ۲۰۷ا پر۔اوردوسرا مکتبہ باتنا میں رقم ۲۹۱۶ پر موجود ہے[۶]۔

۶۔۔۔کتاب المجتهدین: یہ ایک مستقل کتاب ہے۔۔یا۔۔اُن کی کتاب 'التلخیص فی اصول الفقه' کا حصہ ہے؟ مگر راجح یہ لگتا ہے کہ یہ ان کی کتاب 'البرهان فی اصول الفقه' کا تتمہ اور تکملہ ہے۔اِس کی وجہ یہ ہے کہ امام جوینیؒ 'البرهان' کی ترتیب میں کہتے ہیں: کہ وہ 'النسخ' کے بعد 'اوصاف المجتهدین' کو بیان کریں گے۔مگر مطبوعہ نسخے میں کتاب البرھان، النسخ کے بیان پر مکمل ہو جاتی ہے[۷]۔

امام جوینی کی اصول فقہ میں متعدد تصانیف ہیں، اُن میں سے البرھان ،الورقات، التلخیص، التحفه وغیرہ اصول فقہ کے لگ بھگ تمام موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں مگر کچھ کتابیں ایسی ہیں جیسے' رسالة فی التقلید والاجتهاد' اور' کتاب المجتهدین' جو اصول فقہ کے کسی خاص موضوع کا احاطہ کرتی ہیں۔

امام جوینی کی بعض مؤلفات اصولیہ سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ:

ا۔۔۔کتاب مغیث الخلق فی ترجیح القول الحق: یہ کتاب مطبعہ المصریہ سے پہلی

مرتبہ۱۹۳۱ء میں طبع ہوئی عموماً اِس کا اسلامی فلسفہ کی کتاب کے طور پر ذکر آتا ہے مگر محمد حسن ھیتو نے 'المنخول للغزالی' کے تحقیقی مقدمہ میں اسکوامام جوینی کی اصول فقہ کی کتابوں کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ واللہ اعلم

۲۔۔۔کتاب الارشاد سے متعلق غلط فہمی کا ازالہُ

امام جوینی کی مولفات اصولیہ میں بعض محققین نے **الارشاد فی اصول الفقه** کا بھی تذکرہ کیا ہے مگراس بارے میں کوئی حتمی رائے نہیں دی جاسکتی کیوں کہ محققین اِس بارے میں مختلف الاراء ہیں کہ یہ امام جوینی کی الگ سے اصول فقہ میں کوئی کتاب ہے۔۔یا۔۔یہ امام باقلانی کی کتاب ہے جو بہت طویل تھی جس کی وجہ سے امام باقلانی نے خود بھی اس کا اختصار کیا تھا اور شاید امام جوینی نے بھی اُسی کا اختصار کیا۔

اسی طرح امام جوینی کی ایک اور کتاب '**الارشاد فی اصول الدین**' سے بھی اس کی مشابہت کی وجہ سے یہ بتانا مشکل ہوجاتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ایک ہیں۔۔یا۔۔دو الگ الگ؟ الجزائر، **جامعه وهران، کلیه العلوم الانسانیه والحضارة الاسلامیه** کے محقق خیرالدین سیب نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ میں اسے امام جوینی کی اصول فقہ کی کتاب بتایا ہے، مگر درست بات یہ لگتی ہے کہ اس کا تعلق علم کلام اور اصول الاعتقاد سے ہے[۸]۔

طباعت و تحقیق:

الارشاد الی قواطع الادلة فی اصول الاعتقاد، محمد موسیٰ اور اے عبدالحامد کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۵۰ء میں قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔

۳۔۔۔کتاب الشامل سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

اِس کتاب کا نام '**الشامل فی اصول الدین علی مذهب الاشاعره**' ہے، ہدیۃ العارفین میں ہے کہ امام جوینی نے **الشامل فی الاصول** تالیف کی[۹] شاید کئی حضرات نے اس عبارت سے یہ قیاس کیا ہو کہ امام جوینی کی یہ کتاب اصول فقہ میں ہے لیکن البحر المحیط للامام الزرکشی (م۷۹۴ھ) پر علمائے ازھر (مصر) نے تحقیق وتخریج کی ہے جس کے نتیجے میں یہ واضح ہوا کہ یہ کتاب **اصول الدین** میں ہے[۱۰]۔ اور دائرہ معارف علوم اسلامیہ میں بھی اس کتاب کو علم کلام

میں شمار کیا گیا ہے۔اور یہ لکھا کہ یہ کتاب غیر مطبوعہ ہے اس کا ایک مخطوطہ (نامکمل) قاہرہ کے قومی کتب خانے میں (علم الکلام عدد ۱۲۹۰) کے تحت موجود ہے۔ یہ نسخہ خانۂ کو پرولو کے مخطوطے سے نقل کیا گیا ہے اس کا ایک اور نسخہ جس میں النسفی کے اقتباسات سے اضافہ کیا گیا ہے قاہرہ کے ڈاکٹر الخذیری کے پاس ہے اور ان مخطوطات کا G.C. Anawati نے مطالعہ کیا ہے[۱۱]۔

الشامل کی طباعت:

کتاب الشامل، علی سامی النشار کی زیر نگرانی اسکندریہ (مصر) منشائۃ المعارف سے طبع ہو چکی ہے۔ مختصراً یہ کہ امام جوینی کی کتابیں 'الارشاد' اور 'الشامل' براہِ راست 'اصول فقہ' سے تعلق نہیں رکھتیں۔بعض نے غلط فہمی کی بنا پر ان کو اصول فقہ کی کتاب سمجھا، دراصل 'علم کلام' کو 'علم اصول الدین' بھی کہتے ہیں۔ جب کبھی یہ ذکر ہوا کہ یہ کتابیں اصول میں ہیں تو بعض نے انہیں اصول فقہ کی کتاب سمجھا۔امام جوینی کے حوالے سے بعض سوانح نگاروں نے 'الارشاد' نام کی دو[۲] کتابوں کا تذکرہ کیا ہے: ایک اصول الدین (علم الکلام) میں ہے اور مطبوعہ ہے۔اور ممکن ہے دوسری اسی نام کی اصول فقہ میں بھی ہو جو حوادثِ زمانہ کی نظر ہو گئی ہو۔مگر زیادہ مناسب یہ لگتا ہے کہ یہ ایک ہی کتاب ہے کسی نے 'فی الاصول' کے الفاظ سے اِسے امام جوینی کی 'اصول الدین' پر کتاب سمجھا تو کسی نے 'اصول فقہ' پر۔اور ان دونوں عبارتوں کو دیکھ کر بعد میں بعض نے امام جوینی کی کتابوں کی فہرست میں دونوں مقامات پر اس کو شامل کر دیا۔واللہ اعلم

کتاب الورقات فی اصول فقہ کا تعارف:

کتاب الورقات کس کے لیے لکھی گئی؟

متعلمین کی عموماً ذہنی استعداد کی تین سطحوں (مبتدئین، متوسطین اور منتھین) کو مدنظر رکھ کر ماہرین فن کتابیں لکھتے ہیں۔امام جوینی نے 'الورقات' کو بنیادی طور پر مبتدئین کے لیے تصنیف کیا تھا۔

الورقات مختصر ہے۔۔یا۔۔مطول؟

'ورقات' کے لفظ اور کتاب کے متن سے بھی یہ ظاہر ہے کہ یہ ایک مختصر ہے، مگر یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود اصول فقہ کے تمام ابواب کا احاطہ کرتی ہے۔

کتاب الورقات کا زمانہ تالیف کیا ہے؟:

یہ امام جوینی کے زمانہ شباب کی تصنیف ہے۔اس کے باوجود یہ متن کثیر الفوائدہ ہونے کی وجہ سے اقطار الارض شرقا وغربا شہرت حاصل کر گیا،اور پھر متقدمین، متاخرین اور معاصرین سب ہی اس سے مستفید ہوئے۔

الورقات کی وجہ تسمیہ:

ورقات ترکیب کے اعتبار سے جمع السلامه ہےاور سیبویہ کے نزدیک جموع السلامه جموع القله کے قبیل سے ہے۔ورقات جمع قله ہے بخلاف اوراق جو جمع الکثرة ہے۔اِس نام کا مقصد اس فن کے مبتدئیین کو ترغیب دلانا اور تسہیل کا پیغام دینا اور یہ بتانا ہے کہ یہ ایک مختصر مگر اہم متن ہے۔جو آسان مسائل ومباحث اصول فقہ کا احاطہ کرتا ہے۔'کتاب الورقات ' ایک آسان مگر بہت سے مسائل پر مشتمل متن ہے۔حجم کے اعتبار سے ہلکی مگر فوائد وثمرات میں بھاری کتاب ہے۔اس کے کم کلمات نے اس کا سمجھنا اور یاد کرنا آسان بنادیا ہے۔

کتاب الورقات کی طباعتیں:

یہ کتاب متعدد بار مختلف مما لک سے چھپ چکی ہے۔مثلاً:

+۔۔۔مصر، مطبعه الميمنيه سے۱۳۳۲ھ میں شائع ہوئی۔

+۔۔۔ریاض، مکتبه ابن خزيمه سے۱۴۱۲ھ میں دکتور فرید مصطفیٰ سلمان کی تقدیم وتعلیق کے ساتھ طبع ہوئی۔

+۔۔۔دمشق، نشر المکتبه الهاشميه سے متون اصوليه في المذاهب الاربعه کے نام سے طبع ہوئی۔

+۔۔۔جلال الدین محمد بن احمد المحلی شافعی (م۸۶۴ھ) کی شرح اور احمد بن محمد بن احمد بن عبدالغنی الدمیاطی الشافعی (م۱۱۱۷ھ) کے حاشیہ کے ساتھ قاہرہ ،مشترکه مکتبه ومطبعه مصطفى البابی الحلبی واولاده سے۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔

کتاب الورقات کے مضامین:

اس کتاب کے مقدمہ میں امام جوینی نے اصول فقہ کا معنی،تعریف الاصل،تعریف الفرع،اور فقہ

کی تعریفات بیان کیں۔اصول فقہ کی لفظاً ولقباً تعریف کی اوراحکام سبعہ کی انواع،یعنی الواجب، المندوب، المباح،المحظور،المکروہ، الصحیح اور الباطل،کی وضاحت کی اورفقہ،علم، ظن اورشک کے مابین فرق بیان کیااورفن اصول فقہ کے پندرہ[15] اہم موضوعات کوزیربحث لائے ہیں،یعنی اقسام الکلام،الامرو النھی میں دلالات،العام والخاص، المجمل والمبین، الظاھر وا لموءول، الافعال، الناسخ والمنسوخ، الاجماع، الاخبار، القیاس، الحظروالاباحة، ترتیب الادلة،صفة المفتی والمستفتی،احکام المجتھدین۔ امام جوینی 'کتاب الورقات' کا اختتام اجتہاد کے جواز پرکرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں خطاء کے احتمال کے باوجود مجتہد کے لیے ثواب ہے۔اوروہ بخاری ومسلم کی اس صحیح حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں:اذا اجتھد الحاکم فحکم فاصاب فلہ اجران واذا حکم فاخطاء لہ اجر۔

کتاب الورقات کے الفاظ کی تعداد کتنی ہے؟

کولمبیا یونیورسٹی کے عرب امریکی مستشرق وائل بی حلاق (Wael B. Hallaq) کی تحقیق کے مطابق اس کے کلمات کے تعداد ۱۶۰۰ ہے، جبکہ اوکلاہوما یونیوسٹی امریکہ کے پروفیسر ڈیوڈ وشاناف (David Vishanof) کے مطابق ۱۵۷۳ ہے[۱۲]۔ان دونوں محققین کا تعلق عصر حاضر سے ہے۔

کتاب الورقات کے دوسری زبانوں میں ترجمے:

فرانسیسی زبان میں ترجمہ:

الورقات کا Leon Bercher نے فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا جو

Les fondements du fiqh: Traite Sur Les fondements du droit fiqh:musulman کے عنوان سے پیرس،اقراء (پبلشرز) سے ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔

انگریزی زبان میں ترجمے:

(الف)۔۔۔ David Vishanoff ۔۔۔ نے بعنوان۔۔۔

A Critical Introduction to Islamic Legal Theory.

English Translation and New Commentary on

Imam al-Haramayn al-Juwayni's Leaflet on the sources of law Kitab al-waraqat fi usul al fiqh

الورقات کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جو پہلی بار ۲۰۱۷ء میں اور پھر ۲۰۱۸ء میں اس پروجیکٹ کی ویب سائٹ https://waraqat.vishanoff.com پر پیش کیا گیا۔

(ب)۔۔۔اسٹیون (موسی) فربر نے الورقات کے متن اور اس پر جلال الدین محلی کی شرح دونوں کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔ متن الورقات مع الشرح ایک ساتھ اسلامو سائنک سے ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئے ۔

(ج)۔۔۔محمود آدم نے بعنوان۔۔۔

Introductory studies in usul al-fiqh :An Annotated Translation of Imam al-Haramayn's Waraqat

۔۔۔الورقات کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا اور قاری کی سہولت کے لیے اس پر نوٹ لکھا۔ یہ ترجمہ یوکے، محراب پبلشنگ سے اور لندن مکتبہ الامام الشافعی سے ۲۰۱۴ء میں ۱۶۰ صفحات میں شائع ہوا۔

(د)۔۔۔محمد نبیل مشرف نے The Waraqat of Imam al Haramayn al-Juwayni: A Classical Manual of Usul al fiqh

۔۔۔کے نام سے اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جو پرتھ آسٹریلین اسلامک لائبریری سے ۲۰۱۵ء میں شائع ہوا۔ جو اُن کی ذیل میں درج ویب سائٹ پر موجود ہے:

www.australianislamiclibrary.org

کتاب الورقات میں اہل مغرب کا شغف:

مستشرق گولڈزیہر کی کتاب 'الظاہریہ' میں متعدد مقامات پر الورقات کے حوالے نظر آتے ہیں، مثلاً: اجماع کی حجیت سے متعلق ظاہری فقہ کا دوسرے علماء کی آراء سے تقابل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام الحرمین جب اتفاق علماء اهل العصر علی حکم الحادثة (کسی پیش آمدہ مسئلہ پر علماء اہل عصر کا متفق علیہ حکم) کہتے ، ہیں تو اس سے کیا مراد

ہے؟ ماضی کے مجتہدین کا اتفاق یا عصر حاضر کے علماء کا اجماع۔اورانہی کی اصطلاح انقراض العصر شرط الاجماع (انقراض قرن وزمانہ شرط اجماع) ہے یا نہیں؟ جبکہ ظاہری فقہ کے علماء کے یہاں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا''(۱۳)۔

۔۔۔ایک اور جگہ ورقات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''ہم ورقات میں امام الحرمین کے الفاظ۔۔۔ **ومن شروط المفتی ان یکون عالما بالفقه اصلا وفرعا خلافا و مذهبا** ۔(اور مفتی کی شرائط میں سے ہے کہ وہ اصلاً فقہ سے واقف ہو اور فروعی طور پر علم خلاف و مذہب کا بھی علم رکھتا ہو''(۱۴)۔

کتاب' الظاہریہ' کے ضمیمہ۴ پر لگ بھگ دو صفحات میں امام الحرمین کی **الورقات** میں شامل امر کی بحث سے متعلق گفتگو کی۔مثلاً:''امام الحرمین نے جو یہ فرمایا: **وصیغة افعل عند الاطلاق والتجرد عن القرینة تحمل علیه الا ما دل الدلیل علی ان المراد منه الندب او الاباحت فیحمل علیه**۔ (اور صیغہ افعل اگر اطلاق اور قرینہ سے خالی ہو تو اس (حکم فعل) پر محمول کیا جائے گا،الا یہ کہ اس پر کوئی دلیل دلالت کرے کہ اس سے ندب اور اباحت مراد ہے،تو پھر اسی پر محمول کیا جائے گا ۔۔۔ **وترد صیغة الامر ولامراد بها الاباحة او التهدید او التسویة او التکوین** (اور جب صیغہ امر آتا ہے تو اس سے اباحت مراد ہوتی ہے یا تہدید یا تسویہ یا تکوین؟)''(۱۵)۔

کتاب الورقات کے شارحین:

اس کتاب کو امام جوینی کی زندگی سے عصر حاضر تک مقبولیت رہی،اس لیے اس کثرت علم و عظیم منفعت اور برکت سے مالا مال کتاب پر کسی نے شرح لکھی تو کوئی اس کے **حاشیه** ، **اختصار** ، **تعلیقه** ، **نظم** اور **شرح النظم** میں مشغول ہو گیا۔امام جوینی شافعی المسلک ہیں مگر کتاب الورقات کے شارحین و ناظمین میں کئی دوسرے فقہی مذاہب کے علماء کے نام بھی نمایاں نظر آتے ہیں،مثلاً: قاسم بن قطلو بغا حنفی (م ۸۷۹ھ) اور محمد بن قاسم بن زاکو الفاسی مالکی (م ۱۱۲۰ھ) وغیرہ نے شرح لکھی تو دوسری طرف ابن الاهول (ابن الاهدل؟) ابوبکر بن ابو القاسم الیمنی

التہامی حنفی (م ۱۰۳۵ھ) اور ابو عبداللہ محمد بن قاسم بن زاکور الفاسی مالکی (م ۱۱۲۰ھ) اس متن کو منظوم کرنے میں مشغول ہوئے۔ کتاب الورقات پر کیے گئے کاموں کی اصل تعداد بہت زیادہ ہے مگر ہمیں چھتیس ۳۶ شروح (شرح الشروح)، تیئیس ۲۳ منظومات اور چھ ۶ تعلیقات وتقییدات کا علم ہوسکا۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔۔۔ابو عمرو عبدالرحمٰن بن الصلاح (م ۶۴۳ھ/۱۲۴۳ء) نے الورقات کی شرح لکھی۔ اس کا نسخہ مخطوطہ مکتبہ الجامع الکبیر صنعاء میں رقم ۴۶۳ پر ہے۔ اس کو احمد عبدالرزاق الرقیحی کی فھرست مکتبہ الجامع الکبیر صنعاء میں ذکر کیا ہے [16]۔ اس کے علاوہ اس کے نسخے ترکی اور رامپور وغیرہ میں بھی ہیں۔

طباعت وتحقیق:

اِس پر محسن صالح الکردی نے تحقیق کی اور یہ کتاب مکہ المکرّمہ، مکتبہ نزاز مصطفی الباز سے ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی [17]۔

۲۔۔۔تاج الدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم الفزاری معروف بابن الفرکاح شافعی (م ۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء) نے الدرکات کے نام سے شرح لکھی [18]۔

شرح لابن الفرکاح کے نسخوں کی یورپ میں موجودگی:

مکتبہ الاوقاف العامہ بغداد میں اس کا نسخہ (مخطوطہ) موجود ہے [19]۔ اِس کے علاوہ اس کے نسخے پیرس، برلن اور برٹش میوزیم میں بھی ہیں۔

تحقیق وطباعت:

یہ شرح بیروت، دار الکتب العلمیہ سے شرح المحلی کے ساتھ محمد حسن محمد حسن اسماعیل کی تحقیق سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی [20]۔

ابن الفرکاح کی شرح پر مقالات:

+۔۔۔شیخ عبدالحکیم مالک نے شرح الورقات للشیخ ابن الفرکاح پر مقالہ لکھا جس پر انہیں جامعہ الملک سعود، کلیہ التربیہ قسم الدراسات الاسلامیہ نے ۱۴۱۶ھ/۱۴۱۷ھ میں ایم

اے کی سند عطا کی۔

+۔۔۔اس کے علاوہ سارہ شافی سعید الہاجری نے بھی شرح الورقات للشیخ ابن الفرکاح پر حسنین محمود حسنین کی زیر نگرانی ایم اے کا مقالہ لکھا جس پر انہیں جامعہ کویت، کلیہ الشریعہ قسم الفقه واصوله نے ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء میں ایم اے کی سند عطا کی۔

طباعت:

اور پھر محققہ سارہ شافی کا یہ مقالہ کتابی صورت میں بیروت، دار البشائر الاسلامیہ سے ۲۰۰۱ء/۱۴۲۲ھ میں ان کی مزید تحقیق ودراسۃ کے ساتھ شائع ہوا۔

۳۔۔۔جلال الدین، ابوعبداللہ، محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن، احمد بن ہاشم المحلی شافعی (م۸۶۴ھ/۱۴۶۰ء)[۲۱] نے 'شرح الورقات فی اصول الفقه' لکھی۔

تحقیق اور طباعتیں:

+۔۔۔شرح الورقات للمحلی خالد بن خلیل بن ابراہیم الزاہدی کی تحقیق کے ساتھ عراق کے مکتبہ امیر اور لبنان کے دار ابن حزم کے اشتراک سے ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء میں طبع ہوئی۔

+۔۔۔اور انور بن ابی بکر الشیخی الداغستانی کے اہتمام سے داغستان، دار باب الابواب سے،

+۔۔۔اور کویت، دار الضیاء سے ۱۴۴۱ھ میں ایک مجلد میں،

+۔۔۔اس کے علاوہ یہ شرح مطبعہ المیمیہ سے ۱۳۱۴ھ میں اور مکہ مطبع ماجدیہ سے ۱۳۳۱ھ میں،

+۔۔۔اور ریاض، مکتبہ نزاز مصطفی الباز سے ابوعائش عبدالمنعم ابراہیم کی زیر نگرانی ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء میں شائع ہوئی۔

+۔۔۔یہ شرح ریاض، مکتبۃ العبیکان سے حسام الدین بن موسی عفانہ کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی۔ دکتور عفانہ جامعہ قدس/کلیۃ الدعوۃ واصول الدین میں فقہ واصول کے استاد ہیں۔

المحلی کی شرح پر شرح:

عزالدین البدرانی الموصلی (عصر حاضر کے عالم) نے المحلی شرح المحلی فی ورقات الجوینی

فی اصول الفقه لکھی جواردن ،دار الکتاب الثقفی سے۲۰۰۳ء/۱۴۲۳ھ میں شائع ہوئی [۲۲]۔

المحلی کی شرح پر تحقیق وتعلیق:

جامعہ قدس، کلیہ الدعوۃ واصول الدین کے استاذ حسام الدین بن موسیٰ عفانہ نے شرح الورقات للمحلی پر تحقیق وتعلیق کی اور ۱۴۲۰ھ۔۱۹۹۹ء میں طبع کروایا،اس پر مطبع درج نہیں ہے،اس کی پی ڈی ایف انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

جلال الدین محلی کی شرح پر حواشی:

جلال الدین محلی کی شرح الورقات کو بہت شہرت اور مقبولیت ملی۔واضح رہے کہ اس کے علاوہ شیخ محلی نے تاج الدین سبکی کی جمع الجوامع فی اصول الفقہ کی شرح لکھی تھی اس کو بھی احسن الشروح (بہترین شرح) میں شمار کیا گیا۔

المحلی کی شرح الورقات پر درج ذیل علماء نے پر مغز حواشی لکھے:

☆۔۔۔شہاب الدین احمد بن احمد بن عبدالحق السنباطی مصری شافعی (م۹۹۰ھ/۱۵۸۷ء) نے حاشیہ لکھا [۲۳]۔

☆۔۔۔احمد بن احمد بن سلام القلیوبی المصری (م ۱۰۶۹ھ/۱۶۵۸ء) [۲۴]۔اس کا ایک نسخہ مکتبہ برلن میں رقم ۴۳۶۷ پر محفوظ ہے۔اس کے علاوہ اس کا ایک نسخہ مکتبہ الازھریہ میں (۱۰۸۴) سقا ۲۸۵۱۳ پر بھی موجود ہے۔۔۔

آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے:الحمد للّٰہ مانح الصواب لطالبہ...وبعد فھذہ حواش لطیفة علی شرح الورقات اور اختتام یوں ہے:اللفظ یحمل علی معناہ الشرعی ثم العرفی ثم اللغوی.واللّٰہ اعلم

☆۔۔۔شہاب الدین احمد ابن محمد بن احمد بن عبدالغنی الدمیاطی شافعی مصری (م ۱۱۱۷ھ/۱۷۰۵ء) [۲۵]۔نے حاشیہ الدمیاطی علی شرح متن الورقات لجلال الدین محلی لکھا۔

الدمیاطی کے حاشیہ پر تحقیق اور اس کی طباعت:

+۔۔۔یہ حاشیہ عبدالسلام بن عبدالہادی کی تحقیق وتعلیق سے مکتبہ، دار الدقائق سے ۱۴۳۶ھ

میں شائع ہوا۔

+ ۔۔۔الورقات للجوینی اوراس پرجلال الدین محلی کی شرح اورالدمیاطی کا حاشیہ ایک ساتھ ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء میں مصر مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی سے،

+ ۔۔۔اور پھر یہی تینوں ایک ساتھ ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء ہندوستان حیدر آباد۔اندھرا پردیش کے مرکز توعیہ الفقہ الاسلامی سے طبع ہوئی۔

+ ۔۔۔متن شرح الورقات للمحلی اور حاشیہ الدمیاطی ایک ساتھ صہیب ملا محمد نوری علی کے اہتمام سے موسسہ الرسالہ ناشرون سے ۱۴۳۶ھ میں شائع ہوئی۔

☆ ۔۔۔احمد بن عبداللطیف الخطیب الجاوی الشافعی (م ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) مدرس مسجد الحرام ومفتی مکہ المکرّمہ نے **حاشیہ النفحات علی شرح الورقات** کے نام سے حاشیہ لکھا۔اس حاشیہ کے آخر میں تحریر کے مطابق انہوں نے یہ حاشیہ ۱۳۰۶ھ میں مکمل کیا۔

طباعتیں:

+ ۔۔۔یہ حاشیہ قاہرہ، **مکتبہ المیمنیہ** سے ۱۳۲۳ھ میں شائع ہوا۔

+ ۔۔۔**شرح محلی** اور **حاشیہ النفحات** دونوں ایک ساتھ مصر، **مکتبہ مصطفی البابی حلبی** سے ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء میں چھپ چکے ہیں۔

+ ۔۔۔**حاشیہ النفحات**، محمد سالم ہاشم کے ضبط نص اور تخریج آیات کے ساتھ بیروت، **دار الکتب العلمیہ** سے ۲۰۰۴ء/۱۴۲۵ھ میں اور پھر ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء میں ۳۲۸ صفحات میں بھی شائع ہوا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

مظہر بقا نے معجم الاصولیین میں اس کو ان الفاظ میں ذکر کیا۔۔۔**النفحات حاشیۃ علی الورقات الفھا سنۃ ۱۳۰۶ھ** (یعنی النفحات، الورقات پر حاشیہ ہے جسے انہوں نے ۱۳۰۶ھ میں تالیف کیا تھا)[۲۶] مگر ان کی یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ **النفحات، الورقات** پر حاشیہ نہیں ہے بلکہ شرح الورقات للامام جلال الدین محلی پر حاشیہ ہے۔اس کا اظہار خود **النفحات** کے مولف نے اپنی کتاب کے آغاز میں فرمایا:

وقد كنت ممن عنى بهذا الفن حتى انفقت فى تحصيله ومزاولته برهة عزيزةمن الزمن قرات فى خلالها درسا بالمسجد الحرام تجاه بيت الله ذى الفضل والانعام شرح الامام جلال الدين محمد بن احمد المحلى الشافعى على الورقات لمولفه ابى المعالى عبد الملك بن يوسف بن محمد الجوينى العراقى الشافعى...... لكنه لمزيد اختصاره وانطواء المسائل غامضة فى غصون اسفاره جدير بان توضع عليه حاشية[۲۷]۔

(یعنی میں نے اس علم کو حاصل کرنے کے لیے ایک بڑا وقت صرف کیا اور اس دوران میں نے مسجد حرام کے سامنے بیٹھ کر امام جلال الدین محلی کی شرح الورقات للجوینی کا مطالعہ کیا۔۔۔مگر اس کی عبارات والفاظ میں اختصار تھا اور مسائل میں پیچیدگی / پوشیدگی تھی ،تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس شرح پر حاشیہ لکھوں)

☆ ۔۔۔سعید بن عبداللطیف فودہ (معاصر عالم) نے حاشیه على شرح المحلى على الورقات لکھا۔

طباعت:

یہ حاشیہ اردن (عمان)، دار النور المبين سے ۲۰۱۴ء طبع ہوا۔

☆ ۔۔۔امجد رشید نے الاملاء على شرح المحلى للورقات فى اصول الفقه محلى با لادلة والتطبيقات تالیف کی۔امجد رشید اردن کی جامعه العلوم الاسلاميه العالميه میں كليه الفقه الشافعى کے سربراہ ہیں۔

طباعت:

یه شرح عمان دار الفتح سے شائع ہوئی۔

۴۔سعدالدین مسعود بن عمر التفتازانی حنفی ۔۔یا۔۔شافعی (م۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء ☆) نے ’ارشاد الفحول‘

☆:ابن نجیم مصری (م۹۷۰ھ) نے فتح الغفار بشرح المنار الانوار میں ان کو حنفی بتایا ہے جبکہ ملا حسن چلپی نے حاشيه مطول کی بحث متعلقات فعل میں ان کو شافعی بتایا ہے۔انہوں نے حنفی فقہ اور کتب حنفی فقہ میں خاص توجہ مرکوز رکھی جس سے غالب گمان ہے کہ وہ حنفی المسلک تھے

کے نام سے شرح لکھی۔ کارل بروکلمان ☆ نے اس کا تذکرہ کیا ہے [۲۸]۔

طباعت:

یہ کتاب حاتم بن یوسف مالکی کے اہتمام سے کویت، **دار الضیاء** سے ۱۴۴۰ھ میں شائع ہوئی۔

۵۔۔۔محمد بن عثمان بن علی المارد ینی شافعی (م ۸۷۱ھ/۱۴۶۷ء) نے شرح الورقات لکھی۔

تحقیق وطباعت:

المارد ینی کی یہ شرح عبدالکریم بن علی بن محمد النملہ کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ **الانجم الزاھرات علی حل الفاظ الورقات للماردینی** کے نام سے ریاض، **مکتبہ الرشد للنشر و التوزیع** ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء سے چھپ چکی ہے۔

۶۔۔۔کمال الدین (یا کمال) محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن علی القاھری شافعی معروف بہ ابن امام الکاملیہ (م ۸۰۸ھ/۱۴۷۰ء) نے اس کا تذکرہ کیا ہے [۲۹]۔ نے **شرح الورقات** لکھی۔ ان کے والد مصر کے مدرسہ الکاملیہ میں امام تھے، جسے سلطان ناصر الدین محمد بن الملک (م ۶۲۲ھ) نے تعمیر کروایا تھا۔ اسی مناسبت سے ابن امام الکاملیہ مشہور ہوئے۔ ابن امام الکاملیہ نے اصول فقہ میں شرح الورقات کے علاوہ متعدد کتابیں (جیسے، **شرح مختصر ابن الحاجب** اور **شرح منهاج الوصول الٰی علم الاصول للبیضاوی**، وغیرہ) تصنیف کیں۔

تحقیق وطباعت:

یہ شرح عمان، **دار عمار** سے عمر غنی سعود العانی کی تحقیق ودراست سے ۲۸۰ صفحات میں پہلی بار ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی۔

☆:Carl Brockelman (۱۸۶۸ء-۱۹۵۶ء) عربی مخطوطات کی تحقیق میں اختصاص کی شہرت رکھنے والے جرمن مستشرق ہیں جو Wroclaw یونیورسٹی جرمنی میں دراسات شرقیہ والعربیہ کے استاد رہے۔ وہ مشرقی علوم خاص طور پر تاریخ ادب عربی میں متخصص تھے۔ انہوں نے متعدد کتابیں تالیف کیں اوران کی کتاب تاریخ ادب عربی کو خاصی شہرت حاصل ہوئی۔ انہوں نے امام غزالی کی اصول فقہ میں کتاب **المنخول من تعلیقات الاصول** کے بارے میں یہ امکان ظاہر کیا کہ یہ ان کے کسی شاگرد کی کتاب ہے، تو عبدالرحمٰن البدوی نے اس کے رَد میں لکھا: **ان بروکلمان لم یقدم دلیلا علی ھذا الرای** (یعنی بروکلمان نے اپنے اس دعوی پر کوئی دلیل پیش نہیں کی)، دعوی بلا دلیل کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ دیکھئے **مولفات الغزالی**، عبدالرحمٰن البدوی، کویت وکالۃ المطبوعات ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء ص ۷ اور امام محمد الغزالی کی اصول فقہ میں تجدیدی خدمات اور بعض شبہات کا ازالہ، فاروق حسن ص ۵۰)

یورپ میں نسخوں کی موجودگی:

ابن امام الکاملیہ کی شرح الورقات کے نسخے پیرس، برلن، ترکی، قاہرہ اورکویت کے **معهد المخطوطات العربيه** سمیت بہت سے مقامات پر محفوظ ہیں۔

غلط فہمی کا ازالہ:

مکتبہ **الجامع الكبير** صنعاء رقم ۱۵۲۷ پر جونسخہ موجود ہے، اس میں اس کا نام شرح الورقات کے بجائے **شرح الوريقات** مذکور ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

ابن امام الکاملیہ کا اسلوب بیان:

ابن امام الکاملیہ اس شرح میں ماتن کے کلام کو **قال** و **قوله** کے الفاظ میں بیان کرنے کے بعد اس کی شرح کرتے ہیں، تعقید لفظی ومعنوی دُور کرتے ہیں، جہاں ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں مثالوں اور قرآن وسنت سے دلائل اور آراء کا اضافہ کرتے ہیں۔ امام جوینی نے الورقات کے مختصر متن میں مثالوں اور دلائل وغیرہ کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ ابن امام الکاملیہ اس شرح کو بسملہ حمد وصلاۃ کے بعد اس طرح شروع فرماتے ہیں:

> **فهذا تعليق على الورقات المنسوبة لشيخ الاسلام البحر الربانی عبد الملك امام الحرمين رضی الله عنه وارضاه ونفعنی ببركاته...**

شرح ابن امام الکاملیہ پر حاشیہ:

شرح ابن امام الکاملیہ پر نورالدین علی بن ابرہیم بن احمد الحلبی (م ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۴ء) نے حاشیہ لکھا[٣٠]۔

۷۔۔۔سراج الدین عمر بن احمد بن محمد المصری البلیسنی شافعی (م ۸۷۸ھ/۱۴۷۳ء) نے **التحقيقات فی شرح الورقات** لکھی[٣١]۔

۸۔۔۔زین الدین قاسم بن قطلو بغا حنفی (م ۸۷۹ھ/۱۴۷۴ء) نے شرح لکھی[٣٢]۔

۹۔۔۔ابن قاوان حسین بن احمد بن محمد بن احمد گیلانی مکی شافعی (م ۸۸۹ھ/۱۴۸۴ء)[٣٣]۔ نے **التحقيقات فی شرح الورقات** لکھی۔

تحقیق وطباعت:

یہ شرح سعد بن عبداللہ بن حسین الشریف کی تحقیق کے ساتھ **عمان دار النفائس** سے ۱۹۹۹ء/ ۱۴۱۹ھ میں شائع ہوئی۔

۱۰۔۔۔ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حسین الرعینی اندلسی (مغربی الاصل مکی المولدوالوفاۃ) مالکی معروف بہ الحطاب (م۹۵۴ھ۔۱۵۴۷ء) نے **قرہ العین فی شرح ورقات امام الحرمین** کے نام سے شرح لکھی۔

تحقیق وطباعت:

+۔۔۔**قرۃ العین** قاہرہ سے عبدالحامد الفراحی کی کتاب **لطائف الاشارات** کے حاشیہ کے ساتھ ۱۹۱۷ء میں شائع ہوئی

+۔۔۔قاہرہ، **مصطفی الحلبی واولادہ** سے ۱۹۵۰ء میں طبع ہوئی۔

+۔۔۔محمد صالح بن احمد الجریسی کی تحقیق کے ساتھ بیروت، **دار المشاری** سے ۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی۔

+۔۔۔یہ شرح ۱۳۷۵ھ میں ریاض سے بھی چھپ چکی ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ:

ہدیۃ العارفین میں مذکور ہے کہ وہ اس کی تالیف سے ۹۶۵ھ میں فارغ ہوئے تھے، جو درست نہیں ہے[۳۴]۔ کیونکہ ان کا انتقال ۹۵۴ھ میں ہو چکا تھا۔

شرح قرۃ العین پر حاشیہ اور طباعت:

+۔۔۔**شرح قرۃ العین** پر محمد بن حسین الحدا اور قاضی ابومحمد عبداللہ بن حضرا نے حاشیہ لکھا، جو Revue Tunisienne سے ۱۹۳۰ء میں اور دوسری مرتبہ Fez سے ۱۸۹۹ء/۱۳۱۷ھ میں طبع ہوا Leon Bercher نے الورقات کے فرانسیسی زبان میں اس سے استفادہ کیا[۳۵]۔

+۔۔۔محمد بن حسین السوسی تیونسی نے **حاشیہ السوسی علی قرۃ العین شرح ورقات امام الحرمین** تالیف کیا۔ جو تیونس، **مطبعہ تونسہ** سے ۱۳۵۱ھ میں طبع ہوا۔

شرح قرۃ العین پر تعلیقہ:

اس شرح **قرۃ العین** کے بعض مقامات پر عمان کے محقق جلال علی عامر الجہانی نے ۱۴۱۴ھ میں تعلیقات کا اضافہ کیا۔

۱۱۔شہاب الدین ابو العباس احمد بن احمد بن حمزہ الرملی المصری الانصاری شافعی (م ۹۵۷ھ/ ۱۵۵۰ء) نے **غایہ المامول فی شرح ورقات الاصول** کے نام سے شرح لکھی۔ وہ اس کی تالیف سے ۹۲۰ھ میں فارغ ہوئے[۳۶]۔

اس شرح کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے۔۔۔**الحمد للّٰہ رفع معالم دین الاسلام، الخ**۔۔۔مظہر بقا نے اس کے متعدد مقامات پر نسخوں کی موجودگی کی نشاندہی کی ہے[۳۷]۔

تحقیقی مقالہ وطباعت:

عثمان یوسف نے اِس پر ایم اے کا مقالہ لکھا اور پھر یہ شرح عثمان یوسف حاجی احمد الاصولی کی تحقیق کے ساتھ بیروت و دمشق، **موئسسہ الرسالہ ناشرون** سے ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء میں ۴۰۰ صفحات میں شائع ہوئی۔

۱۲۔۔۔شرف الدین یونس بن عبدالوہاب بن احمد بن ابو بکر الدمشقی العیثاوی شافعی (م ۹۷۸ھ/ ۱۵۷۰ء)[۳۸]۔نے **زبدۃ المختصرات** کے نام سے شرح لکھی۔

۱۳۔۔۔شہاب الدین احمد بن قاسم الصباغ العبادی قاہری شافعی (م ۹۹۴ھ/۱۵۸۶ء) نے **حاشیہ علی شرح الورقات یا الشرح الکبیر علی الورقات** لکھی۔

تحقیق وطباعت:

شرح ورقات پر العبادی کی دو شرحیں یا دو حاشیہ ہیں، **الکبیر** اور **الصغیر**۔ یہ **مطبعہ الحلبی** سے **ارشاد الفحول** کے حاشیہ پر اور اسی طرح امام قرآفی کی **شرح التنقیح** کے حاشیہ پر الخیریہ قاہرہ سے ۱۳۰۶ھ میں چھپ چکی ہے[۳۹]۔

+۔۔۔**کتاب الشرح الکبیر علی الورقات** محمد حسن محمد حسن اسماعیل کی تحقیق کے ساتھ بیروت، **دار الکتب العلمیہ** سے ۲۰۰۲ء/۱۴۲۴ھ میں ۵۳۴ صفحات میں طبع ہوئی۔

+۔۔۔**الشرح الکبیر علی الورقات** عبد اللہ ربیع اور سید عبدالعزیز کی تحقیق کے ساتھ

موئسسه قرطبه سے ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء میں شائع ہوئی۔
+ ۔۔۔اوراسی طرح ضرغام منھل محمد کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ بعنوان **مختصر الشرح الکبیر** عمان اردن **دار النور المبین** سے ۲۰۱۹ء طبع ہوئی۔
+ ۔۔۔**الشرح الصغیر علی الورقات** '**ارشاد الفحول للشوکانی** کے ساتھ **بیروت، دار المعرفه** سے ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء سے طبع ہوئی۔
+ ۔۔۔کتاب (**الشرح الصغیر**) **شرح تنقیح الفصول للقرافی** کے حاشیہ پر قاہرہ، **مصطفی البابی الحلبی** سے ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی۔

الشرح الصغیر پر حاشیہ:

الشرح الصغیر پر نورالدین علی الشابر ملسی (م ۱۰۷۸ھ/۱۶۷۶ء) نے حاشیہ لکھا۔
۱۴۔۔۔ابوالخیر بن محمد ابوالسعادت بن المحب محمد بن الرضی محمد الحسین الطبری مکی (دسویں صدی ہجری کے عالم) نے **شرح الورقات** لکھی[۴۰]۔
۱۵۔۔۔یحییٰ بن عبداللہ مصری (م ۱۰۱۵ھ/ ۱۶۰۷ء) نے شرح الورقات لکھی۔اس شرح کا ذکر حسام الدین بن موسی عفانہ نے محلی کی شرح الورقات کے تحقیقی مقدمہ میں کیا۔
۱۶۔۔۔منصور الطبلاوی (م ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء) نے **شرح الورقات** لکھی۔اس کا ذکر **فھرس مخطوطات المکتبه البدیریه** ۱/۲۷۷ پر ہے۔
۱۷۔۔۔ابراہیم بن احمد بن محمد بن علی بن الملا الحصکفی الحلبی شافعی (م ۱۰۳۲ھ/۱۶۲۱ء) معروف بہ ابن الملا حنفی نے الورقات پر تین شرحیں لکھیں:

(**الف**)۔۔۔**کفایه الرقاة الی معرفة غرف الورقات** (مختصر شرح)

(**ب**)۔۔۔**التحاریر الملحقات و التقاریر المتحققات** (متوسط شرح)

(**ج**)۔۔۔**جامع المتفرقات من فوائد الورقات** (مطول شرح)[۴۱]۔

۱۸۔۔۔ابوعبداللہ محمد المرابط بن محمد بن ابوبکر الدلالی مالکی (م ۱۰۸۹ھ/۱۶۷۸ء) نے '**المعارج المرتقیات الی (فی) الورقات** کے نام سے شرح لکھی[۴۲]۔
۱۹۔۔۔حسن بن حسین بن قاسم بن محمد بن علی الحسنی الصنعانی (م ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۸ء) نے الورقات

کی شرح لکھی۔

وضاحت:

ہدیۃ العارفین میں مذکور ہے کہ انہوں نے **نظم الورقات للامام الحرمین** لکھا۔ ہوسکتا ہے کہ الصنعانی کی شرح الورقات کو انہوں نے نظم سمجھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے الورقات کی شرح اور نظم دونوں لکھے ہوں (۴۳)۔ واللہ اعلم

۲۰۔۔۔ابوعبداللہ محمد بن قاسم بن زاکور الفاسی مالکی (م ۱۱۲۰ھ/۱۷۰۸ء) نے شرح لکھی (۴۴)۔

۲۱۔۔۔محمد بن عبادہ العدوی الصوفی مالکی (م ۱۱۹۳ھ/۱۷۸۰ء) نے تالیف کی (۴۵)۔

۲۲۔۔۔حسین بن شہاب الدین الفوران الکیلانی نے **التحقیقات** کے نام سے **شرح الورقات** لکھی۔ اس کا ایک نسخہ ترکی احمد الثالث میں رقم ۱۳۴۴ پر محفوظ ہے (۴۶)۔

۲۳۔۔۔خالد بن عبداللہ باحمید الانصاری نے **شرح الورقات** لکھی جو قاہرہ، **دار الاعتصام للنشر** سے ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء میں ۱۱۲ صفحات میں شائع ہوئی۔

۲۴۔۔۔عبداللہ بن صالح الفوزان نے **شرح الورقات** لکھی۔

طباعت/تقدیم اوراضافہ:

+۔۔۔یہ شرح ریاض، **مکتبہ دار المنهاج** سے ۱۴۳۱ھ میں ۲۳۲ صفحات میں شائع ہوئی۔

+۔۔۔ریاض، **دار المسلم** سے دوسری مرتبہ ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء میں طبع ہوئی۔

+۔۔۔**جامعه ام القری، کلیه الشریعه الدراسات** کے **هیئة التدریس** کے رکن احمد بن عبداللہ بن حمید کی تقدیم اور اضافہ کے ساتھ ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء میں تیسری بار ۲۸۵ صفحات میں ریاض، **دار المسلم** سے شائع ہوئی۔

۲۵۔۔۔محمد المرابط بن محمد بن ابی بکر المغربی مالکی (م ۱۰۹۰ھ/۱۶۷۹ء) نے **المعارج المرتقات الی معانی الورقات** کے نام سے شرح لکھی۔

۲۶۔۔۔سعد بن ناصر الشثری نے **شرح الورقات فی اصول الفقه** لکھی۔

طباعت وتخریج:

یہ شرح عبدالناصر البشبیشی کے اہتمام اور تخریج احادیث سے ریاض، **دار کنوز اشبیلیا** سے

۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ میں ۱۹۶ صفحات میں چھپی۔

۲۷۔۔۔ابو مصطفیٰ البغدادی (۱۴۳۳ھ) نے الواضح فی أصول الفقه (شرح و توضیح علی متن الورقات) ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء میں تالیف کی۔

۲۸۔۔۔حافظ بن احمد الحکمی حنبلی (م ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء) نے شرح الورقات لابی المعالی الجوینی لکھی۔سعد بن ناصر کے مطابق یہ ابھی تک مخطوطہ کی صورت میں ہے [۴۷]۔

طباعت و تحقیق:

حافظ بن ابراہیم بن الخلاف نجمی نے بعنوان شرح الورقات فی اصول الفقہ للامام العلامہ: حافظ بن احمد بن علی الحکمی رحمہ اللہ (۱۳۴۲۔۱۳۷۷ھ) دراسۃً وتحقیقاً ایم اے کا مقالہ مشعل بن غنیم بن ظافی المطیری کی زیر نگرانی لکھا، جو مکہ المکرّمہ: جامعہ ام القری سے ۲۰۱۸ء میں شائع ہوا۔

۲۹۔۔۔محمد یحییٰ بن محمد المختار الولائی (م ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء) ان کا تعلق اسلامی مغرب کے صحراء سے تھا انہوں نے شرح الورقات لامام الحرمین لکھی [۴۸]۔

۳۰۔۔۔محمد بن عبد السلام الطاہری مالکی (م ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء) نے حاشیه علی ورقات امام الحرمین لکھا [۴۹]۔

۳۱۔۔۔عبد الرؤف بن تاج العارفین المناوی (۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء) نے شرح لکھی [۵۰]۔

۳۲۔۔۔ابو العباس احمد بن محمد بن زکری التلمسانی مالکی (م ۸۹۹ھ/۱۴۹۳ء) نے غایة المرام فی شرح مقدمات الامام لکھی۔

طباعت:

یہ الجزائر، دار الکتاب القومیه سے ۲۰۰۵ء میں طبع ہوئی [۵۱]۔اس کا ایک نسخہ دار الکتب المصریہ میں رقم ۳۴۸ میں موجود ہے۔اس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

> قال الشیخ۔۔۔سیدی ابو العباس احمد بن زکری: الحمد لله ذی الجلال و الاکرام۔۔۔اما بعد کہنے کے بعد وجہ تالیف اس طرح بیان فرماتے ہیں۔۔۔فان بعض الطلبة۔۔۔سالنی ان اشرح له مقدمة الامام الحرمین التی صنعها فی اصول الفقه۔۔۔و سمیته بغایة المرام فی شرح مقدمة الامام (بعض طلبہ نے مجھ سے درخواست کی کہ میں امام الحرمین کی اصول

فقہ پر اس کتاب کی شرح لکھوں تو میں نے یہ شرح لکھی اور اس کا نام غـایة المرام فی شرح مقدمة الامام رکھا۔)

۳۳۔۔۔علی بن احمد بن بخاری الشعرانی نے شرح لکھی دار الکتب المصریه میں ۲۳۸ پر اس کا نسخہ موجود ہے (۵۲)۔حسام الدین بن موسی عفانہ نے محلی کی شرح الورقات کے تحقیقی مقدمہ میں لکھا کہ یہ شرح البخاری علی شرح المحلی ہے۔

۳۴۔۔۔النعمان الشاری نے رهائف التقریرات علی شرح الورقات تالیف کیا جواردن (عمان)، دار النور المبین سے ۲۰۱۷ء میں طبع ہوئی۔

۳۵۔۔۔ابن قاسم الغزی (متوفی ند) نے شرح الورقات کی شرح لکھی۔ان کے حالات زندگی معلوم نہیں مگر اصول فقہ میں انہوں نے اس کے علاوہ شرح جمع الجوامع پر حاشیه الآیات البینات لکھا (۵۳)۔

۳۶۔۔۔ابوالخیر بن محمد ابوالسعادات بن المحب محمد بن الرضی محمد حسین الطبر ی مالکی (دسویں صدی ہجری کے عالم اور مسجد الحرام کے مدرس) نے شرح الورقات لکھی (۵۴)۔

﴿الورقات کا نظم﴾

الورقات کو منظوم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ امام جوینی نے الورقات کا متن نثریہ انداز میں تحریر کیا تھا مگر بعد میں اس کے تعلیم و تعلم، بہتر افہام و تفہیم اور حفظ میں آسانی کی غرض سے اہل علم نے اس کو منظوم کر دیا۔ منظوم کلام جب لحن سے پڑھا جاتا ہے تو پڑھنے اور سننے والوں پر اس کا اثر مختلف ہوتا ہے۔ اور پھر اس نظم کے عقدے کھولنے کے لیے اس کے معانی کی توضیح، اس کی شروحات، حواشی اور اس کی نحوی و صرفی ترکیب وغیرہ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ چند مندرجہ ذیل ہیں۔

الورقات کے ناظمین:

ا۔۔۔شمس الدین نور الدین بدر الدین یحی بن موسی بن رمضان بن عمیر شرف الدین العمریطی☆ شافعی (م۸۹۰ھ/۱۴۸۵ء تقریباً) نے **تسهيل الطرقات فی نظم الورقات**۔۔یا۔۔**تسهيل الطرقات لنظم الورقات** کے نام سے نظم کیا(۵۵)۔

طباعت و تحقیق:

+۔۔۔**متن الورقات للجوینی** اور **نظم الورقات للعمریطی** ایک ساتھ ریاض، **دار الصمیعی** سے ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء میں طبع ہوئے۔

+۔۔۔محمود بیروتی کی تحقیق کے ساتھ بھی دمشق سے ۲۰۰۱ء/۱۴۲۲ھ میں شائع ہو چکے ہیں۔

العمریطی کے نظم الورقات کی شروح اور طباعتیں:

☆۔۔۔ابوعبداللہ محمد بن علی بن حزام الفضلی البعدانی نے **منظومة العمريطی** کی شرح لکھی جو یمن، **مکتبہ دار الحدیث** سے پہلی مرتبہ ۳۹۲ صفحات میں ۱۴۳۳ھ میں طبع ہوئی۔

☆۔۔۔شیخ محمد بن صالح العثیمین (م ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء) نے بھی العمریطی کے **نظم الورقات** کی شرح لکھی جو **دار ابن الجوزیہ** سے ۱۴۲۵ھ میں ۲۵۴ صفحات میں شائع ہوئی۔

☆۔۔۔سید محمد بن علوی مالکی اشعری شاذلی (م ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء) نے **شرح تسهيل الورقات** لکھی جو **تسهيل الطرقات للعمریطی** کے ساتھ سعودیہ، **وزارۃ نشر و اشاعت** سے ۱۴۱۱ھ میں شائع ہوئی۔

☆: وہ مصر کے علاقے عمریط کی طرف نسبت سے عمریطی کہلائے

☆۔۔۔عبدالحمید بن محمد بن قدس الفراحی شافعی (۱۳۳۴ھ یا ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء) نے **لطائف الاشارات الٰی شرح تسهيل الطرقات لنظم الورقات** لکھی۔

طباعتیں:

+۔۔۔یہ کتاب مصر سے ۱۳۳۰ھ اور ۱۳۴۳ھ میں شائع ہوئی [۵۶]۔

+۔۔۔محمد بن صالح العثیمین اور عمر عبداللہ کامل کے اہتمام سے **بیروت، بسام** سے ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی۔

+۔۔۔اور دار ابن الجوزیہ سے ۱۴۲۵ھ میں طبع ہوئی

☆۔۔۔موریتانیا☆ کے دارالحکومت بنو اکشوط میں قائم **معهد العالٰی للدراسات والبحوث الاسلاميه** کے استاد محمد بن سیدی محمد مالای نے **ارواع العبارات على نظم العمريطى للورقات** تالیف کی۔

طباعت:

یہ کتاب موریتانیا، **دار يوسف بن تاشفين و مكتبه الامام مالك** سے ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی۔

☆۔۔۔عبداللہ البیتی (غیر شافعی عالم) اس نظم الورقات کو شاید نامکمل سمجھتے تھے اس لیے انہوں نے العمریطی کے نظم کی شرح کے آخر میں ایک ضمیمہ کا اضافہ کیا اس میں عرف اور مفاد عامہ وغیرہ جیسے عناوین کا اضافہ کیا۔ اس کا نام **تتمه نظم الورقات** رکھا [۵۷]۔

☆۔۔۔ضرغام منہل محمد نے '**تنوير الشرفات فى شرح تسهيل الطرقات فى نظم الورقات للعمريطى**' تالیف کیا۔

طباعت:

یہ شرح اُردن (عمان)، **دار النور المبين** سے ۲۰۱۹ء میں طبع ہوئی۔

۲۔۔۔شہاب الدین احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن رجب الطّوفی قاھری شافعی (م ۸۹۳ھ/ ۱۴۸۸ء) نے الورقات کو منظوم کیا [۵۸]۔

☆: اس کو اردو میں موریطانیہ بھی لکھتے ہیں شمال مغربی افریقہ کا ایک اسلامی ملک ہے جہاں عربی اور فرانسیسی بولی جاتی ہے اس ملک نے فرانس سے ۱۹۶۰ء میں آزادی حاصل کی۔

۳۔۔۔ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابوبکر بن علی بن ایوب مصری، ابن ابی شریف المقدسی شافعی (م۹۲۳ھ/۱۵۱۳ء)[۵۹]،ان کی ولادت قدس میں ہوئی اور یہ ۹۰۶ھ میں مصر میں منصب قضاء پر فائز رہے، انہوں نے الورقات کو منظوم کیا۔ انہوں نے اصول فقہ کی تعلیم جلال الدین محلی (م۸۶۴ھ)،شارح الورقات سے حاصل کی۔

۴۔۔۔ابن الاھول ابوبکر بن ابوالقاسم بن احمد بن محمد الحسینی الیمنی التھامی حنفی (م۱۰۳۵ھ/۱۶۲۶ء) نے الورقات کا نظم کیا[۶۰]۔

۵۔۔۔عبدالجواد بن شعیب بن احمد بن عباد بن شعیب القناتی شافعی (م۱۰۷۳ھ/۱۶۶۲ء) نے الورقات کا نظم کیا[۶۱]۔

۶۔۔۔محمد بن ابراہیم المفضل الیمنی (م۱۰۸۵ھ/۱۶۷۴ء) نے الورقات کا نظم کیا۔

۷۔۔۔ابوعبداللہ محمد بن قاسم بن زاکور الفاسی مالکی (م۱۱۲۰ھ/۱۷۰۹ء) نے منظوم کیا[۵۸]۔

۸۔۔۔بدرالدین عثمان بن سند النجدی البصری (م۱۲۴۲ھ/۱۸۲۷ء) نے 'الشذرات الفاخرة فی نظم الورقات الناضرة کے نام سے 'الورقات للامام الحرمین' کو منظوم کیا۔

مکتبہ عباسیہ مصر میں موجود نسخے کے مطابق اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے: یقول عثمان المکنی ابن سند. بعد ارتجاء المن من رب صمد انہوں نے اِس کتاب کو ۱۲۱۹ھ میں تالیف کیا تھا۔اور انہوں نے 'شرح نظم الورقات' بھی لکھی[۶۳]۔

۹۔۔۔ابوالعباس احمد بن بابا بن عثمان بن محمد الشنقیطی ☆۔

التجانی العلوی مالکی (م۱۲۱۰ھ بعدہ/۱۷۹۶ء) نے 'ارجوزۃ نظم فیھا ورقات لامام الحرمین' تالیف کی[۶۴]۔

۱۰۔۔۔عبدالحمید بن محمد علی قدس شافعی نے لطائف الاشارات علی تسھیل الطرقات لنظم الورقات کے نام سے شرح لکھی۔

تسھیل الطرقات کا انگریزی ترجمہ:

برکلے،کیلیفورنیا یونیورسٹی، امریکہ اور زیتونہ کالج کے فلسطینی نژاد استاد ڈاکٹر حاتم بازین نے اس کا

☆:اسلامی جمہوریہ موریتانیا کے علاقے آدرار کے ایک ضلع شنقیط کی نسبت سے شنقیطی کہلاتے ہیں موریتانیا کی قدیم مساجد میں سے ایک مسجد شنقیط میں ہے جس کی تعمیر بارہویں۔۔یا۔۔تیرہویں صدی عیسوی میں ہوئی

انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔

طباعت:

یہ کتاب مصر، **مکتبہ و مطبعہ مصطفی البابی الحلبی** سے۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی۔

۱۱۔۔۔ابوعبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن الجزائری نے **'سلم الوصول الیٰ علم الاصول فی نظم الورقات لامام الحرمین'** تالیف کیا۔

۱۲۔۔۔شیخ سیدی محمد بن شیخ سیدی المختار الکنتی (م۱۲۴۴ھ/۱۸۲۹ء) نے **'منح الفعال فی ورقات ابی المعالی'** کے نام سے اس کا نظم کیا۔موریتانیا کے علمائے اصولیین نے **الورقات** کے نظم میں خصوصی دلچسپی ظاہر کی۔

منح الفعال کی شرح:

موریتانیا کے عالم محمد یحیٰ بن محمد المختار بن الطالب عبداللہ النفاع الداودی (م۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء) نے **'ترجمان المقال ورافع الاشکال'** کے نام سے **منح الفعال'** کی شرح لکھی۔یہ نظم اورشرح موریتانیا کے علماء میں مقبول اور وہاں کے دینی مدارس میں متداول ہیں۔

نظم وشرح کی طباعت:

یہ دونوں ایک ساتھ ۲۰۰۱ء/۱۴۲۲ھ میں **الامارات العربیہ المتحدہ** سے شائع ہوئیں۔

اِس کتاب کے مقدمہ میں بعض علماء کے نام مذکور ہیں جنہوں نے **الورقات** کو منظوم کیا۔

۱۳۔۔۔عبداللہ بن الحاج حمی اللہ (م ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۵ء)۔

۱۴۔۔۔محمد المامی بن البخاری (م۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء)۔

۱۵۔۔۔محمد مصطفیٰ ماءالعینین بن محمد فاضل الشنقیطی مالکی المغربی (م۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء) نے **'أقدس الانفس ۔۔یا۔۔الاقدس علی الانفس'** کے نام سے نظم کیا[۶۵]۔

۱۶۔۔۔زکریا بن عبداللہ بن حسن بیلا المکی (مولد۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) نے **'أسنی التقریرات علی نظم الورقات فی الأصول الفقهیات'** تالیف کی[۶۶]۔

۱۷۔۔۔محمد بن عبدالرحمٰن الدیسی مالکی (مولد۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) نے **'الوصول الیٰ نظم علم الأصول'** لکھی۔اِس میں انہوں نے پہلے **'الورقات'** کو نظم کیا اور پھر اُس نظم کی شرح لکھی[۶۷]۔

۱۸۔۔۔محمد بن محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن الضریر (م۱۳۴۰ھ/۱۸۵۴ء) نے 'سلم الوصول نظم الورقات فی الأصول' تالیف کیا۔

طباعت:

یہ کتاب جدہ سے ۱۴۱۴ھ میں 'سلم الوصول الی الضروری من علم الأصول' کے نام سے چھپی۔

اس منظوم میں رہ جانے والے سقم کی نشاندہی:

سعد بن ناصر نے اس کی کچھ خامیوں کی طرف ان الفاظ کے ساتھ اشارہ کیا:

> **فنظم كثيرا من كتاب الورقات للجويني أغفل بعض مسائله وخالف أصل الورقات في الترتيب, ولم يتجاوز نظمه (۱۰۰) بيت**(۶۸)۔
>
> (یعنی امام الجوینی کی الورقات کے اکثر حصوں کو منظوم کیا مگر کچھ حصوں اور مسائل سے قصداً صرفِ نظر کیا۔ مزید یہ کہ انہوں نے نظم کرتے وقت کتاب الورقات کے اصل متن کی ترتیب کا خیال نہیں رکھا، اور یہ منظوم سو ۱۰۰ اشعار پر مشتمل ہے)۔

۱۹۔۔۔عبدالحامد بن خلیاوی الرفاعی نے 'الشرح الوسيط على متن الورقات' کے نام سے 'نظم الورقات' کی شرح لکھی۔

طباعت:

یہ شرح ریاض، **دار الصميعي** سے ۲۰۰۶ء میں چھپی(۶۹)۔

۲۰۔۔۔ابوعبیدہ مشہور بن حسن السلمان نے 'التحقيقات والتفقيهات السلفيات على متن الورقات مع التنبيهات علىٰ المسائل المهمات' کے نام سے 'نظم الورقات' کی شرح لکھی۔

طباعت:

یہ شرح ابوظبی، **دار الامام مالک** سے ۲۰۰۵ء میں طبع ہوئی(۷۰)۔

۲۱۔۔۔محمد بن محمد بن الشریف نے 'المسريات (المصريات) فی نظم الورقات' کے نام سے

'الورقات' کا نظم لکھا[۷۱]۔

۲۲۔۔۔عبدالسلام ابن ابراہیم الحسین نے ۲۰۰۶ء میں 'عدات علیٰ متن الورقات' کے عنوان سے ریاض کے کلیات و جامعات کے طلبہ کے لیے جدید انداز میں رنگین کتاب مع سی ڈی تیار کی[۷۲]۔

کتاب الورقات پر تعلیقات:

۱۔۔۔خضر محمد اللجمی نے 'الثمرات علی الورقات' کے نام سے 'الورقات للجوینی' پر تعلیق لکھا۔

طباعت:

یہ تعلیق شام، مطبعه الدباغ سے ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں ۶۴ صفحات میں شائع ہوا۔ اس کے علاوہ اللجمی نے 'شرح الورقات للمحلی' پر بھی تعلیق لکھا

۲۔۔۔عبدالرحمٰن بن حمد بن محمد الجطلیلی نے 'التعلیقات علیٰ متن الورقات' لکھا۔

طباعت:

یہ بیروت، مکتبه الاسلامی اور ریاض، مکتبه الحرمین سے ۱۹۸۳ء میں طبع ہوا۔

۳۔۔۔جمال الدین بن محمد سعید بن قاسم بن صالح القاسمی سلفی (م ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء) نے 'تعلیقة علی الورقات' لکھا[۷۳]۔

۴۔۔۔یحییٰ امام الکاملیہ (م ۱۰۱۵ھ/۱۶۰۶ء) نے تعلیق لکھا[۷۴]۔

الورقات پر تقییدات:

ابوعبداللہ محمد بن عبادہ العدوی صوفی مالکی (م ۱۱۹۳ھ/۱۷۷۹ء) نے 'تقییدات علیٰ ورقات امام الحرمین' تالیف کیے[۷۵]۔

الورقات کی نحوی و صرفی ترکیب:

ابومعاذ ابراہیم المحمدی الشناوی نے 'تذلیل العقبات باعراب الورقات' کے نام سے اس کی ترکیب کی جو 'الملتقی الفقهی' کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔

انٹرنیٹ پر 'الورقات' کی غیر مطبوعہ پی ڈی ایف:

کئی کتابیں اور کتابچے (غیر مطبوعہ) پی ڈی ایف فائل کی صورت میں 'الشبکۃ الالوکۃ' پر موجود ہیں۔ چند مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔۔۔'فواتح البرکات شرح تسهيل الطرقات فی نظم الورقات'، جس کو علی محمد سلمان محیمید عسکر العبیدی نے ۱۹۳ صفحات پر تالیف کیا۔

☆۔۔۔'ادلة و اضاء ات علی متن الورقات' جسے شریف فوزی سلطان نے ۵۷ صفحات میں تالیف کیا۔

☆۔۔۔خالد الصقعبی کی 'شرح الورقات' ۱۵۰ صفحات میں،

☆۔۔۔محمد الحسن الدور الشنقیطی کی 'شرح الورقات' ۸۳ صفحات میں،

☆۔۔۔صالح بن عبدالعزیز آل شیخ کی 'شرح الورقات' ۹۱ صفحات میں موجود ہیں۔

☆۔۔۔عبدالکریم بن عبداللہ الخضیر کے محاضرات 'تحبير الصفحات بشرح الورقات' کے نام سے ۱۴۳۷ھ۔۲۰۱۶ء میں شائع ہوئے۔ جو https://shkhudheir.com/ پر موجود ہے

☆۔۔۔احمد بن محمد صادق النجار کے پی ڈی ایف لیکچرز بعنوان 'شرح الورقات فی اصول الفقه مع التنبيه علی المسائل الكلاميه التی تضمنها متن الورقات'، شبکہ صید الفوائد http://www.saaid.net پر موجود ہیں۔

الورقات پر ایم پی تھری میں اور یوٹیوب پر علمائے اصولیین کے دروس:

عربی زبان میں ابوموسی عبداللہ نینی المغربی اور محمد عالی المجلسی اور عامر بھجت اور حسن بخاری سمیت متعدد حضرات کی شرح الورقات پر وڈیو دروس موجود ہیں۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین (م ۱۴۲۱ھ) نے بھی شرف الدین العمریطی کے نظم الورقات کی شرح لکھی جس کو طویل دورانیہ کے آٹھ دروس (ایم پی تھری) میں مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر سنا جاسکتا ہے۔ https://www.ajurry.com/apptips/home.html

الورقات پر انگریزی زبان میں درس:

یاسر فکری فہمی نے انگریزی زبان میں الورقات کی شرح بیان کی ہے۔ ان کے یہ درس

www.australianislamiclibrary.com پر موجود ہیں۔

الورقات کی صوتی قراءت (آڈیو):

اِس کتاب کے متن کو مختلف حضرات کی آوازوں میں آڈیو، ایم پی تھری کی صورت اپلوڈ کیا گیا ہے تاکہ اس علم کے شائقین سماعت سے استفادہ کرسکیں۔ اس کی آڈیوز

http://islamhouse.com/ur/category/192747/showall/showall/1/

ویب سائٹ پر ابراہیم الازاور سلیمان الشوکی آوازوں میں بھی موجود ہے۔

الورقات پر مخطوطات:

'الورقات' پر کیے گئے متعدد کام مخطوطات کی صورت میں دُنیا کے مختلف ممالک کی لائبریریوں میں طباعت کے منتظر ہیں۔ مثلاً: شیخ احمد بن عمر بن زکریا التلمسانی الشافعی (م۹۰۰ھ/۱۴۹۴ء) کی 'غایة المرام فی شرح مقدمة الامام' کا مخطوطہ بھی دارالکتب المصریہ میں رقم (۳۴۸) اصول الفقہ پر موجود ہے۔

حسین بن شہاب الدین الفوران الکیلانی کی 'التحقیقات شرح الورقات' کا مخطوطہ ترکی کے مکتبہ احمد الثالث میں ہے۔ اس کی نقل قاہرہ کے معهد المخطوطات پر رقم (۱۳۴۴) اصول پر موجود ہے۔ گولڈزیہر نے اپنی کتاب 'الظاہریہ' میں الورقات کے مخطوطہ ہرزوگ لخے ببلیوتھیک گورتھا رقم ۹۲۲ پر اعتماد کیا ہے۔ جو اسی نام کی ابن فرکاح شافعی (م۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء) کی شرح کے ساتھ ہے۔

حرف آخر:

الورقات پر ان تحریری کاموں کے علاوہ بہت سی زبانوں میں مختلف علماء کی زبانی شروح اور اسباق ورقات یوٹیوب اور انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ الورقات پر اَن گنت کام ہوئے، ہمیں جہاں تک رسائی ہوسکی وہ سب ذکر کردیے ہیں۔ اِس فصل میں موتمرات میں پڑھے جانے والے اور شائع شدہ مضامین کو شامل نہیں کیا گیا۔

﴿حواشی﴾

۱۔۔۔سیر اعلام النبلاء ،شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی، بیروت:موسسہ الرسالہ ۱۹۸۴ء۔۱۴۰۵ھ ج ۱۸ ص ۴۷۲ (۲۴۰) تحقیق شعیب الارفووط،اور محمد نعیم العرقسوی۔

۲۔۔۔امام محمد الغزالی کی اصول فقہ میں تجدیدی خدمات اور بعض شبہات کا ازالہ ، فاروق حسن، نیویارک :گلوبل اسلامک مشن ص ۶۸۔

۳۔۔۔المستصفی من علم الاصول ،ابوحامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی الشافعی الطّوسی، کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ۱۴۰۷ ھ ج ۱ ص ۷۔

۴۔۔۔ امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن عبد الله الجوینی حیاته وعصره. آثاره وفکره ،عبد العظیم الدیب کویت دار القلم ۱۹۸۱ء۔۱۴۰۱ھ ص ۵۳۔۵۲۔

۵۔۔۔حوالہ سابق ص ۵۲۔

۶۔۔۔الامام الجوینی امام الحرمین ، محمد الزحیلی دمشق: دار الکتب ۱۴۱۳ھ۔۱۹۹۲ء ص ۱۶۸

۷۔۔۔حوالہ سابق ص ۱۶۸۔۱۶۹۔

۸۔۔۔ دیکھیے جمهوریه الجزائریه جامعه وهران کلیه العلوم الانسانیه والحضارة الاسلامیه کے محقق خیر الدین سیب کا خضر لخضاری کی زیر نگرانی بعنوان المنهج الاصولی عند الامام الغزالی من خلال کتابه المستصفی من علم الاصول ۱۳۔۲۰۱۲ء ۳۴۔۱۴۳۳ھ میں لکھا گیا پی ایچ ڈی مقالہ ص ۶۔

۹۔۔۔هدیة العارفین ج ۵،ص ۶۲۵۔

۱۰۔۔۔البحر المحیط للامام الزرکشی (م ۷۹۴ھ) تحقیقی مقدمہ لعلماء الازهر بیروت: دار الکتب (سنہ ند) ج ۱ ص ۷۔

۱۱۔۔۔ دائرہ معارف اسلامیہ ج ۵ ،ص ۵۴۱۔

۱۲۔۔۔https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/ دیکھیے اس حاشیہ اور حوالہ نمبر ۲ یہ معلومات اس ویب سائٹ سے ۲۰ مارچ ۲۰۲۰ء میں لی گئیں ہیں۔

۱۳۔۔۔الظاہریہ ،اگناز گولڈ زیہر لاہور: عکس پبلیکیشنز ۲۰۱۸ء ص ۹۶۔

۱۴۔۔۔ حوالہ سابق ص ۱۰۹۔

۱۵۔۔۔حوالہ سابق ص۳۲۵۔۳۲۴اور۳۴۸۔۳۴۹۔

۱۶۔۔۔شرح الورقات لابن امام الکاملیہ پرعمرغنی سعود العانی کا مقدمہ عمان: دار عمار ۱۴۲۲ھ۔۲۰۰۱ء ص۷۔

۱۷۔۔۔https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/ دیکھئے اس کی سیریل نمبر۴اور حاشیہ۵۔

۱۸۔۔۔ھدیة العارفین ج۵ص۵۲۵، الفتح المبین ج۲ص۹۲-معجم الاصولیین ج۲ص۱۷۲(۴۰۹)۔

۱۹۔۔۔شرح الورقات لابن امام الکاملیہ پرعمرغنی سعود العانی کا مقدمہ عمان دار عمار۱۴۲۲ھ۔۲۰۰۱ء ص۷۔

۲۰۔۔۔https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/ دیکھیے اس کی سیریل نمبر۵اور حاشیہ نمبر۶۔

۲۱۔۔۔ھدیة العارفین ج۶ص۲۰۲ ،الفتح المبین ج۳ص۴۰ ،موسوعہ فقھیہ کویتیہ ج۲ص۲۰۰ اور ج۷ص۴۰۸

۲۲۔ https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/

۲۳۔۔۔ھدیة العارفین ج۶ص۵۷۳

۲۴۔۔۔ معجم الاصولیین ج۱ص۸۲۔۸۴(۵۳)۔

۲۵۔۔۔الفتح المبین ج۳ص۱۲۰، معجم الاصولیین ج۱ص۱۹۹۔۲۰۰(۱۴۸)۔

۲۶۔۔۔معجم الاصولیین ج۱ص۱۵۰(۱۰۴)۔

۲۷۔۔۔حاشیہ النفحات علی شرح الورقات، احمد بن عبداللطیف الخطیب الجاوی الشافعی مصر: مصطفی البابی الحلبی۱۳۵۷ھ۔۱۹۳۸ء ص۲۔

۲۸۔۔۔https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/ دیکھیے اس کی سیریل نمبر۵اور حاشیہ۷۔

۲۹۔۔۔کشف الظنون ج۲ص۳۵۸،ھدیة العارفین ج۶ص۲۰۶،الفتح المبین ج۳ص۴۳۔۔۔اور مزید دیکھے شرح الورقات لامام الحرمین فی اصول الفقہ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن علی القاہری شافعی معروف بہ ابن امام الکاملیہ مطبوعہ عمان دار عمار ۱۴۲۲ھ۔۲۰۰۱ء پرعمرغنی سعود العانی کا تحقیقی مقدمہ۔

۳۰۔۔۔https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/ دیکھیے اس کی سیریل نمبر۱۷

۳۱۔۔۔ایضاح المکنون ج ۴ص۳۰۷ ،ھدیة العارفین ج۵ص۷۹۳

۳۲۔۔۔ھدیة العارفین ج۵ص۸۳۰

۳۳۔۔۔معجم الاصولیین ج۲ص۶۴(۲۹۷)

۳۴۔۔۔ھدیة العارفین ج۶ص۲۴۲ ،الفتح المبین ج۳ص۷۵،ایضاح المکنون، ج۴ص۳۰۷

۳۵۔۔۔https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/ دیکھیے اس کی سیریل نمبر۵اور حاشیہ نمبر۱۰۔

۳۶۔۔۔معجم الاصولیین ج۲ص۶۸،۶۹(۴۲)

۳۷۔۔۔ معجم الاصولیین ج۱ص۶۸۔۶۹(۴۲)

۳۸۔۔۔ہدیۃ العارفین ‘ج ۶ ص۵۷۳

۳۹۔۔۔ہدیۃ العارفین ج۵ص۱۴۰-الفتح المبین ج۳ص۱۸۱‘ معجم الاصولیین ج۱ص۱۷۷-۱۷۸ (۱۳۶)

۴۰۔۔۔معجم الاصولیین ج۲ص۹۸(۳۳۶)

۴۱۔۔۔معجم الاصولیین ج۱ص۲۴۔۲(۵) کشف الظنون ج۲ص۲۰۰۶ ، ہدیۃ العارفین ج۵ص۲۰یا۳۰

۴۲۔۔۔معجم الاصولیین ج۲ص۴۰(۴۷۰)،ہدیۃ العارفین ج۵ص۲۹۶‘

۴۳۔۔۔حوالہ سابق

۴۴۔۔۔الفتح المبین ج۳ص۱۲۱، ہدیۃ العارفین ج۶ص۳۱۰

۴۵۔۔۔الفتح المبین ج۳ص۱۳۳

۴۶۔۔۔انجم الزاہرات علی حل الفاظ الورقات للماردینی پرعبدالکریم ابن علی بن محمد النملہ کا مقدمہ التحقیق ریاض: مکتبہ الرشد للنشر والتوزیع۱۴۱۶ھ۔۱۹۹۶ءص۲۷

۴۷۔۔۔العلماء الذین لہم اسہام فی علم الأصول والقواعد الفقہیہ من عام۱۳۰۰۔۱۳۷۵ھ سعد بن ناصر بن عبدالعزیز الشثری ریاض:دار اشبیلیا۱۴۲۵ھ۔۲۰۰۴ءص۲۱(۲۳)

۴۸۔۔۔حوالہ سابق ص۸۶(۱۲۶)

۴۹۔۔۔حوالہ سابق ص۶۱

۵۰۔۔۔https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/ دیکھیے اس کا سیریل نمبر۲۶

۵۱۔۔۔کشف الظنون ج۲ص۱۱۵۷، معجم الاصولیین ۲ص۲۱۴۔۲۱۳(۱۵۷)

۵۲۔۔۔https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/ دیکھیے اس کی سیریل نمبر۱۱ اور حاشیہ نمبر۱۶

۵۳۔۔۔موسوعہ فقہیہ ،کویت: وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ۱۹۸۳ء(اردو ترجمہ) ج۱ص۴۳۸

۵۴۔۔۔ معجم الاصولیین ج۲ص۹۸ (۳۳۶)

۵۵۔۔۔ہدیۃ العارفین ج۶ص۵۲۹

۵۶۔۔۔العلماء الذین لہم اسہام فی علم الأصول والقواعد الفقہیہ ص ۳۳ (۵۰)

۵۷۔۔۔https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/ دیکھیے اس کی سیریل نمبر۲۹

۵۸۔۔۔ہدیۃ العارفین ج۵ص۱۳۵

۵۹۔۔۔معجم الاصولیین ج۱ص۵۴‘۵۵(۲۸۱)

۶۰۔۔۔ہدیۃ العارفین ج۵ص۴۳۹ ،معجم الاصولیین ج۲ص۸

۶۱۔۔۔هدية العارفين ج۵ص۵۰۱،فن اصول فقہ کی تاریخ ص۵۸۱

۶۲۔۔۔هدية العارفين ج۶ص۳۱۰

۶۳۔۔۔الفتح المبین ج۳ص۱۴۳،مخطوطات المکتبہ العباسیہ فی مصرج۲ص۳۹بقلم علی الخاقانی المجمع العلمی العراقی ۱۳۱۰ھ۔۱۹۶۱ء ، فن اصول فقہ کی تاریخ ص۶۱۸۔۶۱۷

۶۴۔۔۔معجم الاصوليين ج۱ص۱۰۳(۶۸)، معجم المولفين،عمر رضا کحالہ،دمشق:موسسہ الرسالۃ ۱۹۵۷ء۔۱۳۷۶ء ج۱ص۱۰۸(۸۰۲)اس میں ان کی تاریخ وفات بعد ۱۲۵۰ھ۔۱۸۳۴ء مذکور ہے۔

۶۵۔۔۔الفتح المبین ج۳ص۱۶۲

۶۶۔۔۔العلماء الذين لهم اسهام فی علم الأ صول و القواعد الفقهيه،ص۲۵۔۲۴ (۳۳)،معجم الاصوليين ج۲ص۱۰۶(۳۴۴)،فن اصول فقہ کی تاریخ ص۶۴۰

۶۷۔۔۔حوالہ سابق ص۴۷(۱۳۹)

۶۸۔۔۔حوالہ سابق ص۶۶(۱۲۱)

۶۹۔۔۔https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/ دیکھیے اس کی سیریل نمبر۴۴

۷۰۔۔۔حوالہ سابق دیکھیے اس کی سیریل نمبر۴۳

۷۱۔۔۔حوالہ سابق دیکھیے اس کی سیریل نمبر ۳۸

۷۲۔۔۔حوالہ سابق دیکھیے اس کی سیریل نمبر۴۵

۷۳۔۔۔فن اصول فقہ کی تاریخ ص۶۴۱

۷۴۔۔۔https://waraqat.vishanoff.com/i/i-impact/

۷۵۔۔۔فن اصول فقہ کی تاریخ ص۶۶۰

﴿فصل چہارم﴾
﴿کتاب التلخیص فی اصول الفقه کا تعارف﴾

کتاب التلخیص،
طباعت وتحقیق:

یہ کتاب عبداللہ جولم النیبالی اور شبیر احمد العمری کی تحقیق کے ساتھ تین ۳ مجلدات ۱۶۶۰ صفحات میں بیروت، دار البشا ئر الاسلامیه سے ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء میں چھپ چکی ہے۔ دراصل اس کے پہلے جزء پر عبداللہ جولم النیبالی نے پی ایچ ڈی اور دوسرے جزء پر شبیر احمد العمری نے ایم اے کے مقالات لکھ کر مدینة المنورہ کلیة شریعه جامعه اسلامیه سے شہادات حاصل کی تھیں۔

'کتاب التلخیص' کس کتاب کا مختصر ہے؟:

یہ کتاب ابوبکر محمد بن طیب بن محمد بن جعفر قاضی باقلانی مالکی (م۴۰۳ھ) کی اصول فقہ میں کتاب التقریب والارشاد فی ترتیب طرق الاجتهاد کا اختصار ہے۔

'کتاب التقریب والارشاد' کتنی جلدوں پر مشتمل تھی؟:

'کتاب التقریب والارشاد للباقلانی' کا دستیاب نسخہ چار ۴ جلدوں پر ہے جبکہ ان کی اصول فقہ پر یہ شاہکار کتاب اصل میں بارہ ۱۲ جلدوں پر مشتمل تھی۔
عبدالحمید علی ابوزنید نے سراج الدین محمود بن ابی بکر الارموی (م۶۸۲ھ) کی کتاب 'التحصیل' پر تحقیق کی۔ وہ اس کے مقدمہ میں کتاب 'التقریب للباقلانی' کے بارے میں امام سبکی شافعی (م۷۷۱ھ) کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

> ''والتقریب الذی قال عنه ابن السبکی:''وهو اجل کتب الاصول، والذی بین ایدینا مختصره ویبلغ اربعة مجلدات ویحکی ان اصله کان فی اثنی عشر مجلدًا''[1]۔
> (یعنی امام سبکی نے التقریب کے بارے میں بیان کیا کہ وہ اصول فقہ کی

ایک عظیم کتاب ہے،اصل میں تو وہ کتاب بارہ ۱۲ جلدوں میں تھی مگر اِس وقت جو التقریب ہمیں چار ۴ جلدوں میں دستیاب ہے وہ اصل کتاب کا اختصار ہے)

کتاب 'التقریب و الارشاد' کے بارے میں امام زرکشی نے کہا کہ یہ اپنے فن میں علیٰ الاطلاق سب سے بہترین کتاب ہے (۲)۔

'التقریب والارشاد' کا امام باقلانی نے بھی اختصار لکھا:

امام باقلانی نے خود بھی اپنی اس کتاب کا 'التقریب و الارشاد الصغیر' کے نام سے اختصار کیا۔

تحقیق وطباعت:

یہ کتاب عبدالحمید بن علی ابوزنید کی تحقیق سے لبنان موسسۃ الرسالۃ سے ۱۹۹۳ء میں طبع ہوئی۔

قاضی عیاض کی ترتیب المدارک میں مذکور ہے، وہ فرماتے ہیں۔۔۔مختصر التقریب و الارشاد الاصغر وله الاوسط. ولم اراه ۔ یعنی ان کے دو ۲ مختصرات ہیں: ایک اصغر اور دوسرا اوسط، مگر وہ ان کی نظر سے نہیں گزرے (۳)۔

'التقریب والارشاد' پر تحقیقی مقالہ:

جامعہ اُردنیہ، کلیہ الدراسات العلیا کے طالب علم سہا داحمد قنبر نے بعنوان 'اصول التفسیر عند الباقلانی' پی ایچ ڈی کا مقالہ محمد الزغول کی نگرانی میں لکھا۔ اس کے پہلے صفحہ میں بتایا کہ یہ 'التقریب والارشـاد'، علم اصول فقہ اور علم تفسیر میں مشترک تصنیف ہے اور دونوں فنون پر ایک ساتھ مدون کرنے کا آغاز امام الشافعی کی کتاب الرسالہ سے ہوتا ہے۔ محقق کے مطابق علم اصول، اصول التفسیر کی اصل اصول الفقہ ہے اور پھر اس پر دلائل دیے جیسے، امام شافعی نے الرسالہ میں فرمایا: ان علم اصول الفقه هو العلم الموسس لفهم النصوص الشرعيه . اور پھر محقق لکھتے ہیں کہ اصول فقہ کے تین ۳ بنیادی وظائف (کام) ہیں: ایک تفسیر کرنا ہے، دوسرا مسائل کا استنباط، اور تیسرا منہج سے متعلق ہے۔

قاضی باقلانی کون ہیں؟

قاضی ابوبکر محمد بن الطیب بن محمد بن جعفر باقلانی (۳۳۸ـ۴۰۳ھ) کا تعلق بصرہ (بغداد) سے تھا۔ وہ شیخ الباقلانی (قاف کے زیر کے ساتھ) سے مشہور ہیں۔ شاید باقلاء (لوبیا) فروشی کی وجہ

سے یہ نسبت ہے [۴]۔ وہ مالکی مدرسہ کے علماء اعلام الاشاعرہ اور کبار متکلمین میں سے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ابوالحسن الاشعری (۲۶۰ھ۔۳۲۴ھ) بانی مدرسہ اشاعرہ، کے بعد سب سے پہلے انہوں نے اشعری مذہب کے قواعد و معالم وضع کیے اور اسے منظّم کیا۔ آپ نے اشعری مسلک کو فلسفہ و استدلال سے محکم کیا۔ اشعری افکار و عقائد کی اشاعت میں بہت نمایاں حصہ لیا۔ تبحر علمی کی وجہ سے جہانگیر شہرت پائی۔ ان کی کتابوں کی تعداد تیس ۳۰ تک جا پہنچتی ہے [۵]۔ انہوں نے رافضیوں، معتزلہ، جہمیہ اور دوسرے ملک جا کر عیسائی علماء کے ساتھ بادشاہ کی موجودگی میں مناظرے کیے۔

قاضی باقلانی کی رومی بادشاہ کے دربار میں مناظرہ کے لیے آمد:

شیخ عبدالحی الکتانی (م۱۳۸۲ھ) نے لکھا کہ ملک روم کے ایک بادشاہ نے اپنے ہم عصر خلیفہ المسلمین (عضدالدولہ) کو لکھا کہ ایسا عالم دین بھیجو جو عیسائی علماء سے مناظرہ کرے۔ اگر اُس عالم دین نے ہمارے دربار کے علماء کو خاموش کر دیا تو وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ خلیفہ المسلمین نے قاضی ابوبکر الباقلانی کو روانہ کیا۔ بادشاہ کے دربار میں اس کی مدد کے لئے بلند مرتبہ علماء نصاریٰ (پادری) جمع تھے سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔

روم کے بادشاہ کا امام باقلانی سے سوال:

تمھارا گمان ہے کہ چاند تمہارے نبی کے لئے شق ہوا، کیا تمہاری چاند سے رشتہ داری ہے کہ تم نے اسے شق ہوتے دیکھا تمہارے علاوہ اور کسی نے نہ دیکھا؟۔

امام باقلانی کا جواب:

کیا تمہارے اور مائدہ (عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق آسمان سے اُترنے والا دسترخوان ☆) کے درمیان نسب اور بھائی کا رشتہ ہے جو تم نے مائدہ کو دیکھا، یہودیوں یونانیوں اور مجوسیوں نے

☆: غالبًا امام الباقلانی بائبل/جدید عہد نامہ باب ۱۰ اعمال آیات ۹ تا ۱۳ میں مذکور پطرس (Peter) سے متعلق اُس واقعہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں آیات کا ترجمہ ہے ”دوسرے دن جب وہ راہ میں تھے اور شہر کے نزدیک پہنچے تو پطرس دوپہر کے قریب کوٹھے پر دُعا کرنے کو چڑھا اور اُسے بھوک لگی اور کچھ کھانا چاہتا تھا لیکن جب لوگ تیار کر رہے تھے تو اُس پر بے خودی چھا گئی اور اُس نے دیکھا کہ آسمان کھل گیا اور ایک چیز بڑی چادر کی مانند چاروں کونوں سے لٹکتی ہوئی زمین کی طرف اُتر رہی ہے جس میں زمین کے سب قسم کے چوپائے اور کیڑے مکوڑے اور ہوا کے پرندے ہیں اور اسے ایک آواز آئی کہ اے پطرس اٹھ! ذبح کر اور کھا“ دیکھئے https://www.wordproject.org/bibles/ur/44/10.htm#0 اور انگریزی میں دیکھئے:
https://www.biblegateway.com/passage/?search=Acts%2010&version=NIV

نہیں دیکھا، وہ اس کے منکر ہیں حالانکہ وہ تمہارے پڑوس میں رہتے تھے۔

بادشاہ کا رَدعمل:

بادشاہ جواب سن کر منہ دیکھتا رہ گیا۔ روم کے بادشاہ نے اس کے علاوہ بھی متعدد اعتراضات اُٹھائے جن کے قاضی الباقلانی نے ایسے عقلی دلائل دیے جن کو سن کر بادشاہ اور درباری ششدر رہ گئے (٦)۔

'التلخیص' کی ترتیب ومباحث:

امام جوینی کی کتاب '**التلخیص**' دراصل قاضی باقلانی کی کتاب '**التقریب والارشاد**' کا اختصار۔۔یا۔۔ تلخیص ہے جسے امام جوینی نے باقلانی کے ترتیب ابواب پر مرتب کیا۔یعنی سب سے پہلے وہ مباحث ذکر کیے جو قرآن سے مختص اور علم اصول فقہ کے مواضیع میں شامل ہیں۔ پھر وہ جو صرف سنت سے متعلق ہیں۔اس کے بعد وہ مباحث جو کتاب وسنت میں مشترک ہیں۔اور پھر الاجماع والقیاس اور وصف المفتی والمستفتی اور تقلید۔اور اس پر بحث ختم کی کہ شریعت کے نازل ہونے سے قبل کے افعال پر کیا حکم وارد ہوگا۔امام باقلانی کی مولفات اور آراء اصولیہ کا منہج طریقۃ المتکلمین میں اساسی مرجع کی حیثیت رکھتا ہے۔

امام جوینی، امام باقلانی کی کتابوں کے متن کے حافظ تھے:

امام جوینی کی کتاب '**التلخیص**' کی بدولت امام باقلانی کی آراء اصولیہ اور ان کے اسلوب تالیف کی معلومات ہم تک پہنچیں۔امام جوینی نہ صرف امام باقلانی کے تصنیفی وکلامی اسلوب سے واقف تھے بلکہ وہ اُن کی تحریروں میں سے ہزاروں صفحات کے حافظ بھی تھے۔وہ فرماتے تھے: **ما تکلمت فی علم الکلام کلمة حتی حفظت من کلام القاضی ابی بکر وحده اثنی عشر الف ورقة** (٧)۔(یعنی میں نے قاضی ابوبکر کی کتاب کے بارہ ۱۲ ہزار صفحات حفظ ہونے تک علم کلام میں ایک لفظ نہیں کہا)۔

حرف آخر:

قاضی باقلانی کو امام جوینی اور امام غزالی پر اصول فقہ کی تالیفات میں سبقت حاصل ہے اور ان کی

کتب اصول فقہ سے دونوں نے اخذ واستفادہ کیا۔اور پھر بعد کے اصولیین نے امام جوینی اور امام غزالی کی کتابوں سے استفادہ کیا۔اگرچہ ابن خلدون نے ان کی کتاب کو اصول فقہ کی ارکان اربعہ کتب میں شمار نہیں کیا، شاید اس کتاب سے متعلق معلومات ان تک نہ پہنچ سکی ہوں، اس کے باوجود طریقہ متکلمین کی تاسیس اور اس کو وسعت دینے میں امام باقلانی کی اس کتاب کو کسی صورت میں نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔امام جوینی کی کتاب 'التلخیص' کی وجہ سے قاضی باقلانی کی 'الارشاد والتقریب' کا مواد محفوظ رہ کر ہم تک پہنچ سکا۔

حواشی

۱۔۔۔**التحصیل من المحصول** لسراج الدین محمود بن ابی بکر الارموی، تحقیق مقدمہ عبد الحمید علی ابوزنید، موسسہ الرسالہ ۱۳۹۸ھ ج ۱، ص ۱۹

۲۔۔۔موسوعہ فقہیہ ج ۱ ص ۴۵۲

۳۔۔۔**موازنة بین منهج الباقلانی والجرجانی فی کتابیهما اعجاز القرآن ودلائله الاعجاز** شذی عطا جرار عمان (اردن) امانۃ عمان ۲۰۰۵ء ص ۵۹)

۴۔۔۔موسوعہ فقہیہ ج ۱ ص ۴۵۲

۵۔۔۔**موازنة بین منهج الباقلانی والجرجانی فی کتابیهما اعجاز القرآن ودلائله الاعجاز** شذی عطا جرار ص ۵۹۔۵۶

۶۔۔۔**التراتیب الاداریه** (نظام حکومت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم) شیخ عبد الحی الکتانی مترجم مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی لاہور فرید بک اسٹال ص ۲۴۴۔۲۴۶

۷۔۔۔ **طبقات الشافعیه الکبری** ابن السبکی ج ۵ ص ۱۸۵

فصل پنجم

کتاب البرہان کا تعارف

کتاب 'البرھان فی اصول الفقه' کا تعارف:

کتاب 'البرہان' کی طباعت وتحقیق:

☆ ۔۔۔ کتاب البرھان پر عبدالعظیم الدیب نے جامعہ قاہرہ سے پی ایچ ڈی کیا۔اس پر کام شروع کرنے سے قبل انہوں نے اس کے مخطوطات جمع کیے۔اس مقالہ کی تکمیل میں انہیں سات سال لگے۔ یہ کتاب پہلی بار امیر دولۃ القطر شیخ خلیفہ بن حمد آل ثانی کے خرچ پر طبع ہوئی اور پھر قاہرہ، دارا لانصار سے ۱۹۸۰ء میں طبع ہوئی اوراس کے علاوہ صلاح محمد عویضة کی تحقیق سے بیروت، دار الکتب العلمیه سے ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷ء سے بھی شائع ہوئی۔

کتاب کا پس منظر:

امام محمد بن ادریس شافعی (م ۲۰۴ھ)، اصول فقہ کے مدون (ایک قول کے مطابق)، کی کتاب 'الرساله' کے بعد تین صدیوں میں متکلمین کے منہج پر لکھی گئی اصول فقہ پر کتابوں میں امام جوینی کی 'البرھان' اوران کے تلمیذ خاص، امام محمد الغزالی شافعی (م ۵۰۵ھ) کی 'المستصفی' کو کلیدی حیثیت حاصل رہی۔اور یہ دونوں کتابیں متکلمین کے اسلوب کی بہترین اور نمائندہ کتابیں شمار ہوئیں۔ چوتھی ر پانچویں صدی سے آج تک تسلسل اور تواتر کے ساتھ ان سے اخذ واستفادہ جاری ہے۔کہا جاتا ہے کہ امام جوینی نے ارسطو کے اسلوب پر اصول فقہ میں کتاب، 'البرھان لکھی ☆۔
جو ان کی منہاجیات کی بہترین صراحت ہے۔اور شاید یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام ابوالحسن اشعری کے اصول کی بنیاد پر ایک اسلوبِ قضا قائم کرنے کی کوشش کی[1]۔کتاب 'البرھان' کو اصول فقہ کی امات کتب میں شمار کیا جاتا ہے۔اس کتاب کے اسلوب نے بعد کے لکھنے والوں کو بے

☆: جامعات میں فلسفہ کی اور دینی مدارس میں علم کلام کی تعلیم دی جاتی ہے۔ منطق واخلاقیات ارسطو سے متاثر فلسفہ کا حصہ ہیں جبکہ علم کلام (عربی لفظ) اسلام کی عقلی وفکری روایت کو ظاہر کرتا ہے۔ارسطو اور دوسرے یونانی فلاسفہ اپنے نوجوانوں کی اخلاقی و فکری تربیت کے لیے فلسفہ کو علوم انسانی کی تعلیم میں استعمال کرتے۔اُن کا بنیادی مقصد مذہب کا دفاع وغیرہ نہیں تھا۔مگر مسلمان علماء نے اسے دین کی نظریاتی سرحدوں کے دفاع اور مذہبی مناظروں میں استعمال کیا۔

حد متاثر کیا اور طریقۃ المتکلمین کے منہج کی پیروی کرنے والوں کو اس نئے رجحان پر سوچ بچار کی ایک مضبوط بنیاد فراہم کی۔ امام جوینی اصول فقہ، منطق اور عقلیات کے مسائل میں احسن انداز میں تطبیق کرتے ہیں، وہ منطق وعلم کلام کو دین کی موثر تبیین اور ازالہ شک کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔

'علم کلام' کا 'اصول فقہ' میں کس حد تک عمل دخل ہے؟:

کیا 'علم کلام' کو دوسرے علوم جیسے 'اصول فقہ' میں شامل کیا جانا چاہیے؟ امام جوینی نے 'علم کلام' کو 'اصول فقہ' میں کیوں شامل کیا؟ شیخ فودہ لکھتے ہیں:

> ''لقد نص العديد من العلماء على ان الكلام من مبادیء اصول الفقه، وان كثيرا من القواعد التي يبنى عليها اصول الفقه احكامه وقضاياه مستمد اصلا من علم الكلام[۲]"
>
> (اس پر معتدد علماء کے اقوال ہیں کہ علم کلام، اصول فقہ کے مبادیات میں سے ہے اور بہت سے قواعد جن کی بنیاد اصول فقہ اور اس کے احکام وقضایا پر ہے وہ اصل میں علم کلام سے لئے گئے ہیں)

﴿کتاب البرہان کے امتیازات﴾

مفقودہ آراء پر اطلاع:

فکر اسلامی کی تاریخ میں بالعموم اور علم اصول فقہ کی تاریخ میں بالخصوص 'البرھان' کو اہم کتاب شمار کیا گیا ہے۔ اس میں اُن اصولیین کی آراء محفوظ ہیں جن کی کتابیں ناپید ہو چکی ہیں۔ مثلاً: امام جوینی کثرت سے قاضی باقلانی مالکی اشعری (م۴۰۳ھ) کی رائے پیش کرتے ہیں اُن کی یہ آراء اُن کی کتب اصولیہ ''التقريب والارشاد في ترتيب طرق الاجتهاد 'المقنع في اصول الفقه' التمهيد في اصول الفقه' امالی اجماع اهل المدينه '' سے ماخوذ ہوئی ہیں۔۔یا۔۔اُن کتابوں سے مستفاد ہوتی ہیں جن کے اصول فقہ پر مستقل کتاب ہونے میں کچھ باحثین اختلاف کرتے ہیں، جیسے الاصول الكبير 'الاصول الصغير' اور مسائلِ الاصوليه[۳]۔ ان کتابوں میں سے کوئی کتاب ہم تک نہیں پہنچی۔

نایاب ونادر مفقودہ کتب پر آگاہی:

امام باقلانی کی عظیم کتاب 'التقريب والارشاد' اور متعدد اکابر اشعریین کی کتب کے مشتملات اور

آراءاصولیہ وکلامیہ سے آگاہی امام جوینی کی 'البرھان' کی مرہون منت ہے۔وہ علمائے متقدمین (اصولیین) جن کی کتابیں حوادث زمانہ کی نذر ہوگئیں مگراس کے باوجود'البرھان' کی وجہ سے اُن کے نام مصنفین کی افکاروآراءاصولیہ وکلامیہ سے آج بھی ہم واقف ہیں۔

قاضی الباقلانی کی 'البرھان' میں آراء پر تحقیقی مقالہ:

سعودیہ ،جامعہ الملک سعود ،کلیہ التربیہ کے طالب علم قطب بن مصطفیٰ سانو نے حسین بن مطاوع الترتوری کی زیرنگرانی بعنوان 'آراء القاضی ابو بکر الباقلانی واثرھا مافی علم الاصول' ایم اے سطح کا۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء میں مقالہ لکھا۔اس میں امام الباقلانی کی اُن اصولی آراءاوران کے اثرات کا ذکرکیا جو'البرھان' میں محفوظ ہیں۔

ابن فورک کی آراء محفوظ ہوئیں:

ابوبکرمحمد بن الحسن بن فورک (فاء مضمومہ، واوساکنہ، راءمفتوحہ) الانصاری الاصفہانی شافعی (م ۴۰۶ھ۔۱۰۱۵ء) کا تعلق اصفہان سے تھا، وہ رے (عراق) میں مقیم تھے۔علم کلام، فقہ، اصول اورلغت کے ماہر تھے۔کثیر تعداد نے علم اصول وکلام میں آپ سے فیض پایا۔اُن کی آراءاُن کی کتاب 'مجموعات' سے پیش کردہ ہیں۔صفدی (م۷۶۴ھ) کے مطابق ابن فورک کی مصنفات اصول فقہ، اصول الدین، معانی القرآن اور علم کلام میں سو۱۰۰ تک جاپہنچتی ہیں [۴]۔

ابن فورک کی آراءاصولیہ پر کتاب:

محمد حسان عوض نے بعنوان'ابن فورک وآثارہ الاصولیہ مع تحقیق کتابہ المختصر فی اصول الفقہ' تالیف کی جو دمشق مکتبہ الرسائل الجامعہ العالمیہ سے۱۴۳۵ھ۔۲۰۱۴ء میں شائع ہوئی۔ابن فورک کی آراءاصولیہ سے متعلق ایک اچھی کتاب ہے۔

اشاعرہ اورمعتزلی علماء کی آراء محفوظ ہوئیں:

اشعری مذہب کے شیوع اورتسلط کی وجہ سے معتزلہ کی کتابیں معدوم ہوتی چلی گئیں۔اب زیادہ ترمعتزلہ کے اقوال اُن کے مخالفین کی کتب میں ملتے ہیں جسے جنھوں نے اُن کا رَدکرنے کی غرض سے نقل کیا۔امام ابوالحسن اشعری کی آراء 'اجوبۃ المسائل البصریہ' سےاورقاضی عبدالجبار بن

احمد الہمذانی معتزلی☆ (م ۴۱۵ھ) کی 'العمد' اور 'شرح العمد' سے اور شیخ المعتزلہ، محمد بن عبد الوہاب بن سلام، ابوعلی الجبائی☆☆ (م ۳۰۳ھ) کی کتاب 'الابواب' سے پیش کی گئی ہیں۔ غالب گمان کے مطابق امام شافعی کے بعد اصول فقہ میں اعتزالی مسلک کی تائید میں الجبائی نے پہلی کتاب لکھی۔ صفدی نے 'الوافی بالوافیات' میں الجبائی کا تذکرہ کیا ہے [۵]۔ مناظر احسن گیلانی نے 'الانساب للاسمعانی' کے حوالے سے الجبائی کی کتابوں کے نام تحریر کیے اور لکھا: ''افسوس ہے کہ آج یہ کتابیں عام کتب خانوں میں نہیں پائی جاتیں اور نہ اس کا پتہ چل سکتا ہے کہ ان کتابوں میں سے الجبائی نے اصول فقہ کے مسائل کا تذکرہ اپنی کس کتاب میں کیا ہے'' [۶]۔ ان میں سے 'العمد' کے علاوہ تمام کتب ناپید ہیں۔ اسی طرح اہل السنّت کی اصول فقہ پر کوئی اور کتاب سوائے اصل الاصول 'رسالۃ الشافعی'، جو طریقہ متکلمین پر تصنیف کی گئی ہو ہم تک نہیں پہنچی۔ یہ کتاب نئے طریقہ اور نئے اسلوب پر تالیف کی گئی۔

ندرتِ کلام پر مبنی کتاب/ اچھوتا انداز بیان:

ماضی میں فن اصول فقہ پر لکھی گئی کتابوں کا 'البرھان' کے منہج سے تقابل کرتے ہوئے تاج الدین سبکی شافعی (م ۷۷۱ھ) لکھتے ہیں: ''إن ھذا الکتاب وضعہ إمام الحرمین فی اصول الفقہ علی اسلوب غریب' لم یقتد فیہ بأحد'' [۷] (یعنی بلاشبہ یہ کتاب جسے امام الحرمین نے اصول فقہ میں عجیب اسلوب پر تالیف کیا، اِس سے قبل کسی نے اِس اسلوب پر نہیں لکھا)۔ اس کتاب کو ارباب فضل وکمال میں اس کے زمانہ تالیف سے عصر حاضر تک بہت قدر و منزلت حاصل رہی ہے۔

حسن وقبح کے مباحث میں تجدید:

امام جوینی کے عہد میں حسن وقبح کے مباحث کا منبع قرون وسطی کے یونانی فلسفہ یعنی سقراط وافلاطون وغیرہ کے افکار تھے امام جوینی اور دوسرے مسلم فلاسفہ (جیسے امام غزالی وغیرہ) نے ان مباحث

☆: عبدالجبار بن احمد بن عبدالجبار بن احمد بن خلیل بن عبداللہ ابوالحسن ھمذانی معتزلی استرآبادی اصول فقہ میں معتزلہ کے امام تھے۔ معتزلہ ان کو قاضی القضاۃ مانتے اور کسی دوسرے پر اس لقب کا اطلاق نہیں کرتے۔ وہ رے میں منصب قضا پر فائز رہے۔ اُن کی کتاب 'العمد' (اور بقول ابن خلدون 'العھد') اصول فقہ میں ایک موسوعہ ہے۔ 'العمد' کے تین ابواب: الاجماع، القیاس اور الاجتہاد، پر محمد جمال التطووانی اور دوسرے نصف پر عبدالحمید زنید کی تحقیق موجود ہے

☆☆: الجبائی بصری علم کلام کے بلند پایہ معتزلی امام تھے۔ اُن سے اُن کے بیٹے ابوہاشم جبائی اور شیخ ابوالحسن اشعری نے یہ علم حاصل کیا۔ اُن کی نسبت جبی بصرہ کے گاوں کی طرف ہے اور فرقہ جبائیہ انہیں کی طرف منسوب ہے۔

میں غور وفکر کا نیا انداز متعارف کرایا اور دین سے متصادم معیارات کا رَد کیا۔ وہ مباحث فلسفہ جیسے، حسن وقبح کے معیارات اور عالَم کا حادث ہونا، وغیرہ جو صدیوں پہلے پانچویں صدی ہجری کے امام جوینی کی اصول فقہ وعلم کلام کی کتابوں میں اور اکابرین ائمہ معتزلہ واشاعرہ کے مناظروں اور ماتریدیہ کی تحریروں میں زیر بحث آئے، وہ مغربی جدیدیت کے دَور میں دوبارہ مغربی فلاسفی و اخلاقیات کا حصہ بنے، مگر اب فرق یہ ہے کہ الفاظ ومصطلحات تو صدیوں پرانی ہیں جن یونانی اصطلاحات کو متقدمین مسلم علماء نے اسلامی انداز دیکر دین کی دعوت ودفاع کے لیے استعمال کیا ۔اس مسئلہ پر مغربی فلاسفہ نے اٹھارویں، انیسویں صدی عیسویں میں کھل کر بحثیں شروع کیں کہ کسی چیز کے اچھا۔۔یا۔۔ برا ہونے کا فی نفسہٖ معیار کیا ہے؟ مگر انہوں نے ان کو اس انداز میں دوبارہ متشکل کیا جو ان کے نظریات سے ہم آہنگ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے مقاصد واہداف کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

’علم کلام‘ کی ایک معرکۃ الاراء بحث:

حسن وقبح عقلی ہے۔۔یا۔۔شرعی؟ یہ ’علم کلام‘ کی ایک حساس اور معرکۃ الاراء بحث ہے۔اس باب میں کون سی بات مابین اشاعرہ ماتریدیہ اور معتزلہ محل نزاع ہے؟

علامہ فضل رسول بدایونی (م۱۲۸۹ھ) اور اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی حنفی (م۱۳۴۰ھ) نے اِس بحث کا تجزیہ کر کے ماتریدیہ کے موقف کے بھرپور دفاع میں لکھا کہ اکابر اشاعرہ کو بھی اس میں محل اتفاق اور محل نزاع کا اندازہ نہ ہوسکا(۸)۔

فیضان المصطفی (معاصر عالم) نے ’مسلم الثبوت‘ اور اس کی ’شرح فواتح الرحموت‘☆

☆: برصغیر کے عالم محبّ اللہ بن عبدالشکور بہاری (م۱۱۱۹ھ) نے اصول فقہ میں کتاب ’مسلم الثبوت‘ لکھی جو مصر مطبعہ الحسینیہ المصریہ (سنہ ند) سے شائع ہوئی۔اس بلند پایہ کتاب پر متعدد شروح اور حواشی لکھے گئے۔برصغیر ہی کے عالم عبدالعلی محمد بن نظام الدین انصاری (م۱۲۲۵ھ) نے ’فواتح الرحموت‘ کے نام سے ایک عمدہ شرح لکھی جو بغداد مکتبہ المثنی سے ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی حنفی (م۱۳۴۰ھ) نے ’فواتح الرحموت‘ پر ایک شاندار حاشیہ لکھا، جو اب تک غیر مطبوع ہے۔اُس حاشیہ میں حسن وقبح عقلی ہے یا شرعی؟ کے مسئلہ پر ماتریدیہ کے موقف کا مدلل دفاع کیا اور اس باب میں بہترین گفتگو فرمائی۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ جانبدار تھے وہ کورانہ تقلید والی روایت پرستی کے قائل نظر نہیں آتے اسی لیے انہوں نے نہ صرف اشاعرہ کا بے حد احترام کے ساتھ ذکر کیا بلکہ بعض مواقع پر اشاعرہ کے موقف کی حمایت بھی کی مثلاً وہ اپنی کتاب ختم نبوت میں ایک مسئلہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں: وقد تکلمت فی المسئلة علی هامش فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت لبحر العلوم بما یکفی ویشفی فانی اجدنی فیها ارکن واميل الی قول ساداتنا الاشعرية رحمهم الله تعالى ورحمنا بهم جميعا والله اعلم بالصواب فی كل باب ۔۔۔یعنی میں نے فواتح الرحموت کے حاشیہ پر یہ مسئلہ کھول کر بیان کر دیا ہے وہاں میں نے اشعریہ کی طرف میلان کا اظہار کیا ہے۔(دیکھئے مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی مرتبہ ابن مسعود مفتی سید شجاعت علی قادری کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی ۱۹۷۵ء ج۳، ۳۶۳)

کے حوالے سے اِس بحث کا خلاصہ پیش کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

''اِس حد تک تمام امت کا اتفاق ہے کہ حاکم صرف اللہ تعالی ہے اور حکم صرف اُسی کا ہے، لہٰذا یہ درست نہیں کہ ہم اہل سنت کے نزدیک تو حاکم اللہ ہے اور معتزلہ کے نزدیک حاکم عقل ہے بلکہ معتزلہ اس بات کے قائل ہیں کہ عقل بعض اَحکام الٰہیہ کی معرف ہے خواہ ورود شرع ہو یا نہ ہو۔ اِس میں بھی اہل عقل کا نزاع نہیں کہ کسی فعل کا حسن یا قبیح ہونا اس معنی میں عقلی ہے کہ وہ صفت کمال ہے۔۔یا۔۔صفت نقص ہے۔ یوہیں اس معنی میں بھی عقلی ہے کہ وہ فعل دُنیاوی غرض سے مناسبت رکھتا ہو۔۔یا۔۔منافرت؟ یعنی اس قدر امر بغیر ورود شرع کے بھی عقل انسانی سمجھ سکتی ہے ۔

نزاع یہ ہے کہ کسی فعل کا اللہ تعالی کی طرف سے مدح وثواب کا سبب ہونا یا ذم وعقاب کا سبب ہونا عقل سے سمجھا جا سکتا ہے یا شرع سے؟ اشاعرہ کے نزدیک یہ شرعی ہے جب کہ ماتریدیہ اور معتزلہ کے نزدیک عقلی ہے۔

اشاعرہ کہتے ہیں کہ شرع کے حسن قرار دینے سے ہی کوئی فعل حسن ہوتا ہے اور شرع کے قبیح قرار دینے سے کوئی فعل قبیح ہوتا ہے۔ شرع نے جس فعل کا حکم دے کر اُسے حسن قرار دے دیا اگر اس سے ممانعت کی ہوتی تو وہی فعل قبیح ہوتا۔ ماتریدیہ اور معتزلہ کے نزدیک یہ عقلی ہے یعنی حسن وقبح شرع پر موقوف نہیں ہے بلکہ عقل بھی فعل کے حسن یا قبح کا اِدراک کرتی ہے۔

اب ماتریدیہ اور معتزلہ کے مابین نقطہ اختلاف یہ ہے کہ ماتریدیہ کے نزدیک یہ عقلی حسن وقبح اس فعل کے متعلق اللہ کی طرف سے کسی حکم کو لازم نہیں کرتی۔ بلکہ حکیم کی طرف سے حکم کا محض استحقاق ثابت کرتی ہے، لہٰذا جب تک حکیم حکم نہ کرے اس فعل سے کوئی حکم متعلق نہیں ہوگا۔ جبکہ معتزلہ کے نزدیک حسن وقبح کا عقلی ہونا ہی اللہ کی طرف سے حکم کا موجب ہے۔ تو اگر ورود شرع نہ ہوتا تو بھی افعال سے متعلق ویسے ہی احکام ہوتے جیسے ابھی شریعت حقہ کے احکام ہیں''(۹)۔

اشاعرہ اور ماتریدیہ دونوں اہل سنت ہیں اور حق پر ہیں اگرچہ کئی مسائل جیسے حسن وقبح عقلی ۔۔یا۔۔ شرعی میں وہ ایک دوسرے سے مختلف موقف رکھتے ہیں۔اِس بارے میں وہ مزید لکھتے ہیں:

''اشاعرہ حسن وقبح شرعی کے قائل ہیں اور ماتریدیہ حسن وقبح عقلی کے۔لہٰذا اشاعرہ کے نزدیک ورود شرع سے قبل بندہ کسی چیز کا مکلّف نہیں حتی کہ ایمان کا بھی نہیں۔جبکہ ماتریدیہ کے نزدیک ورود شرع سے قبل بھی بندہ اپنی عقل کی بنا پر توحید کا مکلّف ہوتا ہے لہذا قبل ورود شرع کسی کی شرک پر موت ہو تو اشاعرہ اُس کی نجات کے قائل ہیں اور ماتریدیہ اُس کی نجات کے قائل نہیں۔ اس اختلاف کا اثر اس بحث پر یہ ہے کہ ابوین کریمین کی نجات کے مسئلے میں اشاعرہ کے اصول پر بڑی آسانی ہے،یعنی اشاعرہ کا اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ ان کی وفات عہد فترت میں ہوئی تھی اور بس۔لہٰذا جب بعثت ہی نہ ہوئی اور انہیں دعوت ہی نہ پہنچی تو وہ بشمول توحید کسی چیز کے مکلّف نہیں (۱۰)''۔

متکلمین کے انداز پر بلند پایہ کتاب:

یہ اصول فقہ کی اُن چار رکن کتابوں میں سے ایک ہے جن پر کتب اصول فقہ کی عمارت قائم ہے۔ اِس علم کی اہم تالیفات میں اس سے اخذ واستفادہ اور اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ابن خلدون،عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون،مالکی (م ۸۰۸ھ) کتب اصول فقہ میں اس کتاب کی قدرومنزلت کو اِن الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''وکان من أحسن ماکتب فيه المتكلمون كتاب البرهان للامام الحرمين والمستصفى للغزالی وهما من الاشعرية وكتاب العهد لعبد الجبار وشرحه المعتمد لابی الحسين البصری وهما من المعتزلة وكانت الاربعة قواعد هذا الفن واركانه (۱۱)''

(متکلمین کی اصول فقہ پر عمدہ کتب میں سے امام الحرمین کی 'البرھان' اور امام غزالی کی 'المستصفی' ہیں۔یہ دونوں اشخاص اشعری ہیں اور عبدالجبار کی کتاب 'العھد' اور اس کی شرح 'المعتمد' ہیں جو ابوالحسین البصری نے کی، یہ دونوں معتزلی ہیں۔چاروں کتب اس فن کے قواعد اور ارکان کہلائیں)

متاخرین متکلمین پر 'البرھان' کے اثرات:

ابن خلدون بیان کرتے ہیں:

''ثم لخص ھذہ الکتب الاربعة فحلان من المتکلمین المتاخرین وھما الامام فخر الدین بن الخطیب فی کتاب المحصول وسیف الدین الآمدی فی کتاب الاحکام، واختلف طوائفھما فی الفن بین التحقیق والاحتجاج ' فابن الخطیب امیل الی الاستکثار من الادلة والاحتجاج والامدی مولع بتحقیق المذاھب و تفریع المسائل[۱۲]''

(پھر متاخرین میں سے دو عظیم متکلمین نے ان چاروں کی تلخیص کی وہ امام فخر الدین بن الخطیب (الرازی) ہیں جنھوں نے 'المحصول' تالیف کی دوسرے سیف الدین الامدی ہیں جنھوں نے کتاب 'الاحکام' تالیف کی۔ دونوں نے اس فن میں تحقیق اور دلائل کے مختلف طریقوں کو اپنایا۔ابن الخطیب کثرت سے ادلہ اور احتجاج لانے کی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں جبکہ آمدی مذاہب کی تحقیق اور مسائل کی تفریع کرنے میں رغبت رکھتے ہیں)

ابن خلدون کے بیان سے واضح ہے کہ امام فخر الدین رازی شافعی☆ (م ٦٠٦ھ) کی کتاب **'المحصول فی اصول الفقه'** اور سیف الدین الامدی الشافعی☆☆ (م ٦٣١ھ) کی کتاب **'الاحکام'** مندرجہ ذیل اصول فقہ کی چار **عماد الاصول** (اصول فقہ کی ستون) کتابوں سے کشید کر کے تیار کی گئی ہیں۔ ا۔۔کتاب **'البرھانُ** للجوینی شافعی (م ٤٧٨ھ)۔**'البرھان'** پر اس کتاب کی آخری فصل میں بحث کی گئی ہے۔

☆: فخر الدین محمد بن عمر بن حسین بن حسن رازی شافعی (٥٤٤ھ۔٦٠٦ھ) رے میں ولادت ہوئی، اسی نسبت سے رازی کہلائے۔ اصلاً طبرستان سے ہیں۔ خوارزم ماوراء النہر اور خراسان کے علمی اسفار کئے۔ انہوں نے 'المحصول فی علم الاصول' کو ٥٧٦ھ میں ٣٢ سال کی عمر میں تالیف کیا۔ یہ کتاب طٰہٰ جابر علوانی کی تحقیق سے ریاض جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ سے پہلی مرتبہ ١٤٠٠ھ/١٩٨٠ء میں شائع ہوئی۔

☆☆: سیف الدین علی بن ابی علی بن محمد سالم التغلبی الامدی الشافعی نے الاحکام فی اصول الاحکام تالیف کی آمد رومی لفظ ہے اس وقت ترکی کا حصہ ہے اس کو اتراک آمیدہ کہتے ہیں قسطنطنیہ سے ٢٣٠ فرسخ کی مسافت پر ہے اسی مناسبت سے آمدی کہلائے دیکھئے ابکار الافکار فی اصول الدین امام سیف الدین الامدی تحقیق احمد محمد المھدی قاہرہ دار الکتب الوثائق القومیہ ٢٠٠٤ء ج ا ص ٣٣

۲۔۔۔کتاب 'المستصفی' للغزالی شافعی (م ۵۰۵ھ)۔اس کتاب کی طباعت اسلوب امتیازی خصوصیات اوراس پر لکھی گئی شروح وتحقیقی مقالات پر ہم نے اپنی کتاب امام محمد الغزالی کی اصول فقہ میں تجدیدی خدمات اور بعض شبہات کا ازالہ کی تیسری فصل میں تفصیلی گفتگو کی ہے۔

۳۔۔۔کتاب 'العہد' للقاضی عبدالجبار معتزلی ☆ (م ۴۱۵ھ) (اصل میں یہ 'العمدٔ ہے جو 'المعتمد' کی شرح ہے)۔

۴۔کتاب 'المعتمد' لابی الحسین بصری معتزلی ☆☆ (م ۴۳۶ھ)۔

یہ حسن اتفاق ہے کہ معتزلیین میں قاضی عبدالجبار اوران کے تلمیذ خاص ابوالحسین بصری کی کتابوں کواوران کی فکر کے مقابل اشعریین میں بھی امام جوینی اوران کے تلمیذ خاص امام محمد الغزالی کی کتابوں کو یہ فضیلت حاصل ہوئی۔

'البرہان' سے اخذ واستفادہ میں تسلسل:

ابن خلدون فن اصول فقہ کی ارکانِ اربعہ کتب کے اثرات اور مستقبل میں لکھی جانے والی مؤلفات اصولیہ کے ان پر اعتماد سے متعلق لکھتے ہیں:

> "واما کتب المحصول مااختصره تلمیذ الامام سراج الدین الارموی فی کتاب التحصیل وتاج الدین الارموی فی کتاب الحاصل واقتطف شهاب الدین القرافی منهما مقدمات و قواعد فی کتاب صغیر سماه التنقیحات وکذلک فعل البیضاوی فی کتاب المنهاج وعنی المبتدئون بهذین الکتابین وشرحهما کثیر من الناس۔وأما کتاب الاحکام للامدی

☆: قاضی عبدالجبار بن احمد معتزلی (م ۴۱۵ھ یا ۴۱۴ھ یا ۴۱۶ھ) کی کتاب 'العمد' (جسے ابن خلدون نے العہد لکھا، شاید کاتب کی غلطی ہو۔۔یا۔۔'العہد' اُن کی کوئی دوسری کتاب ہو واللہ اعلم)

☆☆: ابوالحسین محمد بن علی بن الطیب البصری (م ۴۳۶ھ/۱۰۴۴ء) ائمہ معتزلہ کے ایک امام ہیں کتاب 'المعتمد'، معتزلی آراء واستدلالات کا ایک بنیادی مصدر ہے۔ایک بڑی جماعت نے اس سے نقل اخذ واستفادہ کیا۔مثلاً: امام فخرالدین رازی (م ۶۰۶ھ) 'المعتمد' کے حافظ تھے اورانہوں نے سات مجلدات پر مشتمل کتاب 'المحصول فی اصول الفقه' میں اس سے مضامین واقتباسات نقل کئے۔علم اصول فقہ میں کتاب 'المعتمد' کو بلند مقام حاصل ہے۔دراصل یہ کتاب 'المعتمد' قاضی عبد الجبار کی کتاب العمد (العهد) کی شرح ہے، کتاب 'المعتمد فی اصول الفقه' بیروت دارالکتب العلمیہ سے ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی، اس پر خلیل المیس (مدیر ازھر لبنان) کا مفید مقدمہ ہے۔

وهو اكثر تحقيقا فى المسائل لخصه ابوعمر وبنالحاجب فى كتابه المعروف بالمختصر الكبيرثم اختصره فى كتاب اخرتداوله طلبة العلم وعنى اهل المشرق والمغرب به وبمطالعته وشرحه و حصلت زبدة طريقة المتكلمين فى هذا الفن فى هذه المختصرات[۱۳]‘‘

(پھراس کتاب ’المحصول ‘ کا خلاصہ امام فخر الدین کے شاگرد سراج الدین الارموی نے کتاب ’التحصیل ‘میں اورتاج الدین الارموی نے کتاب ’الحاصل‘، میں کیا بعدازاں شہاب الدین قرافی نے ان دونوں کتابوں سے مقدمات وقواعد اخذ کیئے اوران کوایک چھوٹی سی کتاب میں ضبط کیا جس کا نام ’تنقیحات‘ رکھا۔اسی طرح بیضاوی نے ’المنھاج‘ میں یہی طرز اختیار کیا۔ان دونوں کتابوں کومقبولیت عامہ نصیب ہوئی اورلوگوں نے ان پر شرحیں لکھیں۔سیف الدین آمدی کی کتاب ’الاحکام‘ جومسائل کی تحقیق پر مشتمل تھی‘اس کا خلاصہ ابوعمرو بن الحاجب نے اپنی کتاب مختصر الکبیر میں کیا۔پھراس کا بھی خلاصہ ایک دوسری کتاب کی شکل میں لکھا جس کوطلبہ نے بہت ہی پسند کیا۔اہل مشرق ومغرب نے اس کو بڑی اہمیت دی،شوق و ذوق سے اس کے مطالعے ہوئے ،اوراس پر بہترین شرحیں لکھی گئیں)

کتاب البرھان کے مضامین وعناوین:

مبادیات علم اصول فقہ سے آغاز:

امام الحرمین اپنی اس کتاب کا آغاز ’مقدمات الکتاب‘ سے کرتے ہیں جس میں مبادیاتِ علم اصول فقہ بیان کرتے ہیں اور ہراُس شخص کے لئے اس منہج کی پیروی کولازمی قرار دیتے ہیں جو علوم وفنون میں گہرائی کاارادہ رکھتا ہو۔وہ اسی منہج کی اس کتاب میں پیروی کرتے ہوئے اصول فقہ کی تعریف،اس کے مصادر اور مقصود منہ کوذکر کرتے ہیں اور پھر دیگر مقدمات لاتے ہیں، احکامِ شرعیہ کی تعریف پیش کرتے ہیں۔

معتزلہ سے مناقشہ:

تقبیح وتحسین اوراس کا ادراک عقلی یا شرعی؟ اشاعرہ کے نزدیک شرع کے حسن قرار دینے سے ہی

کوئی فعل حسن ہوتا ہے اور شرع کے قبیح قرار دینے سے کوئی فعل قبیح ہوتا ہے۔ شرع نے جس فعل کا حکم دے کر اُسے حسن کہا، اگر اُس سے روکا ہوتا تو وہی قبیح کہلاتا۔ جبکہ معتزلہ کے نزدیک عقلی ہے یعنی حسن و قبح شرع پر موقوف نہیں بلکہ عقل بھی فعل کے حسن یا قبح کا ادراک کرتی ہے۔
پھر منعم کا شکر اور وجوب شکر پر معتزلہ سے مناقشہ کر کے اُن کے مذہب کا فساد ذکر کیا۔ اس کے بعد تکلیف اور اس کا معنی اور مکلّف کون ہے۔ اس طرح امام جوینی نے ایک نیا اسلوب متعارف کیا کہ ابتداء ہی میں عقل کے بارے میں مقبول قول پیش کر دیا کیونکہ عقل ہی علوم کے حقائق تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد علم کی سابقین سے منقول تعریفات پیش کر کے اُن میں سقم بیان کیا اور پھر کہا کہ علم کی کوئی حتمی تعریف ممکن ہی نہیں۔ پھر جہل، ظن، شک اور تقلید کا فرق بیان کیا۔

عقل کے تفوق پر متوازن رائے قائم کی:

اور پھر ایک فصل کے تحت اُن باتوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا ادراک صرف عقل۔۔یا۔۔صرف سمع یا دونوں (عقل و سمع) کر سکتے ہیں، ساتھ ہی اُن میں سے ہر ایک کی انواع بیان کیں۔ آخر میں یہ مقدمات اِس فصل پر ختم ہوتے ہیں: ”**یشتمل علی مقدار من مدارک العقول تمس الحاجة الیه فی مسائل الاصول** [۱۴]“، اس فصل میں واضح کیا کہ ہر شئ میں عقل کا تفوق درست نہیں بلکہ بعض اشیاء کا درک اور تنفذ عقل پر موقوف ہوتا ہے اور بعض کا نہیں۔ وہ فرماتے ہیں: ”**أن العقول لا تجول فی کل شئی بل تقف فی اشیاء و تنفذ فی اشیاء**“

اصول فقہ کے ادلہ کی توضیح کا احسن انداز:

امام الحرمین ان مقدمات سے فراغت پانے کے بعد کتاب کے اصل موضوعات یعنی اصول الفقہ اور اس کے ادلہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:
اوّلاً: '**البیان**': کتاب کی اس قسم میں بیان کے مسائل کو ابواب اور فصول میں پیش کیا۔ بیان سے مراد الکتاب والسنۃ ہے۔ اس کے بعد بیان کو عقلی اور سمعی کی طرف تقسیم کر دیا۔ '**کتاب البیان**' میں اوامر و نواہی کے مسائل، مطلق و مقید، عام و خاص کو بیان کیا۔ '**افعال الرسول**' اور ان کے شرعی حجت ہونے پر کلام کیا۔ التاویل کے طرق بیان کیے، پھر اخبار پر ایک مکمل باب باندھا جس میں خبر متواتر کی شروط اور عمل کے وجوب میں خبر واحد کے مفید ہونے اور روایت و رواۃ اور ان کی

صفات، جرح وتعدیل وغیرہ پر کلام کیا۔ وہ البیان کے عنوان کے تحت نصوص کی تعبیر وتشریح کے احکام وقواعد بیان کرتے ہیں اور سنت قولی وفعلی کی توضیح کرتے ہیں۔ وہ عربی لغت اور قدیم عربی ادب، عربی اشعار اور ضرب المثال سے اپنی دلیل کو مضبوط بناتے ہیں۔

ثانیاً: 'الاجماع': اس میں اجماع کے وقوع کے تصور پر بحث کرتے ہوئے اس کے ممکن الوقوع ہونے کا ذکر کیا، مگر کہا: 'ولکنه فی زمننا لیس هین (۱۵)' (اور لیکن وہ (اجماع) ہمارے زمانے میں آسان نہیں)۔ وہ اجماع کی بحث میں کئی سوالات اُٹھا کر اُن پر بحث کرتے ہیں، مثلاً: اجماع کے معتبر ہونے کے لیے مجمعین کی کتنی تعداد ضروری ہے؟ کیسی صفات کے حاملین افراد کے اجماع کا اعتبار ہوگا؟ اور اجماع کے لیے کون سا زمانہ معتبر ہے؟ اجماع قولی وسکوتی کی کیفیات کیا ہیں؟ اور ان کے معتبر وغیر معتبر ہونے پر امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے اقوال وموقف کیا ہیں؟ پھر امام شافعی کے قول کو قولِ مختار تسلیم کیا کہ اجماع سکوتی کا کوئی اعتبار نہیں اور کہا: 'فانه لاینسب لساکت قول (۱۶)' (بلاشبہ کسی خاموش شخص سے قول منسوب نہیں کیا جاسکتا)، اور کس چیز پر اجماع کا انعقاد کیا جاسکتا ہے اور کس چیز پر اس کا انعقاد نہیں ہوسکتا۔ اِس بحث کے ساتھ ہی جزءِ اوّل مکمل ہوتا ہے۔
ثالثاً: 'القیاس': دوسرے جزء کا آغاز قیاس سے ہوتا ہے۔ اس کو تفصیلاً تقریباً دو ۲۰۰ سو صفحات میں بیان کیا جس میں قیاس شرعی کی حقیقت، مسائل قیاس، اس کی انواع اور اس کے مراتب، مسئلہ علت، اور مسالک علت یعنی اس بات کا فہم کہ شریعت کے کس حکم کو بنیاد بنا کر اُس سے کسی نئے معاملے کا حکم تلاش کیا جائے، کسی مسئلہ میں فیصلہ کی اصل اساس کیا ہے اور اُس تک پہنچنے کے لیے کن باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیے وغیرہ ذکر کیے۔

رابعاً: 'استدلال': استحسان اور مصالح ومرسلہ پر عمل کرنے سے متعلق مختلف آراء پیش کیں۔ اس بارے میں تین ۳ مذاہب کا ذکر کیا، یعنی اس کی نفی کرنے والے یعنی قاضی اور اصحاب متکلمین کا گروہ اور اس کے قائلین یعنی امام مالک اور اجتہاد بالاستدلال کو شرط کے ساتھ جائز کہنے والے یعنی امام شافعی۔ امام جوینی نے ان تینوں آراء میں سے امام شافعی کی رائے کو مختار تسلیم کیا ہے۔

خامساً: 'النسخ': اس کے تحت 'نسخ' کے معنی بیان کیے اس کے عقلاً شرعاً وقوع کے جواز کو ثابت کیا 'نسخ الکتاب بالسنة' اور 'نسخ السنة بالکتاب' دونوں کو درست تسلیم کیا۔ یہاں امام جوینی امام شافعی کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ 'نسخ الکتاب بالسنة' ممتنع نہیں ہے۔

کیا کتاب البرھان ایک نامکمل کتاب ہے؟:

محقق عبدالعظیم الدیب (م ۱۴۳۱ھ۔۲۰۱۰ء) کی تحقیق کے مطابق یہ دو جلدوں پر مشتمل مطبوعہ کتاب البرھان جو نسخ کے بیان پر مکمل ہوتی ہے دراصل ایک نامکمل کتاب ہے۔اور وہ اپنے اس دعوی کو دلائل سے ثابت کرتے ہیں، مثلاً: امام جوینی نے البرھان کے خاتمہ میں 'الاجتھاد' اور 'الفتوی' کو اس کتاب میں شامل بتایا مگر وہ دونوں مباحث مطبوعہ کتاب میں موجود نہیں ہیں۔

۔۔۔امام جوینی فرماتے ہیں:

"تم الکتاب' وقد نجز بحمد اللہ وحسن توفیقه الغرض من هذا المجموع فی الاصول ونحن نرسم بعد ذلک، مستعین باللہ تعالیٰ، کتابا جامعا فی الاجتهاد والفتوی' یقع مصنفا برأسه وتتمة لهذا المجموع"

اس کتاب کے نامکمل رہنے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ کتاب التاویلات کے آخر میں امام جوینی کے بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نسخ کے بعد 'باب الفتوی' اور 'صفات المفتیین'، 'الاستفتاء' اور 'اوصاف المجتھدین'، کتاب 'البرھان' میں شامل رہے ہوں گے [۱۷]۔مگر 'البرھان' کی جو مطبوعہ کتاب ہمیں دستیاب ہے اس میں یہ موجود نہیں ہیں۔

امام محمد غزالی کی کتاب 'المنخول من تعلیقات الاصول' جو امام جوینی کی کتاب 'البرھان' کا خلاصہ سمجھا جاتا ہے، اُس میں 'احکام الاجتھاد والفتوی' موجود ہے اور امام غزالی اس کتاب کے آخر میں فرماتے ہیں:

"وهذا تمام القول فی الکتاب'.................... والاقتصار علی ماذکره امام الحرمین رحمه اللہ فی تعالیقه' من غیر تبدیل و تزیید فی المعنی و تعلیل' سوی تکلف فی تهذیب کل کتاب بتقسیم فصول' وتبویب ابواب' روما لتسهیل المطالعة عند مسیس الحاجة الی المراجعة' واللہ اعلم بالصواب [۱۸]"

(یعنی اور یہاں کتاب المنخول من تعلیقات الاصول مکمل ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور امام جوینی رحمہ اللہ نے جو کچھ اپنے تعلیقہ

میں فرمایا ہے میں نے اس کے معنی میں تبدیلی زیادتی وکمی کے بغیر اس کا اختصار کیا، سوائے اس کے کہ ہر کتاب کی تقسیم فصول اور تبویب ابواب میں کانٹ چھانٹ کرنے کے اس ارادے سے کہ مطالعہ کے وقت مراجعت میں آسانی ہو سکے۔ واللہ اعلم بالصواب)

اِس سے بھی معلوم ہوا کہ المنخول کے مسائل اوران کی ترتیب اور مشتملات کتاب برھان کی صورت پر مرتب کئے گئے المنخول میں ''احکام الاجتھاد والفتویٰ'' کا ہونا اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ یہ دونوں موضوعات کتاب البرھان میں شامل رہے ہوں گے اور اس کا جزء ہوں گے۔

البرھان کے ناقدین:

علامہ حافظ امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی حنبلی (۷۴۸ھ/۱۳۴۸ء) نے 'البرھان' پر نقد کیا اور فرمایا:

کان ھذاالامام مع فرط ذکائه وامامته فی الفروع واصول المذھب وقوة مناظرتة لا یدری الحدیث کما یلیق به لا متنا ولا اسنادا. ذکر فی الکتاب البرھان حدیث معاذ فی القیاس

فقال: ھو مدون فی الصحاح،متفق علی صحته(۱۹)۔

۔۔۔امام ذہبی مزید اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

قلت: بل مدارہ علی الحارث بن عمرو ، وفیه جھالة ، عن رجال من اھل حمص، عن معاذ. فاسنادہ صالح(۲۰)۔

امام ذہبی کی مذکورہ بالا دونوں عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ امام جوینی فقہ واصول میں تبحر کے باوجود علم حدیث سے اچھی طرح واقف نہیں تھے۔ اوراس نقد کی بنیاد اِس پر رکھی کہ امام جوینی نے 'البرھان' میں حدیث معاذ☆ (م۱۸ھ) بیان کی، یعنی حضرت معاذ کو والی یمن بنا کر روانہ کرتے وقت حضور

☆: کاتب وحی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا تعلق مدینۃ المنورہ کے بنوسلمہ خاندان سے تھا۔ عہد فاروقی میں صرف ۳۸ سال کی عمر میں فلسطین میں طاعون کی مہلک وبا سے انتقال ہوا۔ اس وبا سے فلسطین میں ۲۵ ہزار افراد لقمہ اجل بنے۔ ان میں بڑی تعداد صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کی تھی

اکرم ﷺ نے اُن سے بطورامتحان دریافت کیا کہ۔۔۔جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے آئے گا تو کس طرح فیصلہ کروگے؟ انہوں نے عرض کیا کتاب اللہ کے مطابق۔ پھر فرمایا۔۔۔کتاب اللہ میں صراحت نہ ہوتو کیا کروگے؟ جواب دیا سنت رسول کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ پھر پوچھا۔۔۔اگر سنت رسول میں بھی جواب نہ ہوتو؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اُس وقت اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اس جواب پر حضور اکرم ﷺ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت معاذ کے سینہ پر دستِ مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے رسول اللہ (ﷺ) کے قاصد کو اِس بات کی توفیق دی جو رسول کو پسند ہے۔

اِس حدیث کے راوی حارث بن عمرو ہیں۔ انہوں نے حمص کے ان لوگوں سے روایت کی ہے جو حضرت معاذ کے صحبت یافتہ تھے، لیکن خود حارث بن عمرو محدثین کے ہاں غیر معروف ہیں۔ اسی طرح جن لوگوں سے انہوں نے روایت کی وہ بھی مجہول ہیں۔

مولانا پھلواروی کی طرف سے امام جوینی کا دفاع:

مولانا پھلواروی امام ذہبی کی اس تنقید سے مطمئن نظر نہیں آتے اور فرماتے ہیں:

> حدیث معاذ کے بارے میں امام جوینی نے فرمایا۔۔۔ھو مدون فی الصحاح، متفق علی صحتہ۔۔۔امام جوینی کا پہلا جملہ بالکل صحیح ہے کیونکہ ابوداؤد [۲۱] اور ترمذی [۲۲] نے تخریج کی ہے۔ اور یہ دونوں کتابیں صحاح ستہ میں داخل ہیں جبکہ دوسرا جملہ سند کے اعتبار سے محل نظر ہے چونکہ سند کے اعتبار سے یہ حدیث متصل نہیں ہے، لیکن امام جلال الدین سیوطی شافعی (م ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) نے لکھا کہ اس کی تائید میں دوسری موقوف حدیثیں بھی ہیں جو حضرت عمر (م۲۴ھ) [۲۳] حضرت عبداللہ بن مسعود (م۳۲ھ) [۲۴] حضرت زید بن ثابت (م۴۵ھ) [۲۵] اور حضرت عبداللہ بن عباس [۲۶] رضی اللہ عنہم جیسے اجلہ صحابہ سے روایت کی گئی ہیں۔ بیہقی نے سنن میں حضرت معاذ کی حدیث کے بعد ان موقوف احادیث کی بھی تخریج کی ہے۔ دارمی نے بھی حضرت معاذ کی حدیث اسی سند کے ساتھ لکھی ہے۔ اور تمام فقہاء و مجتہدین اِس حدیث پر

اعتماد کرتے ہیں اوراس کو قیاس کے ثبوت میں بیان کرتے ہیں اورامام نے بھی اس پر اعتماد کیا اور صحیح فرمایا(۲۷)۔

۔۔۔پھلواروی امام جوینی کے دفاع میں مزید فرماتے ہیں:

"امام جوینی کے بارے میں کہنا کہ وہ علم حدیث سے ناواقف تھے اِنکار حقیقت ہے۔ تاہم یہ صحیح ہے کہ اس علم میں مشاہیر شیوخ کی طرح اُن کو شہرت نہ ہوئی۔ امام کے بارے میں ان کے شاگرد عبدالغافر فارسی کا بیان ہے کہ امام فن جرح وتعدیل سے اچھی طرح واقف تھے۔ امام کے بارے میں اُن کے تلمیذ کا قول زیادہ قابل اعتماد ہوگا نہ کہ دو۲صدی بعد کے حافظ ذہبی کا۔ حافظ ذہبی حنبلی تھے اور حنابلہ وشوافع کے اختلافات تعصب وتشدد کی حدتک تاریخ کے نمایاں ابواب ہیں۔ تاج الدین سبکی شافعی واشعری ہیں لیکن ذہبی کے خاص شاگرد ہیں وہ اپنے استاذ کے بارے میں کہتے ہیں کہ ذہبی سخت متعصب ہیں، وہ ہمارے استاذ ہیں ہم پر ان کے حقوق ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا حق ان سے بڑھ کر ہے اس لیے میں پوری صفائی کے ساتھ کہوں گا کہ کسی حنفی اور شافعی کے ذکر میں ذہبی کے خیالات ہرگز قابل قبول نہیں بلکہ ان کی کتابوں سے احناف وشوافع کے حالات نہیں لینے چاہئیں(۲۸)"۔

﴿کتاب 'البرھان' کے شارحین﴾

امام جوینی کی اصول فقہ میں کتاب 'البرھان' کو بہت شہرت ملی اوراس پر علماء نے متعدد گرانقدر اور بلند پایہ حواشی وشروح لکھے جن میں اُن کے موقف کا دفاع بھی کیا گیا اور اُن سے اختلاف بھی۔ جامعات کے باحثین نے ان پر تحقیقی مقالات لکھے۔

۱۔۔۔ایضاح المحصول من برھان الاصول':

ابوعبداللہ، محمد بن علی بن عمر بن محمد التمیمی المازری مالکی (۴۵۳۔۵۳۶ھ) نے یہ شرح لکھی تھی(۲۹)۔

اسلوبِ بیان:

امام الاجل المازری مالکی ہیں اس کے باوجود وہ امام جوینی شافعی کی کتاب کی شرح کرتے ہیں۔

اور جہاں ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں تنقید بھی کرتے ہیں، مثلاً: مازری ُالبرھان ‘میں امام جوینی کے قول۔۔۔ان اللّٰہ یعلم الکلیات لا الجزئیات ۔۔۔سے متعلق فرماتے ہیں۔۔۔ وددت لو محوتھا بدمی ۔(یعنی کاش میں اِس عبارت کو اپنے خون سے مٹا سکتا(۳۰)) اِس عبارت میں شدید تنقید اور اعتراض کے باوجود امام جوینی کا اَدب اُن کی خیر خواہی اور اُن کی محبت کا اظہار ہے۔ایک طرف ناپسندیدگی کا اظہار ہے کہ کاش وہ یہ بات نہ لکھتے، تو دوسری طرف امام جوینی سے اتنے مخلص ہیں کہ اگر وہ جان جیسی قیمتی شئے کا نذرانہ پیش کر کے بھی اس عبارت کو کتاب سے حذف کروا سکتے تو وہ ضرور کرتے۔

کئی علماء کے مطابق یہ قول امام جوینی کا نہیں ہوسکتا، اِسے اُن کے مخالفین نے اُن کی طرف منسوب کردیا ہے۔۔یا۔۔نادانستہ طور پر کاتب سے یہ عبارت اضافہ ہوگئی ہو، وغیرہ۔واللہ اعلم

تحقیق وطباعت:

یہ شرح جامعہ الجزائر کے استاد عمار الطالبی کی تحقیق کے ساتھ تیونس، دار الغرب الاسلامی (سنہ ند) سے شائع ہوچکی ہے۔

شیخ مازری کون ہیں؟:

المازری ، جزیرہ صقلیہ کے جنوب غربی میں واقع شہر مازر کی نسبت سے مازری کہلاتے ہیں۔وہ اہل افریقہ کے خاص طور سے فقہی تحقیقات میں بلند مرتبہ امام، اور مالکی مسلک کے پہلے عالم ہیں جنہوں نے ُالبرھان‘ کی شرح لکھی۔وہ اسلامی مغرب کی نمایاں علمی شخصیت ہیں۔ان کا اعلیٰ ادبی ذوق اور ان کی آراء اللغویہ سے منفرد اور موثر استدلال کرنے کا وصف، ان کی شرح کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے۔ُشرح المازری‘ عرصہ ء دراز تک مفقود رہی۔اسی لیے شیخ محمد شاذلی النیفر نے مازری کی صحیح مسلم کی شرح ُالمعلم بفوائد المسلم‘ کے تحقیقی مقدمہ میں اُن کی مؤلفات کے ذکر میں لکھا۔۔۔ان شرح المازری للبرھان مفقود (یعنی مازری نے جو ُالبرھان‘ کی شرح لکھی وہ مفقود ہے)۔

امام جوینی نے بعض علم کلام اور علم اصول فقہ کے مسائل میں امام باقلانی کی آراء کی مخالفت کی، اُن مواقع پر امام مازری، امام باقلانی کے موقف کا دفاع کرتے ہیں۔اسی طرح جب امام جوینی

امام مالک کی آراء کی مخالفت کرتے ہیں اور اُن کے مذہب کے اصول جیسے، مصالح مرسلہ اور دوسرے اقوال فقہیہ کی تضعیف کرتے ہیں تو امام مازری مالکی مذہب کا دفاع کرتے ہیں۔

المازری کی شرح پر تحقیقی مقالہ:

الجزائر، جامعہ الجزائر، **كلية العلوم الاسلاميه، قسم الشريعة و القانون** کے طالب علم الوالی عبدالرزاق نے بعنوان **'الاراء والاجتهادات الاصولية للمازری (ت۵۳۶ھ) من خلال كتابه المحصول من برهان الاصول'** ابوحمزہ نورالدین کی زیرنگرانی ۱۱۔۲۰۱۰ء۔۳۲۔۱۴۳۱ء میں ایم اے کا مقالہ لکھا۔ اس میں یہ بتایا کہ امام المازری نے اپنی اس 'شرح المحصول' میں کن اجتہادات اور آراء اصولیہ کو مدنظر رکھا۔

۲۔۔۔**التحقيق والبيان فی شرح البرهان**: علی بن اسماعیل بن علی (حسین) بن عطیہ الصنہانی التلکانی مالکی ملقب شمس الدین معروف بہ ابوالحسن الابیاری (۵۵۱۔۶۱۶ھ) نے اس نام سے شرح لکھی [۳۱]۔

الابیاری کون ہیں؟:

قاہرہ اور اسکندریہ کے درمیان واقع جزیرہ بنی نصر کے ایک گاؤں ابیار کی طرف نسبت سے ابیاری کہلاتے ہیں۔ یہ بلند پایہ علماء وائمہ اسلام مالکی فقیہ واصولی ہیں۔ وہ مختلف علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ عمل قضاء میں قاضی عبدالرحمٰن بن سلامہ کے نائب کی حیثیت سے خدمات انجام دیں بعض لوگوں نے ان کو اصول فقہ میں امام فخرالدین رازی پر فضیلت دی ہے [۳۲]۔

طباعت:

یہ کتاب قطر، **وزارة الاوقاف والشوئون الاسلاميه دار الضياء** سے ۱۴۳۴ھ۔۲۰۱۳ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کی ضخامت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب چار ۴ اجزاء ۳۲۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور پھر دوبارہ چھ ۶ جلدوں ۳۳۹۴ صفحات میں ۲۰۱۴ء میں بھی شائع ہوئی۔

امتیازی خصوصیت:

انہوں نے اس شرح میں المازری، 'شارح البرهان' کے اسلوب کی پیروی کی ہے اور ان کی طرح بعض مقامات پر امام الحرمین کی آراء کا علمی تعاقب کیا۔ اور 'البرهان' کے صرف ان

مقامات اورعبارات کی شرح کی جہاں شارح نے شرح وتعلیق کی ضرورت محسوس کی۔

الابیاری کی شرح پر پی ایچ ڈی کا مقالہ:

اس کتاب کے جزء اوّل پر علی بن عبدالرحمٰن بسام نے احمد مرعی کی زیرنگرانی تحقیقی مقالہ لکھا جس پر انہیں جامعہ ام القری، کلیہ الشریعہ سے ۱۴۰۹ھ میں پی ایچ ڈی کی شہادہ عطا کی گئی۔

۳۔۔۔کفایۃ طالب البیان شرح البرھان : یہ شریف ابویحییٰ بن زکریا بن یحییٰ الحسینی المعزنی (متوفی ند) کی تالیف ہے۔اس میں ایضاح المحصول للمازری اور التحقیق والبیان للابیاری کے کلام کو جمع کیا اور جہاں ضرورت محسوس کی اس میں اضافہ کیا[۳۳]۔

اس کے مختلف مقامات پر نسخوں کی موجودگی:

اس کا ایک نسخہ مکتبہ القرویین فاس میں رقم ۱۳۹۷ پر موجود ہے،اس کی طرف بروکلمان نے توجہ دلائی اور جسکا ذکر عبدالعظیم الدیب نے 'البرھان' کے مقدمہ التحقیق میں کیا۔اس کا نسخہ مکتبہ بریل ھوتسیما ہالینڈ میں رقم ۸۰۷ پر موجود ہے[۳۴]۔

۴۔۔۔ابن المنیر نے البرھان کی شرح لکھی[۳۵]۔

۵۔۔۔ابن عطاءاللہ السکندری نے بھی البرھان کی شرح لکھی[۳۶]۔

۶۔۔۔امام غزالی کی 'المنخول' کی 'البرھان' کے منہج ومضامین سے کافی مماثلت کی وجہ سے کئی محققین، جیسے محمد الزحیلی نے اسے بھی شرح شمار کیا ہے[۳۷]۔

حرف آخر:

پانچویں صدی ہجری کے آخر میں امام الحرمین جوینی نے اصول فقہ پر کتاب البرھان تالیف کی۔اس کتاب کو بہت پذیرائی ملی۔دُنیا بھر کے علمی حلقوں میں معروف، مقبول اور متداول ہوئی اور دوسری طرف اس پر نقد بھی ہوا۔جب بھی پانچویں صدی کے ارباب علم واصحاب فضل سے متعلق سوانح نگاری اور تذکرہ نویسی ہوئی تو امام جوینی اور ان کی کتابوں، خاص طور سے 'البرھان' کا تذکرہ ہوا۔اور پھر امام جوینی کے معاصرین ومتاخرین متکلمین ان کی روش پر چلے جیسے، امام غزالی (امام جوینی کے شاگرد) نے بھی اصول فقہ کی تالیف میں یہی طرز اپنایا، اُن کی ابتدائی زمانے کی تحریروں میں یہ رنگ نمایاں جھلکتا ہے۔ان کی مولفات اصولیہ میں دبستان امام جوینی کا گہرا اثر رہا۔'المنخول للغزالی' کی 'البرھان للجوینی' سے حد درجہ مماثلت نے کئی سوالات جنم دیے، مثلاً: جو کچھ 'المنخول' میں ہے وہ آراء واقوال امام غزالی کے ہیں۔۔یا۔۔ان کے استاذ جوینی کے؟ اس کتاب کے اصل مصنف امام غزالی ہیں۔۔یا۔۔صرف جمع وتدوین ان کی ہے؟ ان سب سوالات کا، تحقیقی تجزیہ ہم اپنی کتاب، 'امام محمد الغزالی کی اصول فقہ میں تجدیدی خدمات اور بعض شبہات کا ازالہ' میں کر چکے ہیں۔امام جوینی نیشاپوری شافعی کی 'البرھان' کے شارحین میں افریقہ کے مالکی المذہب شارحین بھی شامل ہیں۔واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب

﴿حواشی﴾

۱۔۔۔دائرہ معارف اسلامیہ، لاہوردانش گاہ پنجاب ۱۹۷۱ء ج ۷ ، ص ۲۵۴۱

۲۔۔۔**موقف الامام الغزالی من علم الکلام ویلیہ تاملات کلامیہ فی کتاب المنقذمن الضلال** سعید عبداللطیف فودہ اردن: دارالفتح للدراسات ولنشر ۱۴۳۰ھ۔۲۰۰۹ء ص ۳۲

۳۔۔۔ **دیکھیے سعودیہ جامعہ الملک سعود کلیۃ التربیہ** کے طالب علم قطب بن مصطفیٰ سانو کا بعنوان **آراء القاضی ابی بکرالباقلانی واثر ھا فی علم اصول الفقہ** کا حسین بن مطاوع الترتوری کی زیرنگرانی ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء میں لکھا گیا ایم اے کا مقالہ ص ۶۔۷

۴۔۔۔**کتاب الوافی بالوفیات** ،صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی تحقیق احمد الارناووط اور ترکی مصطفیٰ بیروت: **دار احیاء التراث العربی** ۱۴۲۰ھ۔۲۰۰۰ء ج ۲ ص ۲۵۴

۵۔۔۔حوالہ سابق ج ۴، ص ۵۵

۶۔۔۔تدوین فقہ واصول فقہ، سید مناظر احسن گیلانی، کراچی الصدف پبلیشرز ۱۴۲۸ھ ص ۱۰۴

۷۔۔۔**طبقات الشافعیہ الکبری**،تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی تحقیق عبدالفتاح محمد الحلو،محمود محمد الطناحی :**قاھرہ دار احیاء الکتب العربیہ فیصل عیسی البابی الحلبی** سنہ ند، ج ۵ ص ۱۹۲

۸۔۔۔امام احمد رضا اور علم کلام: فیضان المصطفی قادری، کراچی الغنی پبلشر ۲۰۲۱ء ج ۱ ص ۲۱۵

۹۔۔۔حوالہ سابق، ج ۱ ص ۲۱۵ ۔ ۲۱۶

۱۰۔۔۔حوالہ سابق، ج ۱ ص ۲۹۹۔۳۰۰

۱۱۔۔۔**مقدمہ ابن خلدون**،عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون ، **بغداد ، مکتبہ المثنی** سنہ ند ص ۴۵۴

۱۲۔۔۔حوالہ سابق

۱۳۔۔۔حوالہ سابق ص ۴۵۴۔۴۵۵

۱۴۔۔۔**البرھان فی اصول الفقہ**،امام الحرمین الجوینی، مکتبہ امام الحرمین ۱۳۹۹ھ ج ۱، فقرہ:۵۴ ومابعدھا

۱۵۔۔۔حوالہ سابق وفقرہ:۶۰۰

۱۶۔۔۔حوالہ سابق، فقرہ: ۶۲۲،۶۲۳

۱۷۔۔۔حوالہ سابق، فقرہ: ۴۴۷

۱۸۔۔۔ المنخول من تعلیقات الاصول امام محمد الغزالی دمشق دار الفکر ۱۴۰۰ھ ص ۵۰۴

۱۹۔۔۔سیر اعلام النبلاء، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی ، بیروت : موسسۃ الرسالۃ ۱۹۸۴ء۔۱۴۰۵ء ج ۱۸ ص ۴۷۲۔۴۷۱ (۲۴۰) تحقیق شعیب الارنووط۔محمد نعیم العرقسوی

۲۰۔۔۔حوالہ سابق

۲۱۔۔۔سنن ابی داود باب اجتہاد الرای فی القضاء حدیث ۳۵۹۴

۲۲۔۔۔سنن الترمذی باب ما جاء فی القاضی کیف یقضی حدیث ۱۳۲۷

۲۳۔۔۔سنن بیہقی کتاب آداب القاضی باب ما یقضی بہ القاضی ویفتی بہ حدیث ۲۰۸۳۹

۲۴۔۔۔حوالہ سابق حدیث ۲۰۸۴۰

۲۵۔۔۔حوالہ سابق حدیث ۲۰۸۴۲

۲۶۔۔۔حوالہ سابق حدیث ۲۰۸۴۳

۲۷۔۔۔نصر احمد پھلواروی امام الحرمین عبد الملک جوینی معارف جنوری ۱۹۸۱ء ص ۳۵

۲۸۔۔۔حوالہ سابق ص ۳۶

۲۹۔۔۔ایضاح المکنون ج ۳ ص ۱۵۶، ہدیۃ العارفین ج ۶ ص ۸۸، الدیباج، ابن فرحون مالکی بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ ص ۳۷۴۔۳۷۵، الفتح المبین، المراغی ج ۲ ص ۲۶، موسوعہ فقہیہ کویتیہ ج ۱ ص ۴۸۹

۳۰۔۔۔سیر اعلام النبلاء، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی ج ۱۸ ص ۴۷۲ (۲۴۰)

۳۱۔۔۔ الدیباج، ابن فرحون مالکی ص ۳۰۶، الفتح المبین، المراغی ج ۲ ص ۵۱

۳۲۔۔۔موسوعہ فقہیہ کویتیہ ج ۲ ص ۱۷۱

۳۳۔۔۔البرہان فی اصول الفقہ، امام الحرمین الجوینی مصر دار الوفاء ۱۴۱۲ھ ص ۵۸

۳۴۔۔۔فوقیۃ حسین محمود، الجوینی الام الحرمین (سلسلہ اعلام العرب) الھیئۃ المصریۃ العامۃ للتالیف والنشر القاھرہ ۱۹۷۰ء ص ۶۴

۳۵۔۔۔الجزائر جامعہ الجزائر کلیۃ العلوم الاسلامیہ قسم الشریعۃ والقانون کے طالب علم الوالی عبد الرزاق کا بعنوان الاراء والاجتہادات الاصولیۃ للمازری (ت ۵۳۶ھ) من خلال کتابہ المحصول من برہان الاصول بوحمزہ نورالدین کی زیر نگرانی ۲۰۱۰ء۔۲۰۱۱ء۔۱۴۳۱۔۳۲ء میں لکھا گیا ایم اے کا مقالہ ص ۳

۳۶۔۔۔حوالہ سابق

۳۷۔۔۔الامام الجوینی: امام الحرمین محمد الزحیلی دمشق دار القلم ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶ء ص ۱۷۵

﴿فہرست مصادر و مراجع﴾

۔۔۔ابن فورک وآثاره الاصولیه مع تحقیق کتاب المختصر فی اصول الفقه ، محمد حسان عوض دمشق: مکتبہ الرسائل الجامعہ العالمیہ ۱۴۳۵ھ۔۲۰۱۴ء

۔۔۔ارشاد الفحول شرح الورقات للجوینی ،سعد الدین مسعود بن عمر التفتا زانی حنفی یا شافعی ،کویت: دار الضیاء ۱۴۴۰ھ

۔۔۔الامام الجوینی امام الحرمین ،محمد الزحیلی ،دمشق: دار القلم ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء

۔۔۔امام محمد الغزالی کی اصول فقہ میں تجدیدی خدمات اور بعض شبہات کا ازالہ، فاروق حسن، نیو یارک، یو ایس اے: گلوبل اسلامک مشن ۲۰۲۰ء

۔۔۔امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ الجوینی :حیاته وعصره. آثاره وفکره ،عبد العظیم الدیب کویت: دار القلم ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء اسلام اور مستشرقین ،مرتبہ سید صباح الدین عبد الرحمٰن ہند: دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ ۲۰۰۴ء

۔۔۔ اصول الفقہ ،جوزف شاخت بیروت: دار الکتاب اللبنانی ۱۹۸۱ء

۔۔۔الانجم الزاهرات علی حل الفاظ الورقات ،محمد بن عثمان بن علی المار دینی شافعی ریاض: مکتبه الرشد للنشر والتوزیع ۱۴۱۶ھ۔۱۹۹۶ء تحقیق عبد الکریم بن علی بن محمد النملہ

۔۔۔امام احمد رضا اور علم کلام، فیضان المصطفی قادری، کراچی: الغنی پبلشر ۲۰۲۱ء

۔۔۔ایضاح المحصول من برهان الاصول ،ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عمر بن محمد التمیمی المازری مالکی، تیونس: دار الغرب الاسلامی (سنہ ند) تحقیق عمار الطالبی

۔۔۔ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، اسمعیل باشا بن محمد امین البابانی البغدادی، بیروت: دار الفکر ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۲ء

۔۔۔البرهان فی اصول الفقه، امام الحرمین الجوینی، المنصورہ: دار الوفاء، مکتبہ امام الحرمین ۱۴۱۲ھ تحقیق عبد العظیم الدیب

۔۔۔ا لبرھان فی اصول الفقہ، امام الحرمین الجوینی، بیروت: دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷ء تحقیق صالح محمد عویضۃ

۔۔۔البحر المحیط، امام الزرکشی بیروت: دار الکتب (سن ند) تحقیقی مقدمہ لعلماء الازھر

۔۔تدوین فقہ واصول فقہ، سید مناظر احسن گیلانی، کراچی: الصدف پبلیشرز ۱۴۲۸ھ

۔۔۔التراتیب الاداریہ (نظام حکومت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم)، عبدالحی الکتانی مترجم محمد ابراہیم فیضی، لاہور: فرید بک اسٹال

۔۔۔التحصیل من المحصول، سراج الدین محمود بن ابی بکر الارموی بیروت، موسسہ الرسالہ ۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۸ء تحقیق عبدالحمید علی ابوزنید

۔۔۔التحقیق والبیان فی شرح البرھان، ابوالحسن الابیاری علی بن اسماعیل بن علی (حسین) بن عطیہ الصنہانی التلکانی مالکی، قطر: وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ ۱۴۳۴ھ۔۲۰۱۳ء

۔۔۔التحقیقات فی شرح الورقات، ابن قاوان حسین بن احمد بن محمد بن احمد گیلانی مکی شافعی عمان: دار النفائس ۱۹۹۹ء۔۱۴۱۹ھ

۔۔۔تسھیل الطرقات فی نظم الورقات، یحیی بن موسی شرف الدین العمریطی ریاض: دار الصمیعی ۱۴۱۶ھ۔۱۹۹۶ء

۔۔۔کتاب التلخیص، امام جوینی بیروت: دار البشائر الاسلامیہ ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء تحقیق عبداللہ جولم النیبالی، شبیر احمد العمری

۔۔۔الثمرات علی الورقات، خضر محمد اللجمی شام: مطبعہ الدباغ ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء

۔۔۔الجوینی: الامام الحرمین، فوقیۃ حسین محمود، قاھرہ، (سلسلہ اعلام العرب) الھیئۃ المصریۃ العامۃ للتالیف والنشر ۱۹۷۰ء

۔۔۔حاشیۃ السوسی علی قرۃ العین شرح الورقات امام الحرمین، محمد بن حسین السوسی تیونسی تیونس: مطبعہ تونسی ۱۳۵۱ھ

۔۔۔حاشیہ علی شرح الورقات للمحلی ،عزالدین البدرانی الموصلی اردن: دارالکتاب الثقفی ۲۰۰۳ء۔۱۴۲۳ھ

۔۔۔حاشیہ النفحات علی شرح الورقات، احمد بن عبداللطیف الخطیب الجاوی الشافعی مصر: مصطفی البابی الحلبی ۱۳۵۷ھ۔۱۹۳۸ء

۔۔۔دائرہ معارف اسلامیہ ،لاہور: دانش گاہ پنجاب ۱۳۹۱ھ۔۱۹۷۱ء

۔۔۔الدرکات شرح الورقات، ابن الفرکاح شافعی، بیروت: دارالبشائرالاسلامیہ ۲۰۰۱ء، تحقیق سارہ الہاجری

۔۔۔الدرکات شرح الورقات، ابن الفرکاح شافعی، بیروت: دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۸ء، تحقیق محمد حسن محمد حسن اسماعیل

۔۔۔الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان المذہب، قاضی ابراہیم بن نورالدین ابن فرحون مالکی بیروت: دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء تحقیق مامون بن محی الدین الحقان

۔۔۔ سیر اعلام النبلاء ،شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی، بیروت: موسسہ الرسالہ ۱۹۸۴ء۔۱۴۰۵ھ ج ۱۸ ص۴۷۲ (۲۴۰) تحقیق شعیب الارفوط ، اورمحمد نعیم العرقسوی

۔۔۔شرح الورقات ، ابن امام الکاملیہ شافعی عمان: دار عمار ۱۴۲۲ھ۔۲۰۰۱ء تحقیق عمر غنی سعود العانی

۔۔۔شرح الورقات ،ابوعمر عبدالرحمٰن بن الصلاح ،مکہ المکرّمہ: مکتبہ نزاز مصطفیٰ الباز ۲۰۰۷ء تحقیق محسن صالح الکردی

۔۔۔شرح الورقات ،جلال الدین محمد بن احمد بن محمد المحلی شافعی لبنان: دارابن حزم ۱۴۳۵ھ۔۲۰۱۴ء تحقیق خالد بن خلیل بن ابراہیم الزاہدی

۔۔۔شرح الورقات ، خالد بن عبداللہ باحمید الانصاری قاہرہ: دارالاعتصام ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳ء

۔۔۔شرح الورقات ،عبداللہ بن صالح الفوزان ریاض: دارالمسلم ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۳ء

۔۔۔شرح تسہیل الورقات ،سید محمد بن علوی مالکی اشعری شاذلی سعودیہ: وزارۃ نشر واشاعت ۱۴۱۱ھ

۔۔۔الشرح الکبیر علی الورقات ،شہاب الدین احمد بن قاسم الصباغ العبادی شافعی

،بیروت: دارالکتب العلمیہ ۲۰۰۲ء۔۱۴۲۴ھ تحقیق محمد حسن محمد حسن اسماعیل

۔۔۔شفاء الغلیل فی بیان الشبه والمخیل ومسالک التعلیل ،ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی الشافعی الطّوسی ،بغداد: مطبعہ الارشاد ۱۳۹۰ھ۔۱۹۷۱ء تحقیق احمد الکبیسی

۔۔۔شبلی نعمانی، مقالات شبلی مرتبہ سید سلیمان ندوی اعظم گڑھ دار المصنفین ۱۹۳۶ء

۔۔۔الضروری فی اصول الفقه ،ابو الولید محمد بن رشد حفید ،بیروت: دار الغرب الاسلامی ۱۹۹۴ء تحقیق جمال الدین العلوی ،محمد علام سیناصر

۔۔۔طبقات الشافعیه الکبری، تاج الدین ابی نصر عبد الوہاب بن عبد الکافی السبکی قاھره : دار الاحیاء الکتب العربیه سنہ ند تحقیق محمود محمد الطناحی۔عبد الفتاح محمد الحلو

۔۔۔الظاہریہ ،اگناز گولڈزیہر ،لاہور :عکس پبلیکیشنز ۲۰۱۸ء مترجم ریحان عمر

۔۔۔عدالت اسلامیه، سید شجاعت علی قادری، لاہور: قانونی کتب خانی سنہ ند

العلماء الذین لهم اسهام فی علم الأ صول والقواعد الفقهیه من عام ۱۳۰۰۔۱۳۷۵ھ

۔۔۔سعد بن ناصر بن عبد العزیز الشثری ریاض: دار اشبیلیا ۱۴۲۵ھ۔۱۰۰۴

۔۔۔علم اصول الفقه حقیقته. و مکانته. و تاریخه. و مادته، عبد العزیز بن عبد الرحمٰن

الربیعہ ریاض: مطبعہ ند ۱۴۱۶ھ۔۱۹۹۶ء

۔۔۔الغزالی، شبلی نعمانی، کراچی: دارالاشاعت ۱۴۱۲ھ۔

۔۔۔الفتح المبین فی طبقات الاصولیین، عبد اللہ بن مصطفٰی المراغی، بیروت: محمد امین دمج سنه ند

۔۔۔فن اصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن، کراچی: دارالاشاعت ۲۰۰۶ء

۔۔۔قرة العین فی شرح ورقات امام الحرمین ،ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد الرحمٰن بن حسین الرعینی اندلسی مالکی ،بیروت: دار المشاری ۲۰۰۱ء تحقیق محمد صالح بن احمد الجریسی

۔۔۔لطائف اشرفی، سید اشرف جہانگیر سمنانی، نیویارک یوایس اے: گلوبل اسلامک مشن ۲۰۲۱ء

۔۔۔مخطوطات المکتبہ العباسیہ فی مصر بقلم علی الخاقانی المجمع العلمی العراقی ۱۳۱۰ھ۔۱۹۶۱ء

۔۔۔معجم المولفین عمر رضا کحالہ دمشق: موسسۃ الرسالہ ۱۹۵۷ء۔۱۳۷۶ھ

۔۔۔مناهج الاصولیین فی التالیف، محمد احمد معبر القحطانی جده: دار الوفاء للنشر والتوزیع ۱۹۸۶ء

۔۔۔موسوعہ فقہیہ (اردو ترجمہ)،کویت: وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ۱۹۹۳ء

۔۔۔موقف الامام الغزالی من علم الکلام ویلیہ تاملات کلامیہ فی کتاب المنقذمن الضلال ،سعید عبداللطیف فودہ،اردن: دارالفتح للدراسات ولنشر۱۴۳۰ھ۔۲۰۰۹ء

۔۔۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مصطفیٰ بن عبداللہ القسطنطنی الرومی الحنفی،ملا کاتب الجلبی،حاجی خلیفہ بیروت: دارالفکر۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲ء

۔۔۔المنخول من تعلیقات الاصول ،ابوحامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی الشافعی الطّوسی ،دمشق : دارالفکر ۱۴۰۰ھ تحقیق محمد حسن ھیتو

۔۔۔المستصفی من علم الاصول،ابوحامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی الشافعی الطّوسی کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۱۴۰۷ ھ

۔۔۔مغیث الخلق فی ترجیح القول الحق،امام الحرمین ابی المعالی عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف جوینی شافعی مصر:مطبعہ المصر یہ۱۹۳۱ء

۔۔۔موازنة بین منہج الباقلانی والجرجانی فی کتابیھما اعجاز القرآن ودلائلہ الاعجاز شذی عطاجرارعمان (اردن) امانۃ عمان۲۰۰۵ء

۔۔۔مقدمہ ابن خلدون،عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون مالکی، بغداد ، مکتبہ المثنی سنہ ند

۔۔۔معارف القرآن،محدث اعظم ہند کچھوچھوی، نیویارک یوایس اے: گلوبل اسلامک مشن

۔۔۔معجم الاصولیین ،محمد مظہر بقا ،مکۃ المکرّمۃ: جامعہ ام القری۱۴۱۴ھ

۔۔۔معجم المولفین،عمر رضا کحالہ،دمشق: موسسہ الرسا لۃ۱۹۵۷ء۔۱۳۷۶ء

۔۔۔من عبر التاریخ فی الکید للاسلام محمد بن زاہد الکوثری قاہرہ: المکتبہ الازھریہ للتراث ۲۰۰۵ء

۔۔۔الوافی بالوفیات،صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی،تحقیق احمد الارناووط اور ترکی مصطفیٰ بیروت: دار الاحیاء التراث العربی۱۴۲۰ھ۔۲۰۰۰ء

۔۔۔وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابوبکر بن خلکان قم: منشورات الرضی ۱۳۶۴ھ

۔۔۔ھدیة العارفین فی اسماء المولفین و اثار المصنفین، اسماعیل باشا بغدادی بیروت: دارالفکر ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء

عربی مقالات:

۔۔۔جمهوريه الجزائريه جامعه وهران كليه العلوم الانسانيه والحضارة الاسلاميه کے محقق خیر الدین سیب کا خضر لخضاری کی زیرنگرانی بعنوان المنهج الاصولی عند الامام الغزالی من خلال كتابه المستصفى من علم الاصول ۱۳۔۲۰۱۲ء/۳۴۔۱۴۳۳ھ میں لکھا گیا پی ایچ ڈی مقالہ

۔۔۔الجزائر جامعه الجزائر كلية العلوم الاسلاميه قسم الشريعة والقانون کے طالب علم الوالی عبدالرزاق کا بعنوان الاراء والاجتهادات الاصولية للمازری(ت ۵۳۶ھ) من خلال كتابه المحصول من برهان الاصول بوحمزہ نورالدین کی زیرنگرانی ۱۱۔۲۰۱۰ء۔۳۲۔۱۴۳۱ء میں لکھا گیا ایم اے کا مقالہ

۔۔۔سعودیہ جامعه الملک سعود کلية التربيه کے طالب علم قطب بن مصطفیٰ سانو کا بعنوان آراء القاضی ابی بکر الباقلانی واثرها فی علم اصول الفقه کا حسین بن مطاوع الترتوری کی زیرنگرانی ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء میں لکھا گیا ایم اے مقالہ

۔۔۔جامعہ اردنیہ،کلیۃ الدراسات العلیا کے طالب علم سھا داحمد قنبر کا بعنوان اصول التفسیر عند الباقلانی، محمد الزغول کی زیرنگرانی ۲۰۱۷ء میں لکھا گیا پی ایچ ڈی مقالہ

اردو مقالات:

۔۔۔امام الحرمین عبدالملک جوینی، نصر احمد پھلواروی، معارف، ہندوستان اعظم گڑھ جنوری ۱۹۸۱ء

۔۔۔محمد حمید اللہ، رومی قانون اور اسلامی قانون کے تعلقات پر چند ملاحظات، معارف، ہندوستان: اعظم گڑھ اپریل ۱۹۸۳ء ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ

﴿ گلوبل اسلامک مشن (نیویارک، امریکہ) کی دیگر مطبوعات ﴾

---۔اردو ترجمۂ قرآن بنام 'معارف القرآن'۔۔۔
از: **محدثِ اعظمِ ہند سید محمد کچھوچھوی** علیہ الرحمہ
مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس ترجمۂ قرآن کا ابتدائی حصہ ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا۔۔۔''شہزادے آپ اردو میں قرآن لکھ رہے ہیں''۔

---۔محدث اعظم ہند کی نعتیہ شاعری اور حیات وخدمت۔۔۔
Ph.D مقالہ (۵۵۲ صفحات) از: **محمد فرحت علی صدیقی اشرفی** رحمۃ اللہ علیہ

---۔سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی۔۔۔
از: شیخ الاسلام والمسلمین **حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی** مدظلہ العالی
(۱۰ جلدوں پر مبنی آسان اردو تفسیر قرآن)

---۔الاربعین الاشرفی۔۔۔
از: شیخ الاسلام والمسلمین **حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی** مدظلہ العالی
(مشکوٰۃ شریف، باب ایمان سے ۴۰ ر احادیثِ نبویہ ﷺ کی محققانہ تشریح)

---۔مسلم پرسنل لاء۔۔یا۔۔اسلامک لاء؟۔۔۔
از: شیخ الاسلام والمسلمین **حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی** مدظلہ العالی

---۔قانون شریعت۔۔۔
از: **حضرت علامہ مفتی احمد شمس الدین رضوی جونپوری** رحمۃ اللہ علیہ
(روزمرہ کی ضروریات کے متعلق ۲۵۰۰ مسائل پر مبنی جدید ایڈیشن)

---۔جمالِ الٰہی۔۔۔
از: شیخ الاسلام **حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی** رحمۃ اللہ علیہ

---۔فیضان سہروردیہ مع آدابُ المریدین (اردو)۔۔۔
از: **محمد عبد السلام سہروردی** و **شیخ الاسلام حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی** رحمۃ اللہ علیہ

---۔مسئلہ رؤیت ھلال اور احکام صیام کا تحقیقی جائزہ۔۔۔
تالیف: **شیخ عماد الدین بن احمد بن ابی حجلۃ** حفظہ اللہ مترجم: **علامہ محمد سجاد حسین شامی** (فاضل دمشق، شام)

۔۔۔طِبُّ القرآن (علاج بالماء)۔۔۔

از: حضرت حکیم عبدالغفار ذوقی المصطفائی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

شیطان کی پہچان وجسمانی، اخلاقی اور روحانی بیماریوں کے سد باب کے متعلق ایک بہترین تحریر

۔۔علاوہ ازیں۔۔شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی کی تحریر کردہ درج ذیل کتب

مقالات شیخ الاسلام۔۔۔تعلیم دین وتصدیق جبرائیل امین۔۔۔محبت رسول روح ایمان۔۔۔دین کامل

فریضہ دعوت وتبلیغ۔۔۔حدیث نیت کی شرح۔۔۔مسئلہ سلام وقیام اور محفل میلاد (محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ)

(اوران تمام کتب کے انگریزی زبان میں تراجم بھی)

Would You Like To Know Something About Islam

Mohammad Masood Ahmed

Essentials Of Islam

The Least We Should Know

Mohammad Masood Ahmed

Educational Series Books

1...Allah,The Lord of All The Worlds 2...The Prophet of All Prophets

3...Ramadan 4...101 Islamic Terms 5...The Name Muhammad ﷺ

6...The Burial Process of A Muslim 7...Our Daughters

۔۔۔غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے لیے ایک بہترین کتاب۔۔۔

Would You Like To Know Something About Islam

کا فرینچ، اسپینش اور البانیہ کی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے جبکہ اردو، عربی، ہالینڈ کی ڈچ اور جرمن زبانوں میں ترجموں کا کام چل رہا ہے۔۔مزید برآں۔۔ترکی اور ہندی زبان میں بھی اس کتاب کے تراجم لانے کا انتظام ہو رہا ہے

ان شاء اللہ عنقریب انگریزی ترجمۂ قرآن اور سیرت رسول ﷺ پر انگریزی میں ایک عظیم الشان کتاب شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔اس کے علاوہ قانون شریعت، رویت ہلال اور جمال الٰہی کا انگریزی ترجمہ بھی ہمارے پروگرام کا حصہ ہے

Muslim Personal Law or Islamic Law?

by: Shaikh-ul-Islam Syed Mohammad Madni Ashrafi Jilani

---مجموعۂ رسائل و مقالاتِ سہروردیہ---

مؤلفہ

شیخ الاسلام حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی قدس سرہٗ

---صحیفۂ غوثیہ (اردو شرح) قصیدۂ غوثیہ---

شارح

شیخ الاسلام حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی قدس سرہٗ

ان تمام کاموں کی توفیق مرحمت فرمانے کے لیے ہم اللہ رب العزت کے بے انتہاء شکرگزار ہیں
آپ ہمیں اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیئے۔ ۱۹ جولائی ر ۲۰۲۱ء +1-914-319-3839